

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

مہینہ نامہ میں ساج

اردو - گجراتی



بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

مہینہ نامہ
MEMON SAMAJ

Urdu Gujrati Monthly

Urdu Gujrati Monthly

Urdu Gujrati Monthly

January 2022, Jamadi-ul-Sani 1443 Hijri

جنوری 2022ء جمادی الثانی 1443ھ

بہارے صنعت و تجارت

میمن اور بانٹوا میمن برادری کی قابل فخر شخصیت
سیٹھ احمد داؤد مرہوم ہلال خدمت

ایثار اور خلوص کا پیکر

بہ موقع
20
ویں برسی

حیات

خدمات

کارنامے



پاکستان کے ممتاز صنعت کار اور سرکردہ ہمہ جہت شخصیت
جن کا ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار رہا سماجی، فلاحی اور تعلیمی ادارے
قائم کر کے میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کا نام روشن کیا

پیدائش: 10 مارچ 1905ء (بانٹوا - انڈیا) وفات: 2 جنوری 2002ء (کراچی - پاکستان) (عمر 97 سال)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُ

اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے

پارہ ۲۸ - سورۃ الحجۃ - رکوع ۱۲ - آیت ۱۱

دعائیہ

آئیے ہم سب مل کر یہ دعا کریں:

اے اللہ تعالیٰ! تو نے ہمیں اپنی رحمتوں، برکتوں، نوازشوں اور بیش بہا نعمتوں سے بانٹوا میمن برادری کو نوازا ہے۔ ہم سب تیرا شکر بجالاتے ہیں۔ تیری مدد اور رہنمائی چاہتے ہیں۔

یا اللہ تو اپنے پیارے حبیب حضور اکرم ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرما، آپس میں بھائی چارہ، اتفاق و اتحاد میں برکت عطا فرما، بانٹوا میمن جماعت کے تمام افراد کو ترقی اور خوشحالی سے ہمکنار کر (آمین)

تو آج بھی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ روشنی بن کر ہماری رہنمائی کر تو ہمارا بھی خواہ ہے تو ہماری قوت بن جا۔۔۔ ہمیں ہمت و طاقت عطا فرما۔۔۔ ہمیں گناہوں سے پاک کر۔

اے اللہ! اس صدی کو ہمارے لیے روحانی ترقی کی صدی بنا دے۔ اس وقت کو ہمارے لیے ایسا کر دے کہ ہم تیری ہر آن اور ہر ساعت میں تیری نعمتوں اور برکتوں کا استقبال تیری نعمتوں کا شکر ادا کر سکیں۔ تیرے فضل کے امیدوار بن کر رہیں۔ آنے والا وقت محبت، پیار اور امن کا وقت ہو۔ ہم دوسروں کو غیر مشروط طور پر معافی دیں اور ہم سب مل کر اچھائی، نیکی اور بھلائی کے کاموں کو فروغ دیں۔

یا اللہ! تو آج بھی ہمارے ساتھ ہے اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہنا۔ (آمین ثمہ آمین)

آپ کی خیر خواہ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان



ماہنامہ میں سگ



کراچی
اردو - گجراتی

انور حاجی قاسم محمد کا پڑیا

مدیر اعزازی

عبدالجبار علی محمد بدو

پبلشر

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیژن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے



021-32768214

021-32728397

Website : www.bmj.net

E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

جنوری 2022ء

جمادی الثانی ۱۴۴۳ھ

شمارہ: 01

جلد: 67

زیر نگرانی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

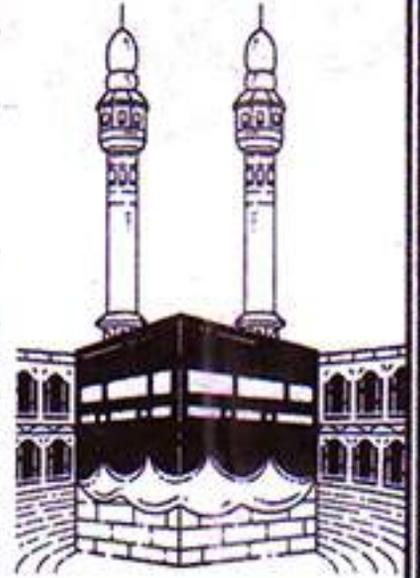
پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، بلوچہ حور بانی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد ریلوے سٹیشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فرمان الہی



☆ چاہتا ہے اللہ تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر تنگی۔ (پارہ ۲۔ سورۃ ۲۔ آیت ۱۸۵)

☆ جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی اور دین تو ہرگز نہیں قبول ہوگا وہ اس سے اور وہ ہوگا آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے۔ (پارہ ۳۔ سورۃ ۳۔ آیت ۸۵)

☆ تابع داری کرو اللہ اور رسول کی تاکہ تم پر رحم ہو۔ (پارہ ۴۔ سورۃ ۳۔ آیت ۱۳۲)

☆ پس پڑھو جتنا آسان ہو قرآن میں سے۔ (پارہ ۲۹۔ سورۃ ۴۳۔ آیت ۲۰)

☆ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور نہ ضائع کرو اپنے اعمال کو۔ (پارہ ۲۶۔ سورۃ ۲۴۔ آیت ۳۳)

☆ بے شک نماز روتھی ہے بے حیائی اور بدی سے۔ (پارہ ۲۱۔ سورۃ ۲۹۔ آیت ۴۵)

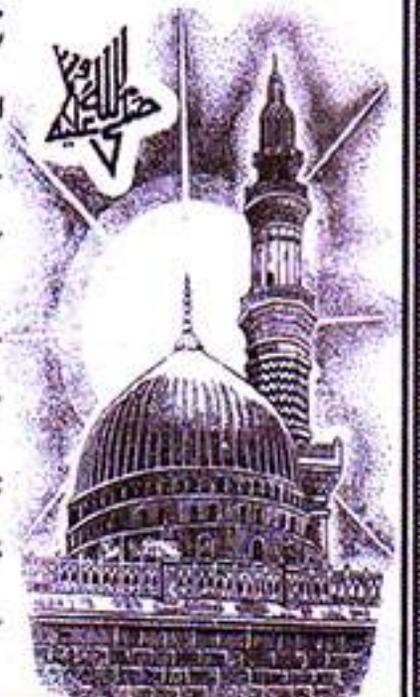
☆ قائم کرو نماز اور دوز کوۃ اور جھکوساتھ جھکنے والوں کے۔ (پارہ ۱۔ سورۃ ۲۔ آیت ۴۳)

☆ جو لوگ ایمان لائے اور کام کیے نیک ان کے لیے ہے بخشش اور اجر بڑا۔ (پارہ ۲۲۔ سورۃ ۳۵۔ آیت ۷)

☆ جو کوشش کرتا ہے تو وہ کوشش کرتا ہے اپنے ہی لیے۔ (پارہ ۲۰۔ سورۃ ۲۹۔ آیت ۶)



ارشاد نبوی



☆ سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ مومن مرد اپنی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے۔ اگر اس کی ایک عادت اسے ناپسند ہے تو کئی دوسری عادتیں پسند بھی ہوں گی۔ (مسلم)

☆ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ دار سے بدلے کے طور پر سلوک کرنے والا صحیح معنی میں صلہ رحمی کرنے والا نہیں۔ اصل صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے کہ رشتہ دار اس سے قطع تعلق بھی کریں تو بھی ان سے تعلق باقی رکھے اور ان کے حقوق ادا کرے۔ (بخاری)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ تیسری رات تک اس میں سے ایک دینار بھی بچا رہے، سوائے اس دینار کے جو قرض کی ادائیگی کے لیے رکھ لوں۔ (مسلم)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مدینہ منورہ سے روانگی پر جب میں رکاب میں پاؤں رکھ چکا تھا، آخری حکم یہ دیا کہ اے معاذ! لوگوں سے خوش اخلاقی سے پیش آنا۔ (موطا امام مالک)

☆ رسول اللہ ﷺ کوئی چیز پیتے وقت تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (متفق علیہ)

نَحْمَدُكَ يَا وَلِيَّ عَلَمٍ
رَسُولِ الْكَرِيمِ

ادارہ



مشکل حالات اور جان توڑ مہنگائی میں انسانی خدمت کا سفر جاری

ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی نے عوام کو دو گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ ایک بہت امیر اور دوسرا غریب۔ متوسط لوئر مڈل کلاس کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ اگر چند سفید پوش لوگ خود کو مڈل کلاس سے منسوب کرتے ہیں تو وہ شاید اپنا بھرم رکھنے کے لئے اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں حالانکہ ان لوگوں کو مہنگائی اور تنگ دستی نے دہرے عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ آئے دن اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں کہ فلاں شخص نے غربت اور بے روزگاری کے ہاتھوں تنگ آ کر خودکشی کر لی یا علاج و معالجہ کی سہولت میسر نہ آنے کے باعث اپنا خاتمہ کر لیا۔

روزگار کے مواقع دن بدن کم ہوتے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں کے پاس روزگار ہے وہ زندگی کو نسبتاً آسان بنانے کے لئے کرپشن کی راہ اپنانے پر مجبور ہیں۔ ہر آنے والی حکومت اپنی اقتصادی پالیسیوں میں عوام کی خوشحالی اور بہتری کا نعرہ لگاتی ہے مگر مہنگائی امر بیل کی طرح بڑھتی ہی چلی جا رہی ہے۔ عام آدمی کے لئے زندگی بسر کرنا محال ہو گیا ہے۔ مہنگائی میں بے تحاشہ اضافے کی وجہ سے اخلاقی اقدار زوال پذیر ہیں۔ ذاتی منفعت کے لئے ایک دوسرے کو دھوکہ دینا جائز سمجھا جانے لگا ہے۔ کرپشن، ڈاکہ زنی، رشوت ستانی عام ہوتی جا رہی ہے۔ ہر شخص ڈپریشن اور فرسٹریشن کا شکار ہے۔ بلڈ پریشر کا مرض عام ہو رہا ہے نہ جانے ہمارا کیا ہوگا؟ کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا ایک خوبصورت اور پراسن اور بے مثال خوش حال شہر تھا جہاں شہری سہولیات عام تھیں۔ مہنگائی نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ مگر اس شہر میں محبت عام تھی۔

لوگ ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے، ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے، ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ اس شہر میں بھائی چارے اور انسانی ہمدردی کے ایسے ایسے مظاہرے دیکھنے کو ملتے تھے کہ اب ان کا تصور محال ہے۔ اس شہر بانٹوا کو کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بھی کہا جاتا تھا جو وہاں آباد میمنوں کی پاکستان ہجرت کے بعد اجڑ گیا، بناہ و برباد ہو گیا مگر اس کی یاد اتنی انمول، اتنی سچی اور اتنی کھری تھی کہ اس کا نام آج بھی زندہ اور تابندہ ہے۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی ایک ایسا ادارہ ہے جو اسی خوشبو، پیار اور محبت میں بسا ہوا ہے جس کا حامل بانٹوا شہر تھا۔ یہ محض ایک سماجی، اصلاحی اور فلاحی ادارہ ہی نہیں ہے جو لوگوں کی خدمت کر رہا ہو بلکہ یہ ایک ایسا مستحکم پلیٹ فارم ہے جہاں سے آج بھی محبت اور

پیار بانٹا جاتا ہے۔ بانٹو ایمین برادری ایک ایسی برادری ہے جس کا بچہ بچہ انسانی ہمدردی اور محبت کے جذبے سے سرشار ہے۔

انسان اور انسانیت کی بلا امتیاز خدمت بانٹو ایمین برادری کا نصب العین ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس شہر بانٹو کے نام کو آج بھی اس قدر احترام حاصل ہے کہ جہاں کہیں بھی، کسی بھی ادارے کے ساتھ لفظ بانٹو آتا ہے، لوگ اس کی طرف کھنچے چلے جاتے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ انھیں یہاں سے پیار ملے گا، ہمدردی اور سپورٹ ملے گی، کوئی ان کی بات سنے گا اور ان کے دکھوں کا مداوا کرے گا۔ غرض بانٹو ایمین برادری کے حوالے سے متعدد وفاقی، فلاحی اور سماجی خدمات کے ادارے پورے ملک بالخصوص سندھ اور خاص طور سے کراچی میں بلا امتیاز شب و روز خدمات انجام دے رہے ہیں۔

بلاشبہ اسے ہم بانٹو ایمین برادری اور اس کے سرکردہ رہنماؤں اور بزرگوں کا اعزاز کہہ سکتے ہیں جن کی محبت، رہنمائی اور اصلاحی مہم کے باعث یہ برادری دوسروں کی خدمت کو اپنا نصب العین سمجھتی ہے اور ان کے لیے کام کرتی ہے۔ بانٹو شہر جس وقت کا ٹھیا واڑ اور بھارت کی دھن نگری تھا، اس وقت اس میں بے شمار لکھ پتی تھے جن کی دھن دولت، آرام و آسائش، کاروبار اور تجارت کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کی آنکھیں دیکھتی رہ جاتی ہیں۔ یہ ان لوگوں کی رہنمائی اور قیادت ہی تھی کہ اس برادری کے لوگوں نے انسانی خدمت اور پیار و محبت کو عام کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ آج یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے کہ جن بزرگوں نے بانٹو میں پیار و محبت عام کر کے ایکٹا کا جو بیج بویا تھا وہ آج محبت، رواداری، خلوص اور پیار کا ایسا تناور درخت بن چکا ہے جس کی خوشبو کے باعث لوگ اس کی طرف کھنچتے چلے آتے ہیں۔ پیار و محبت کا یہ سفر جو بانٹو سے شروع ہوا، وہ انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت جاری رہے گا۔

اس کے ساتھ ہی بانٹو ایمین برادری، اس کے بزرگوں، اس کے رہنماؤں اور اس کے تمام فلاحی اداروں کا نام بھی ہمیشہ بلند رہے گا کیونکہ خدمت وہ عمل ہے جو دلی جذبے سے شروع ہوتا ہے۔ اس وقت بانٹو ایمین برادری کے متعدد وفاقی، فلاحی اور سماجی خدمات کے ادارے پورے ملک بالخصوص سندھ اور خاص طور سے کراچی میں شب و روز خدمات انجام دے رہے ہیں بلاشبہ اسے ہم بانٹو ایمین برادری اور اس کے سرکردہ رہنماؤں اور بزرگوں کا اعزاز کہہ سکتے ہیں جن کی محبت، رہنمائی اور اصلاحی مہم کے باعث اس برادری نے دوسروں کے دکھ درد دور کرنے کا بیڑہ اٹھایا تھا اور اس وقت بھی یہ کام پورے زور و شور سے جاری ہے۔ خدمت کا یہ سفر پہلے بانٹو (انڈیا) میں بھی جاری تھا اور آج بھی جاری ہے۔

آج کے اس افراتفری اور مشکل حالات علاوہ جان توڑ مہنگائی میں انسانی خدمت کا سفر جاری اور ساری ہے۔ موجودہ دور میں کسی کے پاس دوسروں کے لیے وقت نہیں ہے۔ ہر شخص کو اپنی پڑی ہے۔ وہ اپنے بال بچوں کے لیے روزی کے حصول کی خاطر سرگرداں ہے۔ ایسے میں دوسروں کے لیے وقت کون نکال سکتا ہے کیونکہ بے روزگاری اور مہنگائی اوپر سے دہشت گردی نے لوگوں کو اپنی ذات اور اپنے گھروں تک محدود کر دیا ہے۔ پھر بھی خدمت انسانی کا جو پرچم بانٹو ایمین جماعت (رجسٹرڈ) کراچی نے اٹھایا تھا، وہ آج بھی اسی طرح بلند ہے اور ہر طرح کے حالات میں انسانی خدمت کے کام انجام دیے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو ہمت دے کہ ہم سب اسی طرح ڈٹے رہیں۔

ادنیٰ خادم

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کا طالب

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

ان کے باتوں میں کون سے خوشیوں

پہنچتی۔ (کنفیوشس)

☆ سب سے بڑے چور وہ ہیں جو آپ کا وقت چراتے ہیں۔

(بالزاک)

☆ بعض لوگ جہاں جاتے ہیں اپنے ساتھ خوشیاں لے جاتے ہیں

اور بعض لوگ ایسے بھی ہوتے جن کے چلے جانے سے خوشی ہوتی

ہے۔ (آسکروائلڈ)

☆ خون کی ندیاں بہا دینے سے وہ خوشی حاصل نہیں ہوتی جو صرف

ایک آنسو پونچھ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ (ایمرن)

☆ اللہ تعالیٰ نے غمزدہ اور اداس لوگوں کے دکھ درد دور کرنے کا کام

وقت کو سو نپ رکھا ہے۔ (جیو برٹ)

☆ کون ایسا نادان ہے جو گلاب کے پھول کو اس لیے چھوڑ دے کہ اس

میں کانٹے ہیں۔ (عربی کہاوت)

☆ نہ قرض دو نہ لو کیونکہ قرض دینے سے پیسہ اور دوست دونوں چلے

جاتے ہیں اور قرض لینے سے کفایت شعاری میں خلل پڑتا ہے۔

(شیکسپیر)

☆ دنیا میں اگر کوئی چیز مقدس ہے تو وہ انسانی جسم ہے۔

(وہٹ مین)

☆ جو شخص اچھا سننے والا اور کم بولنے والا ہو اس کا استقبال ہر جگہ اور ہر

وقت ہوتا ہے۔ (کولرج)

☆ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرنے سے تمہارے کھانے میں برکت

ہوگی۔ (حضور اکرم ﷺ)

☆ مومن کے لئے اتنا علم ہی کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

(حضرت ابو بکر صدیق)

☆ دعا کی قبولیت کا انحصار خلوص پر ہوتا ہے نہ کہ الفاظ پر۔

(حضرت عمر فاروق)

☆ سب سے بڑا خطا کار وہ ہے جو لوگوں کی برائیاں بیان کرتا

پھرے۔ (حضرت عثمان غنی)

☆ اپنا سرا و نچا رکھو کہ تم کسی سے نہیں ڈرتے لیکن اپنی نگاہیں نیچے رکھو

تاکہ پتہ چلے تم ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھتے ہو۔

(حضرت علی)

☆ مومن ریشم کی طرح نرم اور فولاد کی طرح سخت ہوتا ہے۔

(علامہ اقبال)

☆ آزادی کی کوئی قیمت نہیں۔ (لیاقت علی خان)

☆ انسان کی عظمت فرشتہ بننے میں نہیں انسان رہنے میں ہے۔

(مولانا الطاف حسین حالی)

☆ بیماری سے مر جاؤ مگر احسان کی دو آنہ کھاؤ۔ (خوش حال خٹک)

☆ جس طرح مچھلی چارہ دیکھتی ہے اور جال پر اس کی نظر نہیں جاتی۔

اسی طرح بے وقوف صرف نفع دیکھتا ہے اور نقصان تک اس کی نگاہ نہیں

مہربانی تعالیٰ

مولانا محمد علی جوہر

تجھے تسکین دل پایا، تجھے آرام جاں پایا
 نہاں بھی ہے تو کیا، تجھ کو جہاں ڈھونڈا وہاں پایا
 کوئی نامہرباں ہو کر ہمارا کیا بگاڑے گا
 کرم تیرا تو ہے ہم پر، تجھے تو مہرباں پایا
 ترا وہ بتلا ناکام سمجھا جس کو دنیا میں
 اسی کو سرخرو دیکھا، اسی کو کامراں پایا
 حرم میں تھا ہر اک کو یوں تو تیرے عشق کا دعویٰ
 جو کی تحقیق تو اکثر وہی عشق بتاں پایا
 کسی کو ڈھونڈتا دیکھو، خود اپنے گوشہ دل میں
 تو بس سمجھو کہ اب اس نے سراغ لامکاں پایا
 رہا آوارہ دیر و حرم، پہلو سے بیگانہ
 دل اس کا عرش و کرسی ہے، کہاں ڈھونڈا کہاں پایا
 جہاں ایماں ہو، وہاں کیسے گزر ہو یاس و حرماں کا
 کسی مومن کو بھی اے دل! اللہ سے بدگماں پایا
 نہیں معلوم کیا ہو حشر جوہر کا پر اتنا ہے
 کہ ہاں نام محمد ﷺ مرے دم ورد زباں پایا

نعت

مولانا ظفر علی خان

اے کہ ترا جمال ہے زینت محفل حیات
 دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی زکوٰۃ
 تیری جبین سے آشکار پر تو ذات کا فروغ
 اور ترے کوچہ کا غبار سرمہ چشم کائنات
 چہرہ کشا کرم ترا قاف سے تابہ قیرواں
 لطف ترا کرشمہ سنج کعبہ سے تابہ سومنات
 تیرے سلام کے لیے گلشن قدس کے طیور
 گھوم رہے ہیں ڈال ڈال، جھوم رہے ہیں پات پات
 دیکھتے ہی ترا جلال کفر کی صف الٹ گئی
 جھک گئی گردن سبل ٹوٹ گیا طلسم لات
 آنکھ کے اک اشارہ سے تو نے معا بدل دیے
 ذہن کے سب تصورات قلب کے سب تاثرات
 پست و بلند کے لیے عام ہیں تیری رحمتیں
 عرش سے اور فرش سے تجھ پر سلام اور صلوة



چند اہم اور معلومات افزا واقعات

☆ 24 اکتوبر 1947ء ریاست جونا گڑھ کے علاقوں پر عارضی حکومت کے قبضہ کی ابتداء

☆ 26 اکتوبر 1947ء نواب مہابت خانجی کی کراچی روانگی

☆ 29 اکتوبر 1947ء بانٹوا پر بھارتی افواج کا قبضہ

☆ یکم نومبر 1947ء مانگرول پر بھارتی بحریہ کا قبضہ

☆ 2 نومبر 1947ء بابر یاواڈ پر قبضہ

☆ 9 نومبر 1947ء سقوط جونا گڑھ

☆ 10 نومبر 1947ء کتیانہ کی پہلی لوٹ

☆ 14 نومبر 1947ء بانٹوا میں لوٹ مار

☆ 26 دسمبر 1947ء کتیانہ کی دوسری لوٹ

☆ 18 فروری اور 26 فروری 1948ء اقوام متحدہ میں مسئلہ

جونا گڑھ پر بحث

☆ 7 نومبر 1960ء نواب مہابت خانجی کی وفات

تاریخ پاکستان کا ایک فراموش شدہ باب
الحاق جونا گڑھ



Late Habib Lakhani

تحقیق و تدوین : حبیب لاکھانی (مرحوم)
میمن ریسرچ اسکالرتاریخ

☆ 2 جون 1947ء تقسیم ہند کے منصوبہ کا اعلان

☆ 15 اگست 1947ء وجود پاکستان کے ساتھ ہی الحاق جونا گڑھ کا

اعلان

☆ 15 ستمبر 1947ء حکومت پاکستان کی طرف سے الحاق جونا گڑھ

کی منظوری

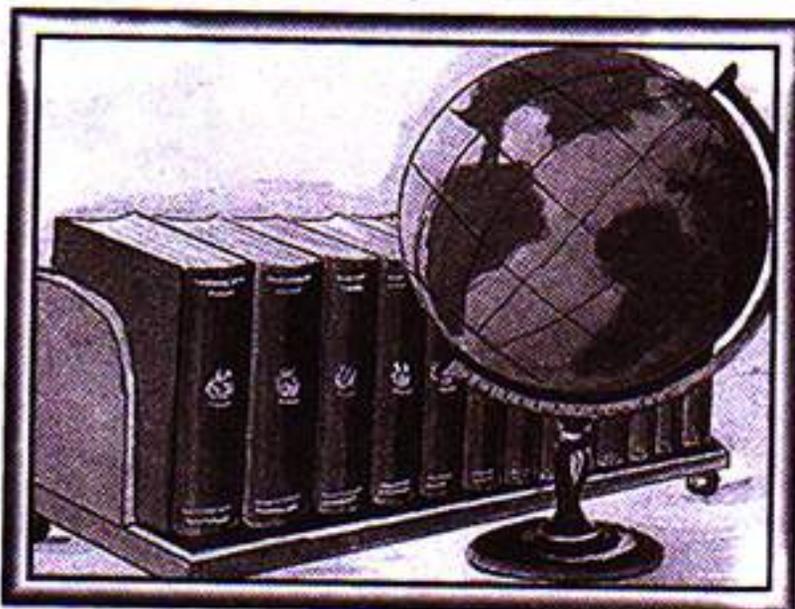
☆ 17 ستمبر 1947ء بھارتی کابینہ کی طرف سے جونا گڑھ کے فوجی

محاصرہ کا فیصلہ

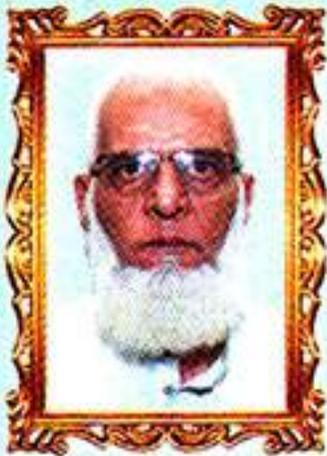
☆ 25 ستمبر 1947ء بمبئی میں جونا گڑھ کو عارضی حکومت کی تشکیل

☆ 30 ستمبر 1947ء راجکوٹ میں جونا گڑھ ہاؤس پر قبضہ

☆ 22 اکتوبر 1947ء ریاست مانا دور پر بھارتی افواج کا قبضہ



بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی
انتخابات برائے سال 2021 - 2024ء (تین سالہ مدت)
 انتخابات منعقدہ بروز ہفتہ مورخہ 25 دسمبر 2021ء۔۔ بانٹوا ہلال گروپ کے 20 منتخب (کامیاب) امیدوار



Anwer H. Kassam
Kapadia



Faisal
M Yaqoob Diwan



H.M. Aijaz
H. Rehmataullah
Bharamchari



M. Shahzad H.M
Haroon Usman
Kothari



Abdul Rauf
Ismail Mehanti



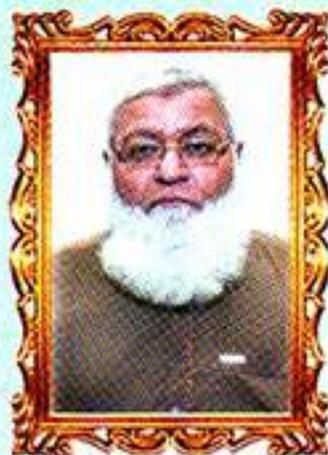
A. Jabbar Ali
Muhammad
Biddu



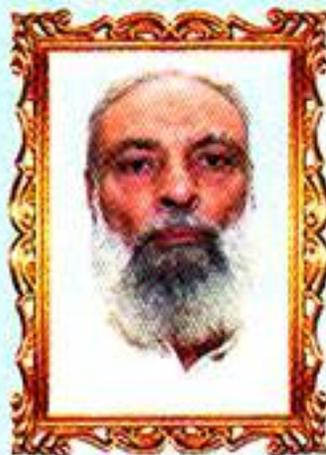
Ali Muhammad
Khanani
(Haji Baba)



M. Yousuf
A Razzak Moon



M Iqbal
M Siddiq Billoo
Akhawala



Sikander
Siddiq Agar





**M. Imran
M Iqbal Dandla**



**M. Shoalb
Abu Talib Dojki**



**M. Farhan
A Rahim Maimini**



**Owais M. Haroon
Abdul Rehman
Bhatda**



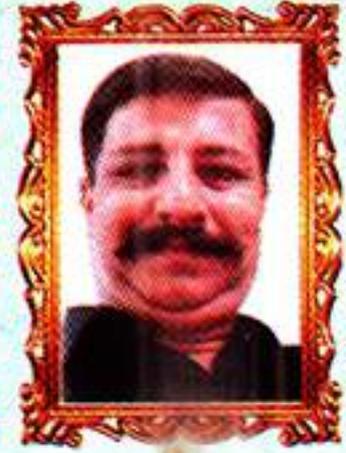
**A Jabbar
H Suleman
Khanani**



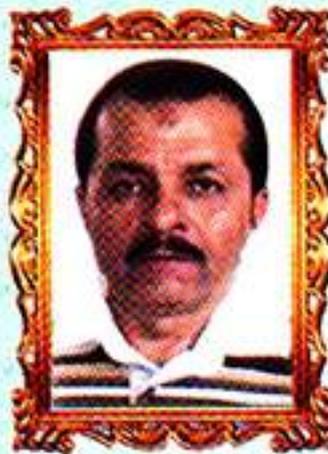
**M Naeem
A Sattar Tola**



**M Toufiq
Qasim Rabdla**



**Imtiyaz Abdul
Ghaffar Biddu**



**Nadeem Abdul
Sattar Surti**



**M Rizwan
A Majeed Adhi**

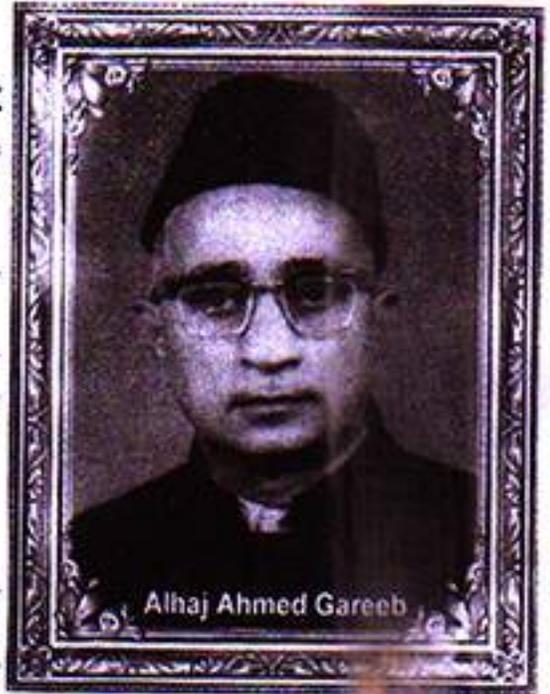


حضور اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں

سماجی اور فلاحی کام

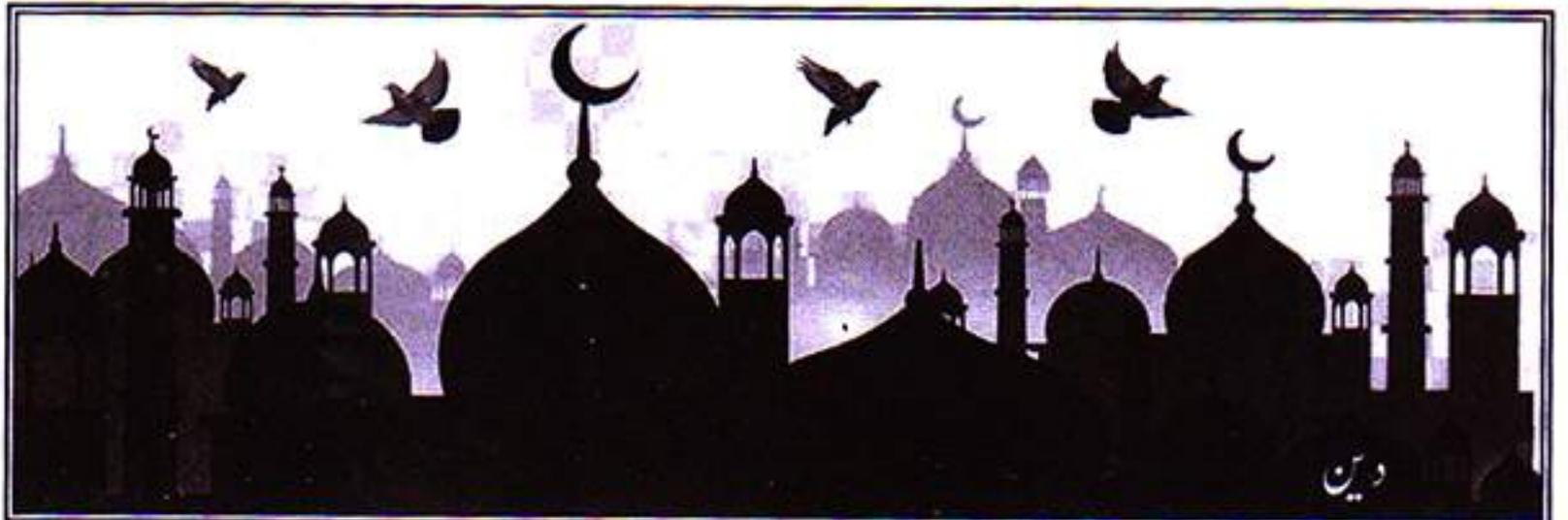
مذہبی ریسرچ اسکالر الحاج احمد عبداللہ غریب مرحوم (بمبئی)

ایک پر خلوص اور ہمدرد شہری کی وسیع تر ذمے داری یہ ہے کہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود اور پورے معاشرے کی بھلائی اور داری کے لیے کام کرے۔ بالخصوص معاشرے کے گرے پڑے افراد کے لیے تگ و دو کرنا انسانیت کی ہمدردی اور خدمت ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے خدمتِ خلق میں بے مثال نمونہ چھوڑا ہے۔ بعد از نبوت کی زندگی تو پوری ہی خدمتِ انسانیت سے عبارت ہے۔ آپ ﷺ قبل از نبوت بھی اس ذمے داری سے غافل نہ رہے۔ یتیموں، بے کسوں، بیواؤں کی امداد، مجبور و مظلوم افراد معاشرہ کی داری آپ ﷺ کا شیوہ تھا۔



Alhaj Ahmed Gareeb

آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کا بدتر گھر وہ ہے جہاں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہے۔ آپ ﷺ کے طرز عمل سے پورا معاشرہ یتیموں کے لیے دارالشفقت بن گیا۔ بیواؤں پر ظلم ہوتا تھا، ان کو شوہر کی جائیداد سے حصہ نہیں ملتا تھا۔ انہیں باعزت زندگی کے لیے بڑی تگ و دو کرنی پڑتی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کی مدد فرمائی، انہیں ورثے کا حق دار قرار دیا۔ ان کے دوبارہ نکاح کے لیے اصول وضع کیے تاکہ وہ معاشرے میں باعزت زندگی بسر کر سکیں۔ نادار بیواؤں کی خدمت کو عظیم نیکی قرار دیا۔ فرمایا: ”بیوہ اور مسکین کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا ایسا ہے جیسے اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والا۔“ راوی کہتا ہے میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”جیسا وہ نمازی جو نماز سے نہیں تھکتا اور روزے دار جو اپنا روزہ نہیں توڑتا۔ صحیح بخاری میں ہے: ”بیوہ اور غریب کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والا اللہ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے اور اس کے برابر ہے جو دن بھر



روزہ رکھتا اور رات بھر نماز پڑھتا ہے۔“

آپ ﷺ کی یتیم پروری اور غریب نوازی ایک مسلمہ حقیقت تھی جسے دوست دشمن سب تسلیم کرتے تھے۔ ایک شہری کی نفع بخشی اگر اس حد تک پہنچی ہو تو اس کی عظمت کا کیا ٹھکانہ ہے۔ خدمت خلق، عوام دوستی اور فلاح انسانیت کی ایک مثال آپ ﷺ کا حلف الفضول میں شریک ہونا تھا۔ جس میں یہ طے کیا گیا تھا کہ مظلوم کی مدد کی جائے گی، ظالموں کو ظلم سے روکا جائے گا۔ آپ ﷺ نے اس معاہدے پر ہمیشہ فخر کا اظہار کیا۔ الغرض خدمت خلق کے لیے آپ ﷺ نے ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو نیک اعمال کرنے کے لئے ایک وسیع نظام عطا فرمایا ہے۔ جس میں حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس کے کئی پہلو آجاتے ہیں۔ تاہم ان کا آخری نقطہ یہ ہے کہ انسان اگر نیکی نہ کر سکے تو کم از کم برائی نہ کرے اور اپنے اعمال نامے کو برائیوں سے پاک رکھے، یہ بھی اس کے لئے کامیابی ہے۔ نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، آپ ﷺ کی رحمت سے نہ صرف انسان مستفید اور بہرہ ور ہوئے، بلکہ تمام حیوانات، نباتات اور جمادات تک نے رحمت کا حصہ پایا۔ جمادات کے استفادے کا مشاہدہ اس حدیث مبارکہ سے کیجئے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ راستے کا حق ادا کرو، لوگوں نے پوچھا کہ راستے کے حقوق کون سے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے راستے کے حقوق ارشاد فرمائے۔

ان حقوق پر غور کیا جائے تو ایک اسلامی راستے (راہ) کی پاکیزگی، کشادگی، صفائی، سنجیدگی اور امن و سلامتی کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ ﷺ نے اپنی رحمت کس قدر عام کی اور اس کا پرتو کہاں کہاں پہنچا اور کس قدر پہنچا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہر ایک مسلمان پر صدقہ (نیکی کرنا لازم) ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو یہ نہیں پاتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرے، جس سے اپنی ذات کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ وہ اگر نہ کر سکے تو کیا کرے؟

آپ ﷺ نے فرمایا، کسی مجبور و حاجت مند کی مدد اور داندی کرے، انہوں نے پوچھا کہ وہ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو کیا کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ نیکی کا حکم دے۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ یہ بھی نہ کرے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، وہ برائی سے رک جائے، یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ہر شخص کا نیکی و بھلائی کے کام کرنے اور مالی صدقات کرنے کا دل چاہتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے اور رفاہی و سماجی کام کرنے کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے پاس مادی یا جسمانی وسائل ہوتے تو وہ کوئی خیر کا کام کرتا، ایسے لوگوں کے لئے آپ ﷺ نے نیکی کے کام کرنے کے ایسے طریقے بتائے ہیں کہ جن کے کرنے سے دنیا ہی اجر و ثواب ملتا ہے، اور صدقہ کرنے کی خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے صدقہ (نیکی) کرنے کی پانچ ایسی صورتیں بیان کیں جو ایک دوسرے کی متبادل ہیں اور دوسرے پہلو سے اپنی جگہ بڑی نیکی، اجر و ثواب کا باعث اور خدمت خلق کے کام ہیں۔

لہذا انسان میں سے جو نیکی بھی کر سکتا ہے، وہ کرے، حدیث مبارکہ سے اس طرف اشارہ نکلتا ہے کہ کسی ایک نیکی کے کام یا عمل کو اپنے سامنے نہ رکھے، بلکہ وہ نہ ہو سکے تو دوسرا راستہ اختیار کرے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تیسرا اپنائے، اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ ان میں سے جو کام کر سکتا ہے، وہ ضرور کرے اور اپنے لیے اجر کمائے اور آخرت کا توشہ بنائے۔ صدقے کا کلمہ صدق اور صداقت (سچائی) سے نکلا ہے، جس

کے مفہوم میں یہ بات خود بخود شامل ہے کہ ان میں سے جو کام سچائی کے جذبے نیت اور جائز طریقے سے کرے، اس عمل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خواہش اپنی ذمے داری پوری کرنا اور انسانوں کی خدمت کرتا ہو۔

ایک مومن جو بھی کام کرے گا، اس میں اللہ کی رضا و خوشنودی، اپنی ذمے داری پوری کرنے اور اپنے لیے اجر چاہنے کی نیت سے کرے گا۔ اس فرض کی وجہ سے ایک مسلم کا رفاہی کام دوسرے فریقوں سے اعلیٰ و اکمل اور ممتاز ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے لوگ مختلف مقاصد، اغراض و جذبے رکھتے ہیں۔ حدیث مبارکہ سے ایک خاص بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ آدمی جو بھی نیکی کام کرے، وہ جائز اور حلال طریقے سے کمائے ہوئے رزق سے کرے۔ اسلام کسی صورت میں ایسی نیکی، صدقے اور رفاہی کام کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی اسے پسند کرتا ہے۔ اور نہ ہی اس پر اجر و ثواب دیتا ہے جس میں ناجائز و حرام سے کمائے ہوئے مال سے خرچ کیا جائے یا اس کام میں ناجائز عمل شامل ہو، جیسے کوئی شخص رشوت، سود یا دھوکے سے کمائے ہوئے مال سے صدقہ خیرات کرے یا کسی کا حق غصب کر کے یا زیادتی کر کے دوسرے کی خدمت یا رفاہی کام کرے۔

آپ ﷺ نے فرمایا، دھوکے سے حاصل کیے ہوئے مال کام صدقہ قبول نہیں ہوگا۔ غلول (دھوکے) سے ہر وہ مال مراد ہے جو حرام اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا ہوا ہو۔ اسی طرح کے الفاظ ایک اور حدیث میں ہیں، مقدم بن معدی کرب سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی شخص نے اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے کھانے سے زیادہ اچھا کھانا نہیں کھایا اور حضرت داؤد اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔ اس سے مراد محنت کر کے، منصوبہ بنا کر، جدوجہد کر کے اور جائز طریقے سے کمائی کرنا ہے۔ یہاں پہلی بات یہ بتائی گئی کہ اگر کسی شخص کا دل مالی انفاق کرنے، مال خرچ کرنے اور کسی کی مالی امداد (سپورٹ) کرنے کو چاہتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص محنت کرے، جائز مال کمائے اور انفاق کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے جائز مال نہیں کما سکتا تو اسے چاہیے کہ وہ مصیبت کے مارے ہوئے لوگوں اور مصیبت میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرے، ان کا ہاتھ تھامے، انہیں ظلم و زیادتی سے بچائے، ان کی رہنمائی کرے، انصاف ملنے کے مقامات تک ان کو پہنچائے۔ اس کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ اس کا ابتدائی درجہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اہمیت باندھے، درخواست لکھ کر دے اور جس طرح ہو سکے، ان کی مدد کرے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص یہ دوسرا کام جو خدمت خلق کا اعلیٰ ترین کام ہے، نہیں کر سکتا تو اسے چاہیے کہ امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرے) یعنی نیکی کی اشاعت کرے، دعوت و تبلیغ کا کام کرے، جہاں اس کا بس چلے، وہاں اپنی طاقت سے نیکی پھیلانے، جیسے اس کے اپنے اہل خانہ مثلاً بیوی، بچے اور دیگر زبردست ہیں، ان میں نیکی کو فروغ دے۔

امر بالمعروف امت کے ہر فرد کی ذمے داری ہے۔ اس کا لازم ہونا قرآن مجید کی آیات اور متعدد احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ نیز اس حدیث سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے، لہذا ہر مسلمان کو یہ ذمے داری پوری کرنی چاہیے۔ لیکن کوئی شخص یہ کام بھی نہیں دے سکتا تو اسے چاہیے کہ برائی سے رک جائے۔ یہ بھی اس کا صدقہ کرنا ہی ہے، کیوں کہ اس طرح وہ اپنی ذات پر ظلم نہیں کرے گا اور کم از کم برائی کرنے سے تو بچا رہے گا۔ فراغت کا وقت اور فرصت کی عمر جب کہ بڑھاپے کی وجہ سے آدمی فارغ ہو گیا ہو تو ایسی صورت میں انسان اپنے ساتھیوں اور ہم عمروں کے ساتھ بیٹھ کر کسی کے عیب نکالے گا، کسی کی غیبت کرے گا، لوگوں کی برائیاں بیان کرے گا۔ کسی کو برے لقب سے پکارے گا اور کسی کی بدخواہی کرے گا۔

اس طرح ایک طرف وہ اپنے اوپر ظلم کا مرتکب ہوگا تو دوسرے اپنے مسلمان بھائی کی حق تلفی کرے گا۔ اس لیے آپ ﷺ نے فرمایا کہ

برائی سے رک جائے، یہ بھی اس کا صدقہ کرنا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں جو افعال و اعمال کی صورتیں اور متبادل صورتیں بیان کی گئیں، وہ تمام کی تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد سے متعلق ہیں، اس سے اسلام کے مزاج اور نظام کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ انفرادیت، رہبانیت، تنہائی پسندی اور گوشہ نشینی کا دین نہیں ہے، بلکہ یہ معاشی اصلاح، اس کی تعمیر و ترقی کا دین ہے۔ یہ انفرادی اصلاح اور خدمتِ خلق کا دین ہے۔ الغرض خدمتِ خلق کے لئے حضور اکرم ﷺ ایک عمدہ نمونہ پیش کیا۔

پائٹرامین جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے ممبروں اور سرگرمیوں کے متعلق آپ کی واٹس ایپت ضروری ہے

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے

کورونا سے بچنا ہوگا - فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں!

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورانٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین

SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔



☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط

اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف

اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل



ہدایت کے موتی

(احادیث مبارکہ کی روشنی میں)

نماز: ”پانچ وقت کی نماز ادا کرنا ایسا ہے کہ جیسے تم میں سے کسی کے گھر کے باہر نہر ہو اور وہ اس میں دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو (تو مکمل طور پر پاک و صاف ہو جاتا ہے)“ (مسلم)

علم: ”جو شخص علم کی تلاش کے لیے نکلتا ہے، وہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوتا ہے جب تک وہ لوٹ نہ آئے۔“ (ترمذی)

توبہ: ”تمام انسان گناہ گار ہیں، لیکن بہترین گناہ گار وہ ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں۔“ (ترمذی)

وقت: ”پانچ باتوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت سمجھو

(1) جوانی کو بڑھاپے سے پہلے۔ (2) صحت کو بیماری سے پہلے۔ (3) خوش حالی کو تنگ دستی سے پہلے۔

(4) فراغت کو مصروفیت سے پہلے۔ (5) زندگی کو موت سے پہلے۔ (ترمذی)

دعوت: ”جو نیکی کی دعوت دیتا ہے، اسے نیکی پر عمل کرنے کے برابر اجر ملتا ہے اور جو برائی کی دعوت دیتا ہے اسے برائی کرنے والے کے برابر گناہ ملتا ہے۔“ (مسلم)

والدین: ”وہ شخص تباہ ہو جائے، وہ شخص تباہ ہو جائے، وہ شخص تباہ ہو جائے، جو اپنے والدین کو بڑھاپے میں پائے اور ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکے۔“ (مسلم)

رشتے دار: ”وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جو رشتہ داروں سے تعلق توڑ لے۔“ (بخاری)

پڑوسی: ”وہ شخص مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔“ (بیہقی)

دوست: ”انسان اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے تو ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دیکھے کہ وہ کسے دوست بناتا ہے۔“ (ترمذی)

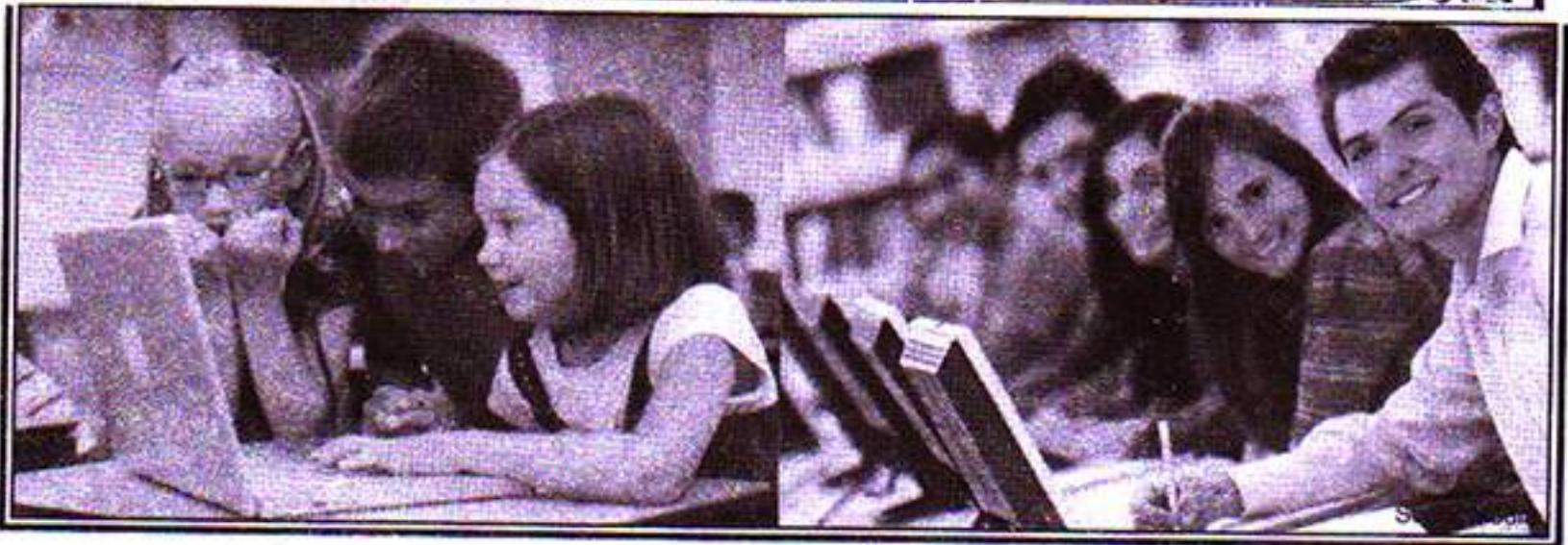
اتحاد: ”مسلمان باہمی محبت و الفت میں ایک جسم کی طرح ہیں۔ جب جسم کا ایک حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔“ (بخاری)

سلام: ”اللہ تعالیٰ سے قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔“ (ترمذی)

شکر: ”جو لوگوں کا شکر ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔“ (ترمذی)

امانت اور وعدہ: ”اس شخص کا کوئی ایمان نہیں جس میں امانت داری نہ ہو اور اس شخص کا کوئی دین نہیں جو وعدہ پورا نہ کرتا ہو۔“ (بیہقی)

رحم دلی: ”جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا، اللہ اس پر رحم نہیں فرماتا۔“ (بخاری)



انٹرنیٹ زحمت نہیں فائدے مند ہے

تحریر: جناب محمد حسن فیصل گوگن

زمانہ قدیم سے ہی رسائی کا عمل چلا آ رہا ہے، جو ہر دور میں ترقی کے زینے طے کر رہا ہے۔ آج یہ عمل ہماری روزمرہ زندگی کا ایک اہم حصہ بن چکا ہے۔ بیسویں صدی کے وسط میں کمپیوٹر کی ایجاد نے روایتی ترسیل کو ترقی دے کر الیکٹرانک ترسیل میں تبدیل کر دیا۔ انسان ترقی کی جانب تیزی سے گامزن ہے اور انٹرنیٹ اس کی بہترین مثال ہے، اس نے انسانی روابط کو اتنا آسان بنا دیا ہے کہ میلوں دور بیٹھے انسان سے بھی چند لمحوں میں باسانی بات ہو جاتی ہے، اس کی آمد سے دنیائے گلوبل ویج کی صورت اختیار کر لی ہے۔ آج کل تو معلومات کی فراہمی اور مواد کو ذخیرہ کرنے کے لیے انٹرنیٹ بلاگز کا بھی استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی نہیں انٹرنیٹ کی بدولت گھر بیٹھے خریداری اور کسی بھی چیز کی تشہیر کی جاسکتی ہے۔ آپ ای کامرس کے ذریعے گھر بیٹھے ہزاروں روپے روزانہ کما سکتا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعہ ہم ای میل، ای بزنس، آن لائن تعلیم، فاصلاتی تعلیم، آن لائن امتحان، یونیورسٹی، کمپنی کی معلومات، اشیاء، اخبار و رسائل و جرائد، فلاحی و زرعی تنظیموں، سیاسی پارٹیوں کی جانکاری، بینکنگ اور تمام طرح کے بلوں کی ادائیگی، طبی و سائنسی معلومات، سمعی و بصری شکل میں حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو انٹرنیٹ ہمارے لیے کسی نعمت سے کم نہیں ہے، مگر اس کے بے جا استعمال نے اسے زحمت بنا دیا ہے۔ کوئی بھی ایجاد فضول یا وقت ضائع کرنے کے لیے نہیں کی جاتی، بلکہ اس کا مقصد لوگوں کو سہولت مہیا کرنا ہوتا ہے۔ یہی حال انٹرنیٹ کا بھی ہے۔



Mr. M. Hassan Faisal Gogan

کوئی چیز منفی نہیں: دنیا میں کوئی چیز منفی نہیں اگر منفی ہے تو وہ ہماری سوچ ہے۔ بلاشبہ دنیا میں ہر چیز کا ہر ایک کا منفی پہلو ضرور ہوتا ہے۔ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا استعمال ان کو برا بنا دیتا ہے جیسے کورا کاغذ بہ ذات کچھ نہیں ہوتا، وہ تو اس پر لکھی گئی تحریر اس کی پہچان بنتی ہے۔ یہی بات ہم موبائل فون کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ ہیکنگ، ویب ہائی جیکنگ اور دیگر جرائم انسان نے خود ہی اپنی عقل اور

سوچ سے کیے ہیں، اس میں انٹرنیٹ کا قصور صرف اتنا ہے کہ اسے برے کام کے لیے استعمال کیا گیا۔ چیزیں بری نہیں ہوتیں بلکہ ان کے استعمال کرنے کے پیچھے ہماری سوچ اچھی یا بری ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں ہم اچھائی یا برائی کو حاصل کرتے ہیں، یہی حال انٹرنیٹ کا بھی ہے۔ ہمارے معاشرے میں نوجوانوں نے اس کا بے جا اور منفی استعمال کر کے اس کی مقصدیت کو ختم کر دیا ہے۔ اگر ہم مغربی دنیا کی بات کریں تو وہاں ٹیکنالوجی ہم سے زیادہ جدید ہے لیکن وہاں کی نسل نو اس ٹیکنالوجی سے ایسے ایسے کمالات دکھاتی ہے کہ دنیا دنگ رہ جائے، سوشل میڈیا پر باقاعدہ منظم مہم چلائی جاتی ہیں، درخت لگانے کے حوالے سے، معاشرے میں سدھار پیدا کرنے کے حوالے سے مگر ہمارے ہاں سوشل میڈیا کو محض تصادیر پوسٹ کرنے اور اسٹینس اپ ڈیٹ کرنے کا ایک ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔

فیصلہ آپ کو کرنا ہے! اب فیصلہ آپ خود کریں کہ اس میں قصور دار انٹرنیٹ ہے یا ہم؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ایک کو اس کی خامیوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے اور انسان تو ہمیشہ سے خامیوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ تو خامیاں تلاش کرتے کرتے خود بھی غلط استعمال شروع کر دیتا ہے۔ اگر انٹرنیٹ کو پہلے دن سے اچھائی کے لیے استعمال کیا جاتا، تو آج شاید یہ معاملات نہ ہوتے۔ ہمارا یہ رویہ صرف انٹرنیٹ کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہرنی اور جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ انٹرنیٹ ایک ایسی ایجاد ہے جس سے گھر بیٹھے دنیا جہاں کی معلومات، خبریں اور کتابیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یعنی اچھے مقاصد کے لیے بھی استعمال کر سکتے ہیں اور برے مقاصد کے لیے بھی۔ ہمارے ملک میں تقریباً کروڑوں افراد انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں اور ان صارفین کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جو کہ ایک خوش آئند بات ہے۔

اس کا مثبت استعمال کریں: مگر اس کا فائدہ اسی وقت ہو سکے گا، جب ہم اس کا مثبت استعمال کریں۔ ہمیں انٹرنیٹ سے متعلق لوگوں کی سوچ کو بدلنا ہوگا۔ انہیں اس کے فائدوں سے آگاہ کرنا ہوگا، کیوں کہ اس دور میں انٹرنیٹ کے بغیر ترقی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ انٹرنیٹ موجودہ زمانے کی سب سے اہم ایجاد ہے۔ ہر شے کا استعمال کارآمد تب ہی ہو سکتا ہے، جب اس کو استعمال کرنے والا اپنی استعداد اور چیز کی افادیت کے اعتبار سے کام میں لائے۔ بیمار کو دوا سے شفا تب ہی مل سکتی ہے، جب اس کا استعمال صحیح وقت اور ٹھیک مقدار میں ہو، چنانچہ اگر انسان کی نیت صاف ہے اور اس کو مفید معلومات حاصل کرنی ہے تو اس کے لیے انٹرنیٹ بہت کارآمد ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوئی تم سے بھلائی کی امید رکھے تو اسے مایوس مت کرو
کیونکہ لوگوں کی ضرورتوں کا تم سے وابستہ ہونا
تم پر اللہ کی عنایت ہے۔



بہ موقع 20 ویں برسی

پاکستان کے ممتاز صنعت کار اور سرکردہ ہمہ جہت شخصیت جن کا ملک کی اقتصادی ترقی میں اہم کردار رہا آپ نے سماجی، فلاحی اور تعلیمی ادارے قائم کر کے میمن برادری اور بانٹو میمن برادری کا نام روشن کیا

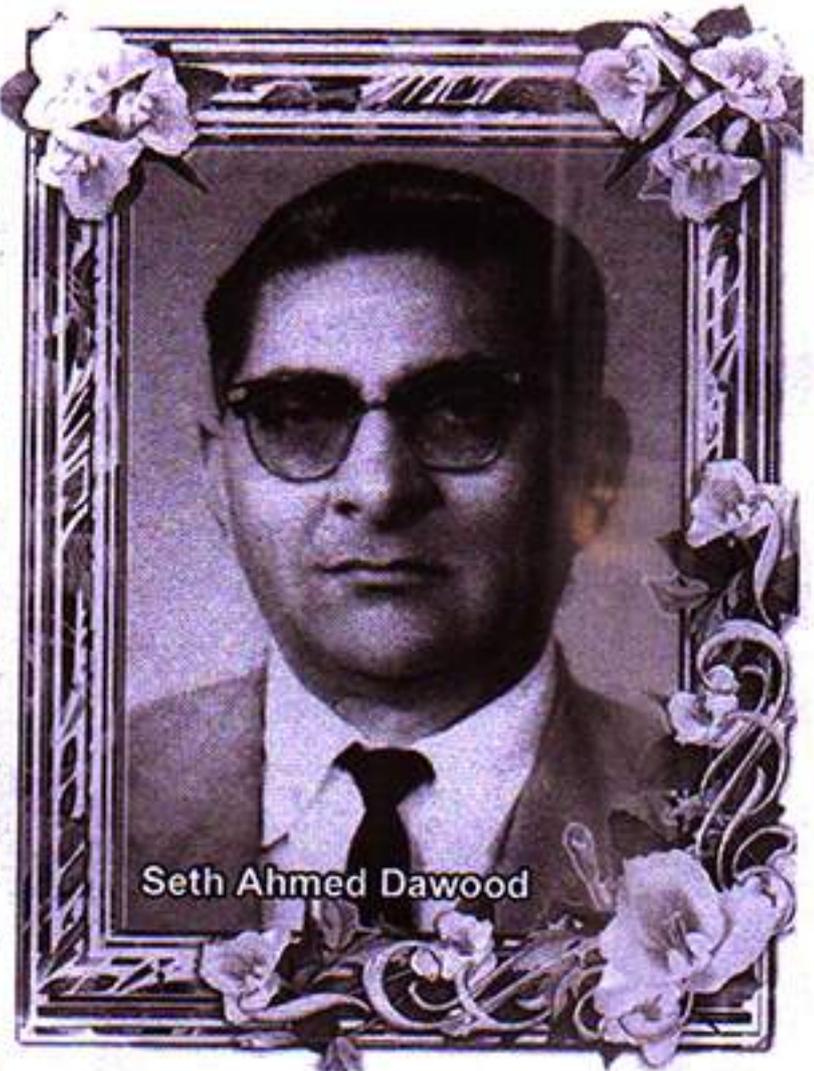
سیٹھ احمد داؤد مرحوم ہلال خدمت

حیات - خدمات - کارنامے

پیدائش: 10 مارچ 1905ء (بانٹو - انڈیا) وفات: 2 جنوری 2002ء (کراچی - پاکستان)

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل

صنعت و تجارت، سماجی خدمات، عوامی فلاح و بہبود ایسے شعبے ہیں جن میں ایک ساتھ کام کرنا بہت مشکل ہے مگر بعض لوگ اس قدر باہمت ہوتے ہیں کہ وہ کئی کئی شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کر کے خود کو منواتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قابل صد افتخار شخصیت سیٹھ احمد داؤد کی بھی تھی۔ انہیں دنیا نے تاریخ ساز تسلیم کر لیا ہے، ایسا تاریخ ساز جس نے ایک طرف تو صنعت و تجارت کی دنیا میں نام کمایا، دوسری طرف اس صنعت و تجارت سے وابستہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار کام کئے اور خود کو خدمت گزار کہا دیا۔ بلاشبہ انہیں 20 ویں صدی کے قابل تقلید حضرات میں شمار کیا جا سکتا ہے۔



Seth Ahmed Dawood

پیدائش: احمد داؤد 10 مارچ 1905ء میں یعنی 20 ویں صدی کے شروع میں بھارت کی ریاست کاٹھیادڑ کے ایک اہم تجارتی شہر بانٹو میں پیدا ہوئے تھے۔ بانٹو کو اس زمانے میں انڈیا کی دھن نگری بھی کہا جاتا تھا۔ جناب احمد داؤد کے والد کا نام داؤد یعقوب تھا اور دادا کا

نام یعقوب گاندھی تھا۔ اس خاندان کی شناخت لفظ ”گاندھی“ تھا جو ہر ایک کے نام کے ساتھ لگا ہوا تھا مگر پاکستان میں آباد ہونے کے بعد اس فیملی نے ”گاندھی“ کا لفظ ترک کر دیا اور اپنے ناموں کے ساتھ ”داؤد“ کا لفظ لگایا۔ اب یہ خاندان داؤد گروپ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سیٹھ احمد داؤد کی والدہ محترمہ حاجیانی حنیفہ بانی نہایت دین دار، متقی اور صوم و صلوة کی پابند تھیں۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت نہایت عمدگی سے کی تھی۔ جناب

احمد داؤد نے معمولی تعلیم حاصل کی تھی جو اس زمانے کا رواج تھا۔

عملی زندگی میں: اس کے بعد وہ اپنے نانا کے ساتھ میسور میں ان کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے لگے اور گجراتی زبان میں خط و مراسلت کرنے کے ساتھ حساب کتاب بھی کرنے لگے جس سے ان کی تعلیمی اور عملی تربیت شروع ہوئی۔ کچھ عرصہ انہوں نے ہاشم حاجی غنی کے ہاں بھی کام کیا۔ اس تجربے نے انہیں مدراس پہنچا دیا اور کم عمری میں ہی وہ خاصی ذمہ داری سے کام کرنے لگے۔

والد کا انتقال اور بمبئی منتقلی: اسی دوران ان کے والد کو کاروبار میں نقصان ہو گیا اور اس کے چند دن بعد ہی وہ انتقال کر گئے۔ والد محترم داؤد کے انتقال کے بعد احمد داؤد نے اپنی ملازمت کو خیر باد کہا اور اپنا کاروبار شروع کرنے کا ارادہ کر کے بمبئی چلے آئے۔ نانا نے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی۔ بمبئی میں ذاتی کاروبار سے سیٹھ احمد داؤد نے حقیقی معنوں میں عملی زندگی کی ابتداء کی۔ یہ گویا وہ موڑ تھا جس سے مستقبل کا ایک تاجر اور صنعت کار ابھرا۔

سنجیدہ مزاج: جناب احمد داؤد ایک سنجیدہ اور کم گو انسان تھے۔ کم عمری سے ہی انہوں نے معاشی جدوجہد شروع کر دی تھی۔ اس دور کے دوسرے نوجوانوں کی طرح وہ چلبے اور شوخ نہیں تھے۔ کم عمری میں ہی انہیں بہن بھائیوں اور والدہ محترمہ حاجیانی حنیفہ بانی کی فکر لاحق ہو گئی تھی اس لئے وہ کھیل کود کی طرف راغب نہ ہو سکے اور انہوں نے اپنی پوری توجہ کاروبار اور تجارت پر مرکوز رکھی۔

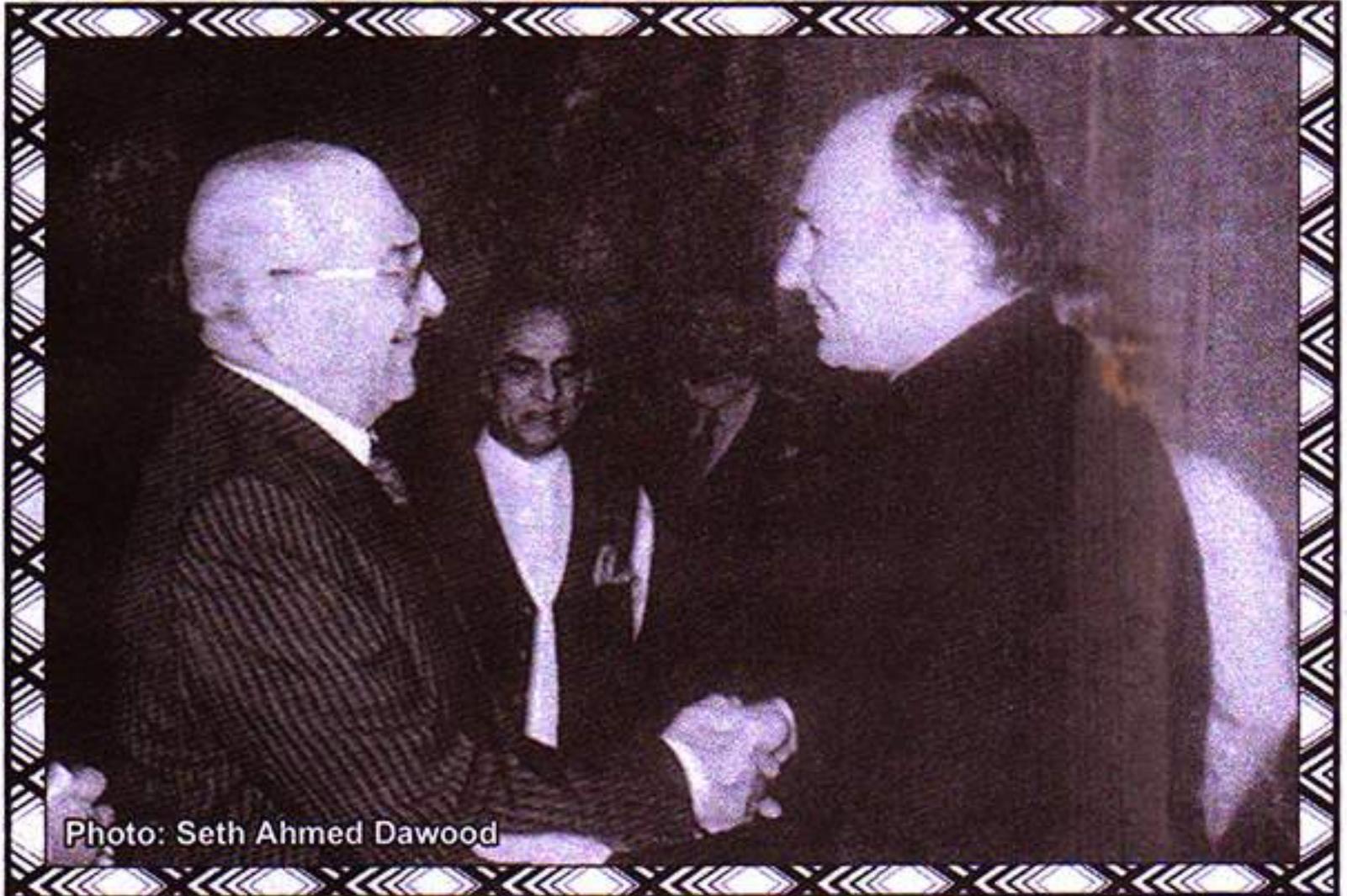


Photo: Seth Ahmed Dawood

جناب محترم پرنس کریم آغا خان صاحب سے ایک تقریب میں سیٹھ احمد داؤد مصافحہ کرتے ہوئے۔

میں ایک موٹر کاروبار کمپنی بھی خریدی اور اس سے پہلے وہ چٹاگانگ (بنگلہ دیش) میں آرمی وہیکل ڈسپوزل ڈپو قائم کر چکے تھے۔ گویا سیٹھ صاحب متحدہ ہندوستان میں ایک نہایت کامیاب تاجر، بزنس مین اور صنعت کار تھے اور ان کا نام صنعتی و تجارتی حلقوں میں نہایت ادب و احترام سے لیا جاتا تھا۔

قیام پاکستان کے بعد کا منظر: اسی دوران پاکستان قائم ہو گیا اور ہندوستان کے مسلمان اس نئے ملک میں آکر آباد ہونے لگے۔ اس مشکل وقت میں سیٹھ احمد داؤد نے مہاجرین کی بڑی مدد کی، ان کو حفاظت کے ساتھ ہندوستان سے پاکستان منتقل کرایا اور ہر طرح سے دیکھ بھال کی۔

پاکستان آمد اور خدمت کا آغاز: سیٹھ احمد داؤد پاکستان آگئے اور اس نئے ملک میں ایک بار پھر اپنی جدوجہد کا نئے سرے سے آغاز شروع کیا۔ آپ کو نہ صرف اپنے خاندان کی کفالت کرنی تھی بلکہ پاکستان کی اقتصادی اور معاشی ترقی کے لئے بھی راستے تلاش کرنے تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ آپ نے حکومت پاکستان سے کسی قسم کا کوئی کلیم نہیں لیا۔ آپ کا کہنا تھا کہ اس وقت پاکستان کو ہماری مدد کی ضرورت ہے، ہمیں اسے سہارا دینا ہے، اسے مضبوط بنانا ہے۔ اپنے اس قول کو انہوں نے عملی صورت دی اور پاکستان بھر میں کارخانے، ملیں اور صنعتیں لگا کر نہ صرف لوگوں کے لئے روزگار کے مواقع پیدا کئے بلکہ ہندو تاجروں اور صنعت کاروں کے انڈیا جانے کے بعد پیدا ہونے والے خلاء کو پر کرنے میں



Photo: Seth Ahmed Dawood

سیٹھ محمد حاجی غنی، سیٹھ احمد داؤد (ہلال خدمت)، سیٹھ سلیمان داؤد، سیٹھ علی محمد داؤد (مرحوم) اور سیٹھ عمر حاجی غنی (مرحوم) کا یادگار گروپ فوٹو۔

لگ گئے۔ ابتداء میں انہوں نے کپڑے اور سوت کی تجارت سے کام کا آغاز کیا۔ اس کے بعد مشرقی پاکستان میں بھی کئی کارخانے لگائے۔ رفتہ رفتہ آپ کے قدم جمنے لگے اور آپ کا کاروبار ترقی کرتا چلا گیا۔ آپ کے خاص شعبے یہ تھے: یارن، پٹ سن، کپاس، کپڑا، کاغذ، کیمیکلز، کیمیائی کھاد، معدنیات، الیکٹرانکس مصنوعات، اشیائے صرف (پیداواری شعبے) برآمدات۔

مقام اور نام: داؤد گروپ نے صحت و تجارت اور برآمدات میں بڑا نام کمایا ہے اور متعدد ملکی و بین الاقوامی ایوارڈز بھی حاصل کئے ہیں۔ داؤد گروپ کی بہت سی پبلک لیمنڈ کمپنیاں ہیں جو تجارتی حلقوں میں عمدہ ساکھ کی حامل ہیں، احمد داؤد صاحب اپنے گروپ کے چیئرمین تھے۔ ساتھ ہی آپ NIT (نیشنل انویسٹمنٹ ٹرسٹ) کے بانی و چیئرمین اور PICIC (پاکستان انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن) کے وائس چیئرمین بھی تھے۔ ان کا سیکریٹریٹ مولوی تمیز الدین خان روڈ پر گیارہ منزلہ داؤد سینٹر کی عمارت میں تھا اور اب بھی وہیں قائم ہے۔

تین بار نقصان: سیٹھ احمد داؤد کو اپنی زندگی میں تین بار اپنی املاک اور کاروبار سے ہاتھ دھونا پڑے پہلی بار 1947ء میں قیام پاکستان کے وقت وہ سب کچھ ہندوستان چھوڑ آئے تھے۔ دوسری بار بنگلہ دیش کے قیام کے وقت اور تیسری بار 1974ء میں جب حکومت پاکستان نے تمام بڑے بڑے اداروں کو قومی ملکیت میں لیا تو وہ ہر چیز سے محروم ہو گئے مگر ہر بار انہوں نے نئے سرے سے جدوجہد کی اور دوبارہ سب کچھ حاصل کر لیا۔



Photo: Seth Ahmed Dawood

سیٹھ احمد داؤد (مرحوم) کراچی میں ایک لیڈرز انڈسٹریل ہوم کے دورے کے موقع پر دستکاری کا معائنہ کر رہے ہیں۔

تجارتی ادارے: سیٹھ احمد داؤد کے قائم کردہ چند تجارتی

اور کاروباری اداروں کے نام یہ ہیں: کرناٹی پیپر ملز، داؤد گروپ آف کمپنیز، داؤد کاشن ملز لمیٹڈ، بورے والا ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، ہرکولیس کیمیکلز لمیٹڈ، داؤد کارپوریشن (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لارنس پورولن اینڈ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ، وائیلون لمیٹڈ، سینٹرل انشورنس کمپنی لمیٹڈ، سماج انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ، نیشنل مانسز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، ایشین کوآپریٹو سوسائٹی لمیٹڈ، دی مضاربہ مینجمنٹ (پرائیویٹ) لمیٹڈ، داؤد ہرکولیس انجینئرنگ گروپ۔

دائود فائونڈیشن اور اس کے تحت

قائم کردہ ادارے: احمد داؤد صاحب نے داؤد فائونڈیشن بھی قائم کیا تھا جس نے ہزاروں طلبہ و طالبات کو اسکالرشپس دیں اور تعلیم کے ساتھ خدمتِ خلق کے دوسرے شعبوں میں بھی بے شمار خدمات انجام دیں۔ اسی فائونڈیشن نے 1962ء میں داؤد کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی بھی قائم کیا۔ داؤد



پبلک اسکول بھی اسی فائونڈیشن کی سرپرستی میں چل رہا ہے۔ اسکردو میں بھی ایک جدید تعلیمی مرکز فائونڈیشن نے ہی قائم کیا ہے۔ اسپتالوں اور دوسرے طبی اداروں کو مالی عطیات فراہم کرنے میں داؤد فائونڈیشن پیش پیش ہے۔ حاجیانی حنیفہ بانی ٹریننگ سینٹر سیٹھ احمد داؤد کی والدہ محترمہ کے نام پر ہے جو لڑکیوں کو پیشہ ورانہ تربیت دے رہا ہے۔ واضح رہے کہ محترمہ حنیفہ بانی کا انتقال کراچی میں 1970ء میں ہوا تھا۔ فائونڈیشن مذہبی، اسلامی اور رہنما کتب بھی شائع کرتا ہے۔ پاکستان رائٹرز گلڈ کی جانب سے ”داؤد ادبی انعامات“ کا سلسلہ ایک طویل عرصے تک جاری رہا۔

سیٹھ احمد داؤد کے خیالات: سیٹھ احمد داؤد ایک تجربہ کار، دوراندیش صنعت کار اور بے مثال بزنس مین تھے۔ ملکی

اقتصادیات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ ان کے پیش نظر کبھی ذاتی منافع کا حصول نہ رہا بلکہ انہوں نے ہمیشہ ملک کی مجموعی معاشی ترقی کے لئے کوششیں کیں۔ ملک کو درپیش اقتصادی مسائل پر ان کی گہری نظر تھی اس لئے وہ اکثر ان پر غور و فکر کرتے رہتے تھے اور ان کے حل کے لئے ٹھوس تجاویز اور سفارشات مرتب کر کے حکومت کو بھیجتے تھے۔ ان میں سے بعض تجاویز کو اہمیت دی گئی اور بعض کو نظر انداز کر دیا گیا۔ ایک بار انہوں نے حکومت کو یہ تجویز پیش کی کہ پاکستان میں سائیکل کی سواری کو فروغ دیا جائے جو سستی بھی ہے اور آسان بھی۔ اس سے موٹر گاڑیوں کی خریداری اور اپورٹ پر خرچ ہونے والا زرمبادلہ بھی بچے گا اور ساتھ ہی تیل کی بچت بھی ہوگی، اس سے آلودگی سے بھی تحفظ مل سکتا ہے مگر ان کی تجویز پر کسی بھی حکومت نے توجہ نہ دی اور یہ تجویز سرد خانے میں ڈال دی گئی۔ صدر ضیاء الحق مرحوم نے ان کی مذکورہ تجویز کو بہت پسند کیا تھا مگر کچھ بھی نہ ہو سکا یہاں تک کہ صدر ضیاء الحق ہی دنیا سے چلے گئے۔

اسلام پسندی : محترم سیٹھ احمد داؤد کو اسلام سے بے حد لگاؤ تھا۔ وہ اپنے وطن پاکستان سے بھی بہت پیار کرتے تھے اور ساتھ ہی اپنی برادری کو بھی عزیز رکھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم سب کو بحیثیت مسلمان اور بحیثیت پاکستانی مل جل کر متحد اور متفق ہو کر رہنا چاہیے اور پاکستان کی اقتصادی ترقی و معاشی خوشحالی کے لئے مشترکہ کوششیں کرنی چاہئیں۔

یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان : مرحوم بٹے ہوئے اور نکھرے ہوئے میمنوں کو تشویش کی نظر سے دیکھتے تھے اسی لئے انہوں نے ”یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان“ قائم کی تھی تاکہ دوسری چھوٹی، ذیلی اور علاقائی سطح کی تمام تنظیمیں بھی اس میں شامل ہو جائیں اور ایک بڑی قوت بن جائیں۔ وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ اپنی قومی زبان اردو پر عبور حاصل کرو، عالمی رابطے کے لئے انگریزی سیکھو اور اپنی مادری زبان میمنی اور گجراتی کو کبھی فراموش نہ کرو۔ مختلف زبانوں کے ذائقوں اور خوشبوؤں سے ہی ہماری زندگیوں میں بہار آئے گی۔ سیٹھ احمد داؤد کا آئیڈیل ”آدم جی“ تھے۔ آپ ان کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے اور اکثر ان کے کام کرنے کے انداز، ان کے فکری زاویوں، ان کی جدوجہد اور تعلیم کے فروغ کے لئے ان کی کوششوں کا ذکر بطور خاص کرتے تھے۔ آپ درج ذیل میمن جماعتوں سے مختلف حیثیتوں سے وابستہ رہے۔ آل پاکستان میمن فیڈریشن، دی پاکستان میمن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی، یونائیٹڈ میمن جماعت آف پاکستان، بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی وغیرہ۔

حج اور غیر ملکی دورے : سیٹھ صاحب نے کئی حج کئے تھے، اس کے علاوہ وہ جاپان اور امریکہ کے تجارتی دوروں پر بھی گئے تھے مگر انہیں اپنا ملک پاکستان ہی زیادہ عزیز تھا اس لئے وہ اس وطن سے زیادہ عرصے کبھی دور نہ رہے۔

متحدہ ہندوستان کے دوست : متحدہ ہندوستان میں سردار ولہ بھائی پٹیل اور بھارت کے پہلے وزیر اعظم جواہر لال نہرو سے ان کے قریبی مراسم تھے۔ وہ دونوں حضرات اس وقت بہت ناراض ہوئے جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ سیٹھ احمد داؤد مستقل طور پر پاکستان جا رہے ہیں۔

پاکستان اور غیر ملکی دوست : پاکستان میں ان کے مراسم صدر ضیاء الحق، صدر ایوب اور وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے خاصے گہرے تھے۔ آپ چین کے وزیر اعظم چو این لائی، پرنس کریم آغا خان، راجیو گاندھی (سابق آنجہانی وزیر اعظم انڈیا)، سابق وزیر اعظم پاکستان بے نظیر بھٹو وغیرہ سے بھی ملاقاتیں کر چکے تھے۔

ہلال خدمت اور بابائے اتحاد : آپ کو حکومت پاکستان نے ان کی تعلیمی، سماجی اور معاشی خدمات کے اعتراف میں ”تمغہ ہلال خدمت“ سے نوازا تھا۔ میمن برادری نے انہیں ”بابائے اتحاد“ کا خطاب دیا تھا۔ آپ تربیت یافتہ پائلٹ بھی تھے، ذاتی جہاز خود اڑاتے تھے۔

وفات : بدھ 2 جنوری 2002ء کا دن میمن برادری اور پاکستان کے لئے بڑا سوگوار دن ثابت ہوا۔ اسی روز سیٹھ احمد داؤد ہم سب سے ہمیشہ کے لئے پھڑ گئے۔ ان کی عمر 97 برس تھی۔ گویا وہ اپنی عمر کی صدی پوری کرنے سے صرف تین برس پہلے ہی رخصت ہو گئے۔ ان کے انتقال کی خبر پاکستان بھر کے طول و عرض، میمن برادری اور تجارتی حلقوں میں دکھ و افسوس کے ساتھ سنی گئی۔ ملک کے تمام صنعتی، تجارتی، تعلیمی اور سماجی حلقوں نے سیٹھ احمد داؤد کے انتقال کو قومی نقصان قرار دیتے ہوئے اس بہت بڑے سانحہ سے تعبیر کیا۔ ان کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی محافل منعقد کی گئیں۔ مختلف تعزیتی اجلاس میں مرحوم کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ وہ ملک کی اقتصادی، سماجی اور سیاسی حلقوں کے روح رواں تھے۔ ان کی وفات سے تمام محنلیں سونی ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا فرمائے اور ان کی مغفرت فرمائے (آمین)۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

موبائل فون یا خطرے کی گھنٹیاں؟



اپنے موبائل فون سے انڈین اور انگریزی گانوں کی ٹونز (گھنٹیاں) ختم کر دیجئے کیونکہ گانا بجانا حرام ہے۔ جب یہ ٹونز (گھنٹیاں) آپ کے بھول جانے کے سبب مساجد میں بجتی ہیں تو نمازی حضرات کے لئے نماز میں خلل اور آپ کے گناہ کا سبب بنتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں (کی شکلوں) کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! بلکہ وہ روزے بھی رکھتے ہو گئے نماز بھی پڑھتے ہو گئے اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے۔ کہا



گیا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ ”گانا بجانے کے آلات“ اپنالیں گے۔ (نیل الاوطار)

”سیدنا عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس امت میں بھی دھنسے، صورتیں مسخ ہونے، اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ کیا کب ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جب... لگاتار موسیقی کا رواج عام ہو جائیگا۔ (ترمذی)

اللہ کیلئے اپنے موبائل پر عام اور سادی ٹون (گھنٹی) لگائیے جو آپ کو صرف فون آنے کی اطلاع دے سکے نہ کہ آپ کو گانوں اور فلموں کی طرف متوجہ کرے۔ جزاک اللہ

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اپنے موبائل فون بند یا **SILENT** کر لیں۔

اوراق گم گشتہ۔ ماضی کی ایک یاد

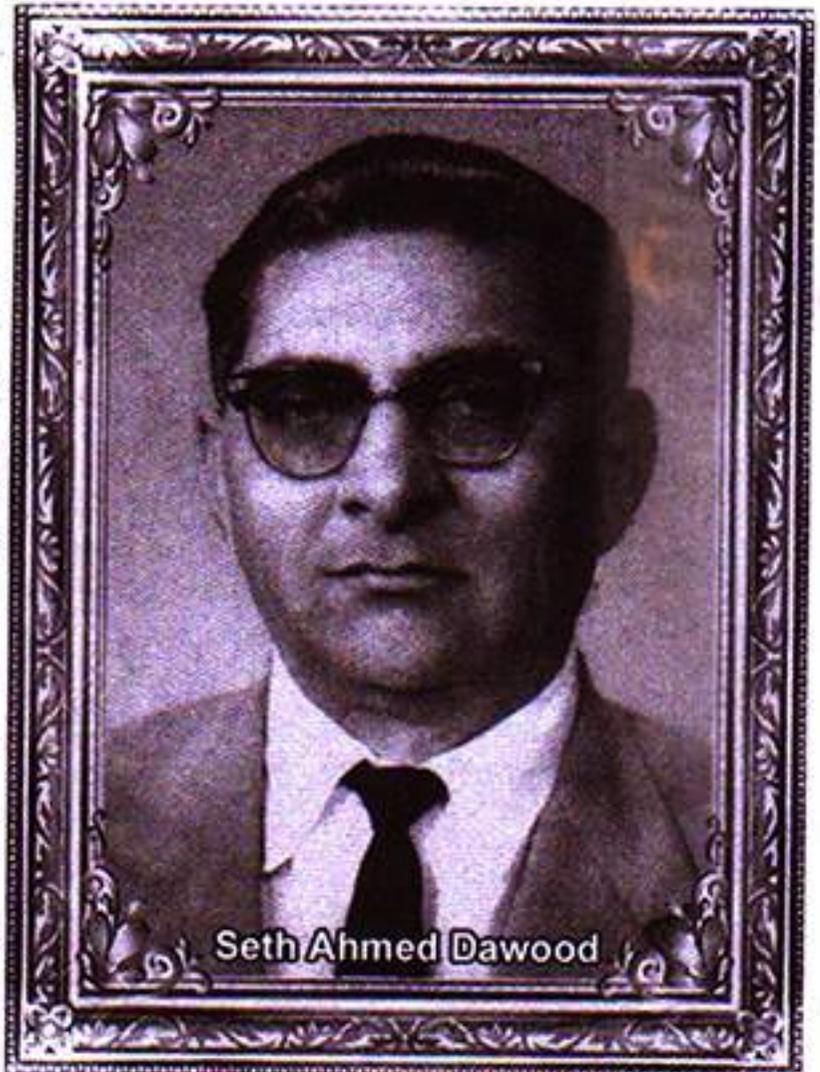
سیٹھا احمد داؤد اور داؤد فیصلی کے دیگر ارکان کے اعزاز میں

بانٹو ایمن جماعت کراچی کا

سپاسنامہ

بانٹو ایمن جماعت کی جانب سے مجھے یہ فخر اور اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ میں داؤد فاؤنڈیشن کے قیام کے موقع پر آپ سب کے لیے اظہار تشکر کر سکوں۔ یہ ایک ایسا فلاحی ورفاہی ادارہ ہے جس نے پورے ملک میں سائنسی اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ جب ہم داؤد فاؤنڈیشن کی بات کرتے ہیں تو ہمارے ذہنوں میں دنیا کے نامی گرامی اور معتبر تعلیمی اداروں کے نام آتے ہیں جیسے فورڈ فاؤنڈیشن، دی راک فیلر فاؤنڈیشن اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا کارنیگی انڈاؤمنٹ ٹرسٹ۔ یہ فلاحی ادارے انسانیت کی بھلائی اور بہبود کے لیے خوب کام کر رہے ہیں اور بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں۔

آپ نے اہم قدم اٹھاتے ہوئے جس طرح یہ فاؤنڈیشن قائم کیا ہے، اس کے پس پردہ بھی مذکورہ بالا اعلیٰ اور شریفانہ محرکات اور ترغیبات ہیں اور آپ نے اس کی خدمات قوم کے لیے وقف کر کے اپنی وسیع النظری کا ثبوت بھی دیا ہے اور یہ آپ کی اس ملک و قوم سے بے لوث محبت کی شہادت بھی دے رہی ہے۔ آپ حضرات کی اس سخاوت اور فراخ دلی نے ایک اور ٹھوس شہادت یہ بھی دی ہے کہ میمن برادری ایک ایسی برادری ہے جس کے دروازے بلا امتیاز عوام الناس کے لیے کھلے ہوئے ہیں اور یہ برادری کسی طبقے، گروہ یا گروپ کی ترجمانی نہیں کرتی بلکہ اجتماعی بہبود پر یقین رکھتی ہے اس لیے اس کی نظر میں رنگ، نسل، طبقے یا



Seth Ahmed Dawood

ذات کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ پاکستان میں دیگر اقوام اور برادریاں بھی وسیع انظری کے اس مظاہرے کو دیکھیں اور سمجھیں گی اور میمن برادری کی بے مثال خدمات کی پیروی کرنے کی کوشش کریں گی۔ آپ حضرات جس طرح ملک و قوم کی خدمت کر رہے ہیں، امید ہے اس طرح دیگر حضرات بھی آپ کی تقلید کرتے ہوئے اس کارِ عظیم میں حصہ لیں گے۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ آپ نے جو یہ قدم اٹھایا ہے، یہ بالکل صحیح سمت میں بالکل صحیح قدم ہے اور اس کی وجہ سے اس ملک کے سبھی گروپ، سبھی اقوام، تمام برادریاں اور افراد ایک مستحکم قوم میں ڈھل جائیں گے۔

واضح رہے کہ آپ نے اس کارِ خیر میں 25 ملین (2.5 کروڑ روپے) کی سرمایہ کاری کی ہے یعنی اس خطیر رقم سے اس فاؤنڈیشن کو کھڑا کر دیا ہے۔ یہ پورے ایشیا میں اپنی نوعیت کا سب سے بڑا پراجیکٹ ہے اور ہم اس ضمن میں یہ بھی کہیں گے کہ ہمیں آپ کے ان علمی و تعلیمی کارناموں پر فخر ہے اور چونکہ آپ کے اس پراجیکٹ کا تعلق ہماری جماعت سے ہے اس لیے ہم اس کی کامیابی پر بے حد خوش ہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ یہ فاؤنڈیشن ہماری جماعت کے دیگر فاؤنڈیشنز میں ہماری ملک کے تاجروں، صنعت کاروں اور زراعت سے تعلق رکھنے والے شعبے کے حضرات کے فاؤنڈیشنز شامل ہیں جنہوں نے اچھے اور اعلیٰ مواقع کو یکجا کر کے اعلیٰ پیمانے پر خوشحالی اور خوشیاں حاصل کی ہیں۔

اس وقت دنیا کے جو حالات چل رہے ہیں، ان میں مذکورہ بالا حضرات کی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہمارے ملک کی ترقی اور بہبود کے لیے سائنس اور ٹیکنالوجی کا اہم کردار ہے۔ خلا اور ایٹمی توانائی کے اس دور میں ہم پیچھے رہنے کا نقصان برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم قوموں کی برادری میں اپنا صحیح مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں (جو ہم انشاء اللہ ضرور حاصل کریں گے) تو ہمیں اپنی کوششوں میں سوگنا اضافہ کرنا ہوگا اور بالخصوص اپنے نوجوانوں کو سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں بہت تیزی کے ساتھ آگے بڑھانا ہوگا۔

اس کے بغیر ترقی کا خواب محض خواب ہی رہ جائے گا۔ بلاشبہ آپ نے صنعت و تجارت میں بے مثال کامیابی حاصل کی ہے اور یہ ہم سب کے لیے بڑے فخر اور اعزاز کی بات ہے۔ آپ نے نہایت شریفانہ آغاز کے بعد شان کے ساتھ اعلیٰ درجے تک رسائی حاصل کی ہے اور اس طرح ابھرتی ہوئی نوجوان نسل کے لیے روشنی کا مینار (لائٹ ہاؤس) بن گئے ہیں۔ آپ نے جس طرح مسلسل اور سخت محنت کی، صنعت و تجارت میں دن رات ایک کیے اور اتحاد و اتفاق کی طاقت سے ایک بے مثال کامیابی حاصل کی جو آپ کی ٹیم ورک کا نتیجہ ہے۔

یہ فاؤنڈیشن آپ کی اور آپ کی فیملی کی جانب سے برادری کے لیے ایک بے مثال تحفہ ہے جس کے قیام کے لیے آپ کی فیملی کے ہر فرد نے اہم اور بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ میں یہ سب کیوں اور کس لیے کہہ رہا ہوں، اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری اس ساری بات چیت کے برعکس برادری کا ایک خاصا بڑا حصہ شدید غربت میں مبتلا ہے اور وہ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ ہمارے یہ غریب ساتھی اور نادار بھائی دن میں طویل گھنٹوں تک سخت محنت اور جدوجہد کرتے ہیں اور اسی طرح وہ راتوں کو بھی آرام کرنے کے

بجائے کام بھی کرتے ہیں۔ ہمارے یہ ساتھی چھوٹی چھوٹی کوٹھڑیوں جیسے گھروں میں رہنے پر مجبور ہیں جن کے چاروں طرف غلاظت اور گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اس غیر صحت بخش ماحول میں رہنے پر مجبور ہیں۔ یہ لوگ نہ تو آرام کے نام سے واقف ہیں اور نہ ہی آسائش کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔ پر قییش زندگی ان کے نزدیک محض ایک خواب ہے جس کی تعبیر وہ شاید کبھی نہ پاسکیں۔ یہ بے چارے نہایت شدید قسم کے حالات میں پیدا ہوئے ہیں اور اسی سخت زندگی کو اپنا مقدر سمجھتے ہوئے اس کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر مجبور ہیں۔ ان سب لوگوں کے لیے آپ کی ذات ایک ایسی روشن و منور مثال ہے جس کی تقلید کرتے ہوئے یہ بھی اپنے خوابوں کی تعبیر پا سکتے ہیں۔ ہم آپ کے اس عظیم کارنامے پر آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں آپ کو ان تمام کوشش اور سخت محنت کے بدلے میں بھرپور کامیابی ملے گی۔

نیک خواہشات کے ساتھ

ہم سب آپ کے خیر خواہ
اراکین مجلس عاملہ
بانٹوا میمن جماعت کراچی
19 مئی 1961ء

گجراتی سے ترجمہ
کھتری عصمت علی پٹیل

استدعا مائے اشتہارات

ماہنامہ میمن سماج کراچی بانٹوا میمن جماعت کا واحد ترجمان ہے

جس میں پوری بانٹوا میمن اور میمن برادری کی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ علمی، تاریخ و ثقافت، تحقیقی مضامین، انٹرویو، سوانح حیات، ادبی معلومات و تفریحی مواد پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ہر ذوق طبع کے لئے یہ دلچسپ جریدہ ثابت ہو اس لئے برادری اور دیگر تاجروکار و باری حضرات سے استدعا ہے کہ

ماہنامہ میمن سماج میں اشتہارات دے کر اسے مالی استحکام بخشیں اور اپنا بھرپور تعاون فرمائیں

اشتہارات کی بکنگ اور نرخ کے سلسلے میں بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی سے رجوع کریں۔ شکریہ

آپ کے عملی تعاون کا پیشگی بے حد شکریہ

فون : 32768214 - 32728397

پتا : ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حوربائی حاجیبائی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

اب یہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے

ماضی کی یاد

داؤد فاؤنڈیشن کے چیئر مین سیٹھ احمد داؤد کی جانب سے 1963ء کو

داؤد ادبی العام کا اجراء

تحقیق و تحریر: کھتری عصمت علی پٹیل



صنعت و تجارت، سماجی خدمات، عوامی فلاح و بہبود یہ وہ شعبہ ہائے زندگی ہیں جن میں بیک وقت کام کرنا بہت مشکل کام ہے مگر بعض لوگ اس قدر باہمت ہوتے ہیں کہ وہ ان تینوں ہی شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرتے کر کے خود کو منواتے ہیں۔ ایسی ہی ایک قابل صد افتخار شخصیت سیٹھ احمد داؤد کی بھی تھی جنہیں ”مرحوم“ لکھتے ہوئے قلم لرز رہا ہے۔ یقین نہیں آتا کہ پوری ایک صدی تک نہایت عمدہ، شاندار اور قابل تقلید زندگی گزارنے والی یہ شخصیت دنیا سے جا چکی ہے۔ مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ انہیں دنیا نے تاریخ ساز تسلیم کر لیا ہے، ایسا تاریخ ساز جس نے ایک طرف تو صنعت و تجارت کی دنیا میں نام کمایا، ساتھ ہی اس صنعت و تجارت سے وابستہ لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار کام کئے اور خود کو دکھی انسانیت کا خدمت گزار کہلوا لیا۔ اس کے علاوہ علم و ادب سے دلی شغف کے سبب ”پاکستان رائٹرز گلڈ“ کے تحت ادبی انعامات میں فراخ دلی سے حصہ لیا۔

احمد داؤد 1905ء میں یعنی 20 ویں صدی کے اوائل میں بھارت کی ریاست کاٹھیواڑ کے ایک اہم شہر باننوا میں پیدا ہوئے تھے۔ باننوا کو اس زمانے میں دھن گمری بھی کہا جاتا تھا۔ جناب احمد داؤد کے والد کا نام داؤد یعقوب تھا اور دادا کا نام یعقوب گاندھی تھا۔ اس خاندان کی شناخت لفظ گاندھی تھا جو ہر ایک کے نام کے ساتھ لگا ہوا تھا مگر پاکستان میں آباد ہونے کے بعد اس فیملی نے ”گاندھی“ کا لفظ ترک کر دیا اور اپنے ناموں کے ساتھ ”داؤد“ کا لفظ لگا لیا اور اب یہ خاندان داؤد گروپ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ سیٹھ احمد داؤد کی والدہ محترمہ حاجیانی حنیفہ بانی نہایت دین دار، متقی اور صوم و صداقت کی پابند تھیں۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت نہایت عمدگی سے کی تھی۔ جناب احمد داؤد نے معمولی تعلیم حاصل کی تھی جو اس زمانے کا رواج تھا۔

اس کے بعد وہ اپنے نانا کے ساتھ میسور میں ان کے کاروبار میں ہاتھ بٹانے لگے اور گجراتی زبان میں خط و مرسلت کرنے کے ساتھ حساب کتاب بھی کرنے لگے جس سے ان کی تعلیمی اور عملی تربیت ہوئی۔ کچھ عرصہ انہوں نے ہاشم حاجی غنی کے ہاں بھی کام کیا۔ اسی تجربے نے انہیں مدارس پہنچا دیا اور کم عمری میں ہی وہ خاصی ذمہ داری کے کام کرنے لگے۔ اسی دوران ان کے والد کو کاروبار میں نقصان ہو گیا اور اس کے چند دن بعد ہی وہ انتقال کر گئے۔ والد کے انتقال کے بعد احمد داؤد نے اپنی ملازمت کو خیر باد کہا اور والدہ اور بہن بھائیوں کی خاطر اپنا کاروبار

شروع کرنے کا ارادہ کر کے بمبئی چلے آئے۔ نانانے بھی ان کی حوصلہ افزائی کی۔ بمبئی میں ذاتی کاروبار سے سیٹھ احمد نے حقیقی معنوں میں عملی زندگی کی ابتداء کی۔ یہ گویا وہ موڑ تھا جس سے مستقبل کا ایک تاجر اور صنعت کار ابھرا۔

شاعروں اور ادیبوں کی پذیرائی کا سلسلہ جو 1966ء میں شروع ہوا اب بند کر دیا گیا۔

☆ انعامات کی مجموعی رقم: 25000 روپے

☆ زبانی: اردو، بنگالی اور انگریزی۔ ☆ انعامات کے اعلان کی تاریخ: 31 جنوری (یوم سالگرہ پاکستان رائٹرز گلڈ)

☆ داؤد ادبی انعام ایک اور مستقل انعام تھا جو صنعت کاروں کے مشہور بانٹو امین برادری کے ”داؤد خاندان“ کے قائم کردہ ایک تعلیمی ٹرسٹ ”داؤد فاؤنڈیشن“ کی طرف سے سال بہ سال دیا جاتا رہا۔ داؤد ادبی انعام کا دائرہ آدم جی ادبی انعام کے دائرے سے مختلف تھا۔ پانچ پانچ ہزار روپے کے دو انعامات ادب کی تحقیق، تاریخ یا تنقید کی بنگالی اور اردو کی بہترین کتابوں پر دیے جاتے تھے اور وہ بنگالی اور اردو کی ان کتابوں پر جو تحریک پاکستان کے نظریہ تاریخ، ثقافت یا معاشرت سے بحث کرتی ہوں خواہ اس کا تعلق قیام پاکستان سے پہلے کے زمانے سے ہو یا بعد کے دور سے۔ ان کے علاوہ ڈھائی ڈھائی ہزار کی رقمیں انعام پانے والی کتابوں کے بنگالی سے اردو اور اردو سے بنگالی ترجموں کے لیے مختص تھے۔ جس کے قواعد بنائے گئے تھے جو درج ذیل ہیں:

کن کتابوں پر غور کیا جائے گا: صرف ایسی کتاب پر غور کیا جائے گا جو مدت متعلقہ میں پاکستان میں شائع ہوئی ہو، طبع زاد ہو، تصنیف کا پہلا ایڈیشن ہو اور جس کا مصنف (ایکٹ شہریت پاکستان کی تعریف کے مطابق) پاکستانی شہری ہو (خواہ وہ بقید ہو یا انتقال کر چکا ہو) اور یہ کتاب گلڈ کے مندرجہ ذیل دفتر میں مقررہ طریقے کے مطابق بھیجی گئی ہو۔

تشریح: (الف) یہ ضروری نہیں کہ مصنف پاکستان رائٹرز گلڈ کا رکن ہو۔

(ب) اگر کسی مرحوم مصنف کی کتاب انعام کی مستحق قرار پائے تو انعام کی رقم اس کے مذہب کی شریعت کے موجب ورثا کو ادا کی جائے گی۔ اس کے کسی مختار، مفوض الیہ یا کسی ایسے شخص کو نہیں جو مصنف مذکور کی حقیقت یا جائداد پر کوئی ڈگری رکھتا ہو۔

اشاعت کی میعاد: کتاب سال گزشتہ کے یکم اکتوبر اور سال رواں کے 30 ستمبر کے درمیان چھپی ہو۔

کتاب داخل کرنے کا طریقہ: پاکستان کا کوئی بھی شہری کوئی بھی کتاب جو انعام کے سلسلے میں غور کرنے کے قابل ہو حسب ذیل طریقے پر داخل کر سکتا تھا۔

(1) کتاب کے چھ نسخے دستی یا ڈاک کے ذریعے 30 ستمبر تک گلڈ کے مندرجہ ذیل دفتر میں پہنچا دیئے جائیں۔

☆ کن کتابوں پر غور نہیں کیا جائے گا

1۔ ایسی کسی کتاب پر غور نہیں کیا جاتا تھا جو گلڈ کے سیکریٹری جنرل، مقابلے کے صدر جج یا سیکریٹری یا ان کے افراد خاندان میں کسی کی تصنیف ہو۔

2۔ ایسی کتاب پر غور نہیں کیا جاتا تھا جو اس سے پہلے کسی سال میں انعام کے لیے داخل کی جا چکی ہوتی تھی۔

☆ غور اور فیصلہ

1۔ متعلقہ زمروں کے لئے موصول ہونے والی کتابوں پر غور کر کے فیصلہ کرنے کے لیے انعام کا سیکریٹری، گلڈ کے سیکریٹری جنرل کے مشورے سے

ہر سال حج نامزد کرتا تھا۔ مگر شرط یہ ہوتی تھی۔

حسب ذیل حضرات مستقل رہیں گے:-

صدر حج (جن کو رائے استعمال کرنے کا حق ہوگا)۔ برائے بنگالی: ڈاکٹر محمد شہید اللہ۔۔۔ برائے اردو: جناب ممتاز حسن۔ ستارہ پاکستان۔
انعام کا سیکریٹری (جس کو رائے استعمال کرنے کا حق نہ ہوگا) جسے داؤد فاؤنڈیشن کے چیئرمین، گلڈ کے سیکریٹری جنرل کے مشورے سے سال بہ سال مقرر کرتے تھے۔

2۔ انعام کا سیکریٹری جملہ اغراض کے لیے انعام کا اعلیٰ افسر انتظامی ہوتا تھا اور فیصلے کے سلسلے میں جملہ انتظامات کا نگران وہی ہوتا تھا۔

3۔ ججوں کے ناموں کا اعلان نتائج کے ساتھ کیا جاتا تھا۔ اس سے پہلے نہیں۔

4۔ فیصلہ ججوں کی کثرت رائے سے ہوگا۔ ان کی بحث و تہیج صیغہ راز میں رہتی تھی۔ صرف فیصلہ شائع کیا جاتا تھا۔

5۔ اگر کوئی حج فیصلہ صادر کرنے کی مقررہ مدت کے اندر اپنی قطعی رائے دینے سے کسی وجہ سے قاصر رہتا تو انعام کے سیکریٹری کو اختیار ہوگا کہ گلڈ کے سیکریٹری جنرل کے مشورے سے یا اس کے بغیر اور انحالیکہ سیکریٹری جنرل اس وقت پاکستان میں موجود نہ ہو۔ کسی اور شخص کو حج مقرر کر دے یا اگر اتنا وقت نہ ہو تو کوئی ایسی صورت نکالے جو اس کے نزدیک صحیح فیصلے پر پہنچے اور انعام کے بروقت اعلان کے لیے ضروری ہو۔

6۔ اگر ججوں کی جماعتوں کا موجودہ سیکریٹری یا کوئی مستقل صدر حج استعفادے دے یا انتقال کر جائے تو گلڈ کا سیکریٹری جنرل داؤد فاؤنڈیشن کے چیئرمین کے مشورے سے کسی دوسرے شخص کو اس عہدے پر مامور کر سکتا تھا۔

7۔ اگر ججوں کی جماعت اس نتیجے پر پہنچے کہ کوئی کتاب انعام کے معیار پر پوری نہیں اترتی تو اس انعام کی رقم روک لی جاتی تھی اور اسے داؤد فاؤنڈیشن کا چیئرمین گلڈ کے سیکریٹری جنرل کے مشورے سے ان مضامین کو فروغ دینے کے کاموں میں صرف کرتا تھا جو انعام کے دائرے میں شامل ہیں۔

☆ ہنگامی صورت حال، قواعد کی تشریح اور متفرق امور:

(الف) اگر انعام کا سیکریٹری گلڈ کے سیکریٹری جنرل کو کسی ایسی ہنگامی صورت حال کے پیدا ہو جانے کا یقین دلا دے جس کی وجہ سے قواعد یا

انعامات کے فیصلے اور اعلان کے ضمن میں کوئی غیر معمولی اقدام ضروری ہو تو گلڈ کے سیکریٹری جنرل یا انعام کے سیکریٹری کو ایسے اقدام کا اختیار ہوگا۔

(ب) انعام کے قواعد اور متعلقہ مسائل پر کسی اختلاف کی صورت میں صرف گلڈ کے سیکریٹری جنرل اور انعام کے سیکریٹری کی رائے سند ہوگی۔

(ج) صرف ججوں کو کسی کتاب کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کا حق ہوگا کہ وہ انعام کے دائرہ مضامین میں آتی ہے یا نہیں۔ اس باب میں گلڈ کے سیکریٹری

جنرل یا انعام کا سیکریٹری کوئی رائے نہیں دے گا۔

☆ فارم: مقررہ فارم گلڈ کے مرکزی یا کسی علاقائی دفتر سے بلا معاوضہ دستی حاصل کیے جاتے تھے یا ڈاک کا لٹافہ بھیج کر منگوائے جاسکتے تھے۔ مگر

شرط یہ ہے کہ لفافے پر فارم منگوانے والے کا نام اور پتہ درج ہو اور پورے ٹکٹ چسپاں ہوتے تھے۔

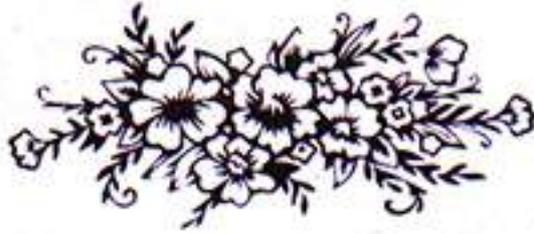
انعام پانے والوں کی فہرست (صرف اردو سے متعلق فہرست دی جا رہی ہے)

کتاب کا نام مصنف کا نام انعام

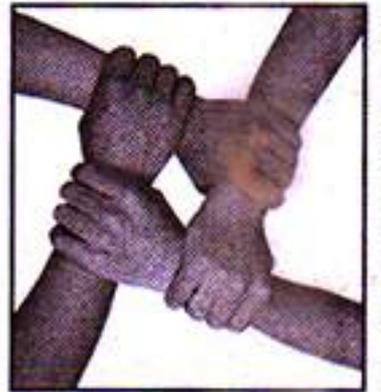
5000 روپے	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید	صحافت پاک و ہند میں
5000 روپے	ڈاکٹر سید شاہ علی	اردو میں سوانح نگاری
5000 روپے	جمیل جانی	پاکستانی کلچر
5000 روپے	ڈاکٹر عندلیب شادانی	تحقیق کی روشنی میں
5000 روپے	پروفیسر اسلم فرخی	محمد حسین آزاد (تحقیق)
5000 روپے	سید نور احمد	مارشل لاسے مارشل لائیک (تاریخ)
5000 روپے	پروفیسر شبیر علی کاظمی	اردو بنگالی کے مشترک الفاظ (لغت)

1966ء

5000 روپے	ڈاکٹر شوکت سبزواری	اردو لسانیات
5000 روپے	ڈاکٹر ظہیر الدین	پاکستان میں فارسی ادب

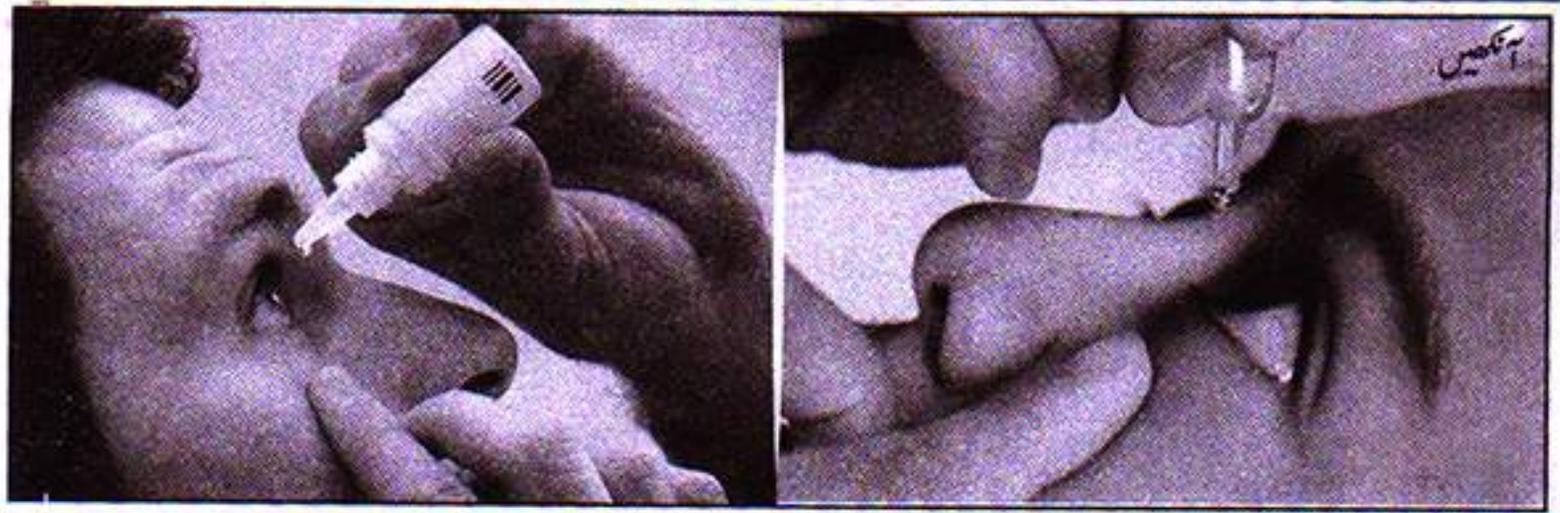


قوم کا باہمی اتحاد



قوم: دو لفظوں کا ایک مبارک نام ہے جس کی آغوش میں ہزاروں زندگیاں نشوونما پرورش پاتی ہیں۔ قوم کی صورت میں اس عظیم الشان عمارت میں قوم کے ہزاروں انسان اینٹ کی صورت میں پیوست کئے ہوئے ہوتے ہیں۔

لیکن اگر اس عمارت کی ایک اینٹ بھی اپنی جگہ صحیح طور پر لگی ہوئی نہ ہو تو پوری کی پوری عمارت پل بھر میں منہدم ہو جاتی ہے قوم کی اس عمارت کا دوسرا نام یکجہتی ہے۔ اجتماعیت ہے یہ یکجہتی اور اجتماعیت قوم کے فرد کی صورت میں ان اینٹوں کی طرح اپنی اپنی جگہ پر مضبوطی سے رہنا چاہیے۔ کیونکہ ایک اینٹ کی لاپرواہی پوری کی پوری عمارت کو منہدم کر دیتی ہے۔ اس طرح قوم کے ایک فرد کی لاپرواہی اور عدم توجہی جماعت کی یکجہتی میں چنگاری لگا دیتی ہے۔



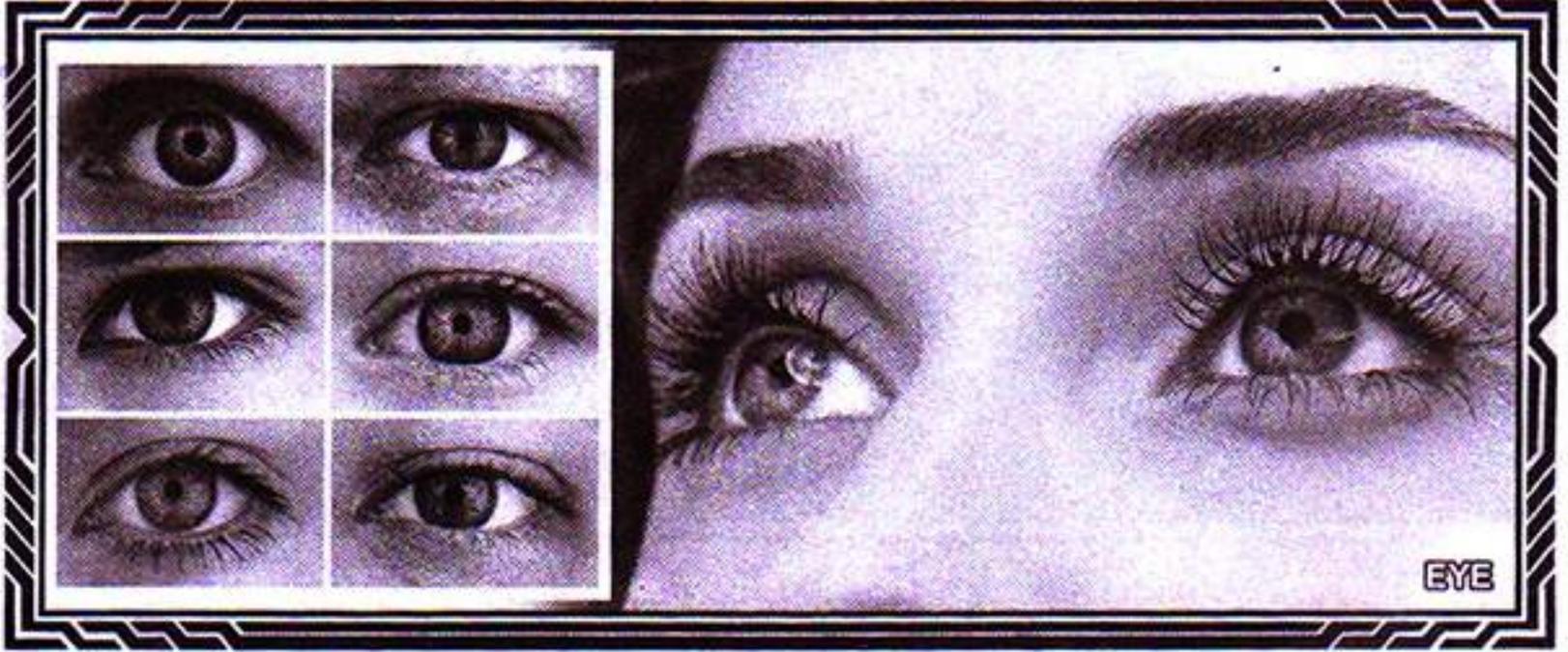
کانٹیکٹ لینسز

ڈاکٹر محمد صدیق عثمان بھائی میمن مرحوم کی ایک تحریر

قوت بینائی قدرت کا بہترین تحفہ ہے۔ بینائی کی کمزوری کو انسان نے عینک سے دور کرنے کی کامیاب کوشش تو کی ہے، مگر یہ عینک کئی معاملات میں پیچیدگی کا باعث بنتی ہے۔ کچھ لوگ ڈرائیونگ کے داران عینک کو رکاوٹ سمجھتے ہیں۔ تو کچھ لوگ بارش کے موسم میں عینک سے پریشان دکھائی دیتے ہیں۔ تاہم عینک کو بھی ایک بڑی نعمت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ دوسری جانب انسانی ذہن اس پر اکتفا نہیں کرتا، بصارت کو بہتر کرنے کے سلسلے میں لینز کا استعمال بھی کیا جانے لگا ہے۔ ماہرین چشم کا کہنا ہے کہ کنٹیکٹ لینز کے استعمال سے انسانی بصارت کے کئی مسائل حل ہو گئے ہیں۔ اس کے مسلسل استعمال کے دور رس مفید نتائج سامنے آتے ہیں۔ اس سلسلے میں عینک ساز یا آنکھوں کا معالج کنٹیکٹ لینز لگانے کا مشورہ دے سکتا ہے لیکن آنکھ کے ماہر معالج کا مشورہ ہی حتمی ہوتا ہے کیونکہ وہ تعین کر سکتا ہے کہ کنٹیکٹ لینز لگانے کی خواہش رکھنے والے شخص کی آنکھ کتنی صحت مند ہے اور وہ آیا کنٹیکٹ لینز کو برداشت کر سکتی ہے یا نہیں۔

کنٹیکٹ لینز کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک سخت یا ہارڈ اور دوسری سوپٹ یا نرم۔ آج کل نرم لینز بہت عام ہیں، جبکہ ہارڈ کنٹیکٹ لینز خاصے مہنگے ہوتے ہیں لیکن ان کا ایک یقینی فائدہ یہ ہے کہ کسی قسم کا کوئی جراثیم ان کی سطح پر جگہ نہیں بنا سکتا۔ ان کو استعمال کے بعد آنکھ سے نکال کر ایک ڈبیا میں محفوظ کیا جاسکتا ہے۔ ان ہارڈ کنٹیکٹ لینز کے لئے آکسیجن کی سپلائی بہت اہم ہوتی ہے۔ ان کے استعمال کی کل مدت اٹھارہ ماہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ یہ درست ہے کہ کنٹیکٹ لینز کمزور بینائی کو بہتر کرنے کا نظر نہ آنے والا ایک عمدہ طریقہ ہے، لیکن اگر آپ لینز استعمال کرتے ہیں تو پھر آپ کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے پاس ان کے بارے میں اچھی اور درست معلومات ہوں۔ کیونکہ بعض اوقات ذرا سی بے احتیاطی اور لاپرواہی کی وجہ سے کچھ مسائل بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ تاہم گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ احتیاط سے ان مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ یہاں ہم آپ کو کنٹیکٹ لینز کے بارے میں چند ایسی باتیں بتانے والے ہیں جو شاید آپ اس سے پہلے نہیں جانتے ہوں گے۔

دن بھر استعمال کے بعد رات کو لینز خشک ہو جاتے ہیں، وجہ؟ لینز استعمال کرنے والے اکثر افراد کو یہ شکایت رہتی ہے کہ دن بھر استعمال کے بعد رات کے وقت ان کے لینز خشک ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ ہے نیند۔ ماہرین کہتے ہیں کہ کنٹیکٹ لینز



دن بھر آنکھوں کے قدرتی نمکین پانی میں بھیجے رہتے ہیں۔ رفتہ رفتہ یہ پانی ہماری آنکھوں سے بخارات کی شکل میں اڑ جاتا ہے۔ بچ جانے والا نمک ہمارے لینز پر رہ جاتا ہے۔ یہ نمک آنکھوں کے لیے بہت اچھا ہوتا ہے مگر اس نمک کی زیادتی سے ہمارے لینز متاثر ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رات کے وقت وہ ہمیں خشک محسوس ہونے لگتے ہیں۔

رونے سے آنکھوں کا نمک صاف ہو جاتا ہے : آنسو نمکین ہوتے ہیں۔ لیکن یہ بات شاید آپ کے علم میں نہ ہو کہ رونے کے باعث خارج ہونے والے پانی میں جتنا نمک ہوتا ہے، اس سے زیادہ نمک ہماری آنکھوں میں موجود پانی میں ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی رونے سے آنکھوں میں نمک کی ضروری مقدار کم ہو جاتی ہے۔ اور یوں جب ہم روتے ہیں تو ہماری آنکھوں میں موجود نمک کا توازن بگڑنے لگتا ہے۔ ایسی صورت میں ہمارے لینز پر رات کے وقت نمک کی مقدار اتنی نہیں ہوتی، جتنی عام حالات میں باقی رہ جاتی ہے۔ لیکن رونے سے آنکھوں میں جلن یا بھاری پن محسوس ہونے لگتا ہے۔ ایسے میں اگر آپ نے اگر لینز پہن رکھے ہیں تو اس سے صورت حال اور خراب ہو جاتی ہے، اور لینز تکلیف کا باعث بھی بن سکتے ہیں۔

تین تہہ والے نئے ہائی ٹیک لینز مسئلہ حل کر سکتے ہیں : کنٹیکٹ لینز استعمال کرنے والوں کی جانب سے مختلف شکایات کے پیش نظر اس شعبے میں کی جانے والی مسلسل دس سال کی تحقیقات کے بعد ماہرین نے لینز کی ایک نئی قسم متعارف کرائی ہے۔ یہ لینز صرف ایک تہہ کے بجائے تین تہوں (layers) پر مشتمل ہوتے ہیں یہ اپنی نوعیت کے پہلے اور منفرد ترین لینز ہیں۔ ان کی پہلی دو تہہ تو عام لینز کی طرح ہوتی ہے مگر تیسری اور درمیانی تہہ silicone hydrogel کی بنی ہوئی ہے۔ silicone hydrogel میں پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ عام روایتی لینز کے مقابلے میں ان میں زیادہ دیر تک نمی باقی رہتی ہے اور یہ آسانی سے خشک نہیں ہوتی۔

روزانہ بدلے جانے والے لینز بہترین ہیں : مارکیٹ میں مختلف اقسام کے کنٹیکٹ لینز دستیاب ہیں۔ ان میں روزانہ، ہفتہ وار اور ماہانہ بنیادوں پر تبدیل کئے جانے والے لینز شامل ہیں۔ ماہرین کے نزدیک روزانہ تبدیل کئے جانے والے لینز مناسب ہیں۔ انہیں دن بھر استعمال کر کے رات کے وقت پھینک دیا جاتا ہے، چونکہ انہیں کسی کیس میں رکھ کر اگلے دن کے لیے محفوظ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس لیے

ان میں بیکٹیریا کا خطرہ بھی نہیں رہتا ہے۔ یہ بیکٹیریا آنکھوں کو نقصان پہنچانے کا سبب بن سکتا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کہ آپ کے لینز کتنے صاف ستھرے اور دھلے ہوئے ہیں، بیکٹیریا کی ان میں موجودگی کا خطرہ پھر بھی رہتا ہے۔ روزانہ کی بنیادوں پر لینز تبدیل کرنے والوں کی آنکھوں میں انفیکشن کا خطرہ بھی نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

روزانہ بدلے جانے والے لینز زیادہ مہنگے نہیں پڑتے : روزانہ بنیاد پر لینز تبدیل کرنے والوں کو صرف ایک شکایت رہتی ہے کہ یہ مہنگے پڑتے ہیں۔ لیکن ہفتہ وار یا ماہانہ بنیادوں پر تبدیل کئے جانے والے لینز سے پیدا ہونے والے مسائل سے ان کا مقابلہ کیا جائے تو آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ یہ اتنے مہنگے نہیں۔ کبھی کبھار لینز استعمال کرنے والوں کو بھی چاہئے کہ وہ روزانہ والے لینز پہنیں اور ایک بار انہیں استعمال کر کے پھینک دیں۔ اس سے ایک طرف وہ لینز کو محفوظ رکھنے کی جھنجھٹ سے بھی آزاد ہو جائیں گے تو دوسری طرف پرانے لینز کو دوبارہ پہننے سے پیدا ہونے والے مسائل کا بھی انہیں سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔



ارشاد نبوی ﷺ: چودہ خصالتیں باعث عذاب الہی

8- قوم کا ذلیل ترین آدمی اس کا سربراہ ہو جائے۔

9- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔

10- نشہ اور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔

11- مردا بر ریشم پہنیں۔

12- آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے۔

13- رقص و سرور کی محفلیں سجائی جائیں۔

14- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الہی کے منتظر

رہیں، خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا

اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔

(ترمذی۔ باب علامات الساعة)

امیر المؤمنین حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں۔

رسول کریم حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: جب میری امت میں چودہ

خصالتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔

دریافت کیا گیا: یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا:

1- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔

2- امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔

3- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔

4- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے۔

5- بیٹا ماں کا نافرمان ہو جائے۔

6- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ ظلم ڈھائے۔

7- مساجد میں شور مچایا جائے۔

پیدل چلنے کے سات فائدے

صحت کی رو سے دیکھا جائے تو وزن کو اعتدال میں رکھنے کے لئے ہم چہل قدمی کے لئے باقاعدہ منصوبہ بناتے ہیں۔ دن بھر کام کرنے کے لئے نشستوں پر بیٹھے رہتے ہیں جس سے پیٹ اور اس کے اطراف چربی کی تہہ اکٹھی ہوتی ہے۔ خاص کردفاتر میں کام کرنے والی خواتین بہت دیر تک نہ کھڑی رہ سکتی ہیں نہ گھوم پھر سکتی ہیں۔ ڈیک و رک بہت توجہ چاہتا ہے۔ ایک مشکل اور یہ ہے کہ بہت سے دفاتر میں ڈیک ہی پر لٹچ کھایا جاتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ نماز کے لئے یا دوش روم جانے کے لئے ہی ڈیک چھوڑا جاتا ہے۔ اس معمول کے بعد چہل قدمی بہت ضروری ہو جاتی ہے۔ ذیل میں پڑھئے پیدل چلنے کے اہم فائدے اور آج ہی اپنے طرز زندگی میں اس سادہ ورزش کو شامل کر لیں۔

یادداشت میں اضافہ ہوتا ہے: ہالینڈ میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق جو افراد 55 برس کی عمر کے بعد پیدل چلنے کی عادت ترک نہیں کرتے ان کی یادداشت ان افراد کی نسبت بہت بہتر ہوتی ہے جو پیدل نہیں چلتے یا بہت کم چلتے ہیں۔ پیدل چلنے والے افراد ذہنی طور پر مستعد اور فعال رہتے ہیں۔

دل قوی ہو جاتا ہے: پابندی سے داک کرتے رہیں تو بلڈ پریشر متوازن رہے گا۔ روزانہ نہیں تو ہفتے میں 4 بار ہی سہی کم از کم 40 منٹ تک چہل قدمی کیجئے۔ جتنا پسینہ خارج ہوگا اتنا ہی صحت کے لئے بہتر ہے۔

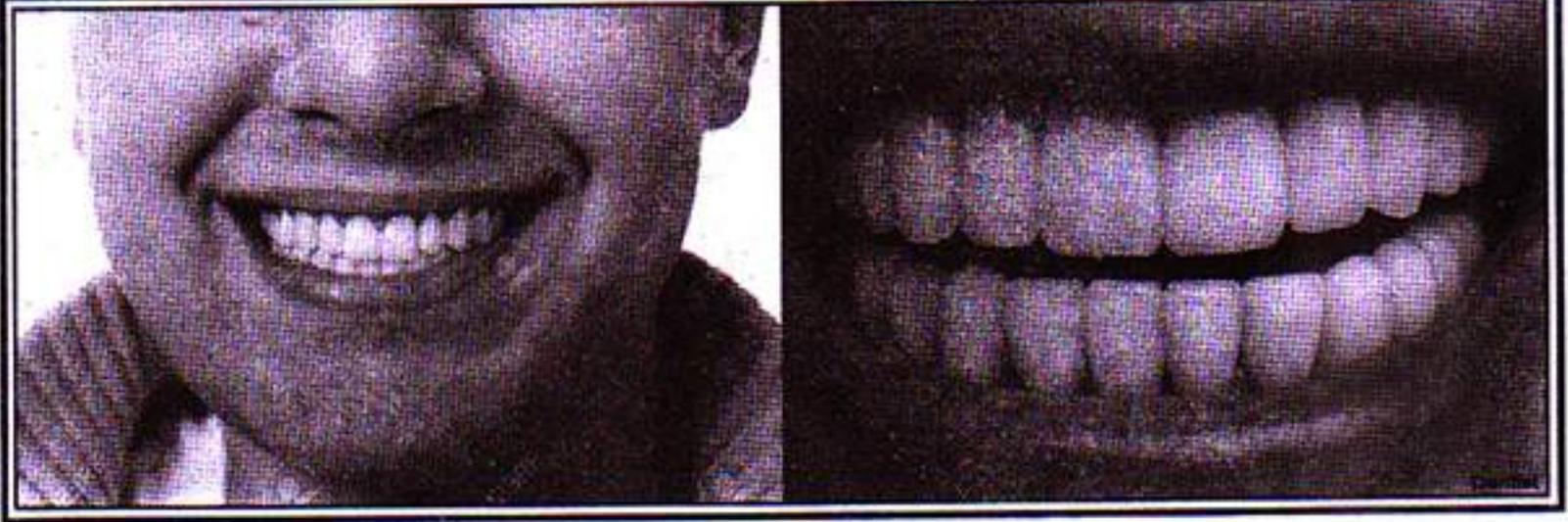
فالج کا خطرہ ٹلتا ہے: دوران خون کی رفتار معتدل رہے گی۔ خاص کر خواتین کے لئے یہ خطرہ 40 تک ٹل جاتا ہے۔ جسم میں آکسیجن داخل ہوتی ہے اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج ہوتی ہے۔ آکسیجن سے دل کے عضلات اور شریانوں کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔

سینے کے سرطان کا خطرہ کم ہوتا ہے: سن یا اس کے بعد جو خواتین ہفتے میں 7 گھنٹے چہل قدمی کرتی ہیں انہیں بریسٹ کینسر کا خطرہ نہیں رہتا، جو خواتین 3 گھنٹے پیدل چلتی ہیں، ایک تحقیق کے بعد پتا چلا کہ ان میں یہ خدشہ %14 فیصد تک کم ہوتا ہے۔

بھر بھری ہڈیوں سے نجات: پیدل چلنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے پورے جسم کے وزن کو اٹھا کے چل رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی مشقت سے کم نہیں۔ اگر آپ کم سے کم 45 منٹ تک روزانہ پیدل چلتے ہیں تو آپ کی ہڈیاں بھر بھرے پن کا شکار نہیں ہوں گی۔ پیدل چلنے کے دوران نرم دھوپ بھی سیکتی چلی جائیں گی تو وٹامن-D بھی ملتا رہے گا۔

ذیابیطس کا خطرہ دور ہوتا ہے: لندن کی ایمپیریل یونیورسٹی کے تحقیق کاروں کا کہنا ہے کہ وہ افراد جو پیدل چلتے ہیں، پیدل نہ چلنے والوں کی نسبت %40 فیصد ذیابیطس کے خطرات سے محفوظ رہتے ہیں۔

تھکن اور اداسی کا خاتمہ ہوتا ہے: ورزش کر کے کبھی تھکن نہیں ہوتی آپ کا مینا بولز صحیح رفتار سے کام کرنے لگتا ہے۔ دماغ میں موجود اینڈروفینس (Endorphins) کے مخصوص مادے متحرک ہو جاتے ہیں جس کے باعث مزاج میں بہتری پیدا ہو جاتی ہے۔ تھکن اور افسردگی، قنوطیت اور یاسیت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ورزش کے خوشگوار اثرات ہی مرتب ہوتے ہیں کبھی کوئی منفی رد عمل نہیں ہوتا۔



اگر ان کی حفاظت کے لیے مٹھاس سے اجتناب برتا جائے، دن میں دو بار برش ہو اور صحت بخش غذا میں استعمال کی جائیں

دانت عمر بھر ساتھ نبھائیں گے

ڈاکٹر دائود صالح مرحوم کی معلومات افزا تحریر

قدرت نے ہمارے دانتوں کو زندگی بھر، ہمارا ساتھ نبھانے کے لیے بنایا ہے، لیکن بعض اوقات ہماری لا پرواہی اور حفظانِ صحت کے بارے میں لاعلمی کے سبب ہمارے کئی دانت اور بعض اوقات سارے دانت زندگی کے ابتدائی، درمیانی یا آخری مرحلوں میں ہمارا ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ آج کے دور کے انسان کی زندگی کا بڑا المیہ ہے۔ دانت اور مسوڑھوں کی صحت اور انہیں بیماریوں سے بچاؤ کے سلسلے میں عموماً لوگوں کو بہت کم معلومات ہوتی ہیں۔ وہ دانت میں کیڑا لگ جانے اور دانت سے ہاتھ دھو بیٹھنے کے عمل کو معمول کے مطابق سمجھتے ہیں اور زندگی بھر ان کی صحت اور تحفظ کے بارے میں جاننے کے لیے بہت ہی کم کوشش کرتے ہیں۔ وہ صبح یارات چند لمحوں تک ٹوتھ پیسٹ دانتوں پر گھسنے ہی پہ اکتفا کرتے ہیں، حالانکہ دانتوں کی حفاظت ”روزانہ پروگرام“ کے تحت مثبت عملی اقدامات مانگتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان دانتوں کی صحت اور ان کے تحفظ کے بارے میں مناسب معلومات رکھتا ہو۔

دانتوں کا کیڑا : دانت کو کیڑا لگنے کے بنیادی اسباب اور ان سے بچاؤ کی تدابیر نہایت آسان اور سادہ ہیں۔ دانت کے کیڑا لگنے میں تین عناصر حصہ لیتے ہیں۔ اول دانت کی زود اثر سطح، دوم، جراثیم کی غذا۔ اگر ہم ان میں سے ایک پر بھی قابو پالیں، تو دانت کو کیڑا لگنے کے عمل سے کافی حد تک محفوظ ہو سکتے ہیں۔ دانت کو کیڑا لگنے سے بچانے کا کامیاب اور موثر ترین طریقہ دانت کی سطح کی قوتِ مدافعت میں کمی نہ آنے دینا ہے، جو ایک کیمیائی عنصر ”فلوراڈ“ کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ عناصر دانت کی سطح کو خراب کرنے والے تیزاب سے بچنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ فلوراڈ کا یہ عنصر پینے کے پانی میں، ٹوتھ پیسٹ یا دانتوں پر لگانے کے لوشن میں استعمال کیا جاتا ہے، تاکہ دانت کو کیڑا لگنے سے بچاؤ کے سلسلے میں خاص طور بچوں میں جب دانت نکلنے شروع ہوں، تو یہ اہم کردار ادا کرے۔

دانت سڑنے لگنے میں دوسرا اہم کردار جراثیم ادا کرتے ہیں۔ ہمارا منہ انواع و اقسام کے جراثیم کی آماج گاہ ہے، لیکن جراثیم اس وقت تک دانتوں کو نقصان نہیں پہنچا سکتے، جب تک وہ ان کی سطحوں پر جمع ہو کر کالونیوں کی شکل اختیار نہ کر لیں۔ ہوتا یہ ہے کہ لعاب، دہن، غذا کے بچے

کچھے ذرات اور جراثیم مل جل کر دانتوں کی سطح پر ایک باریک چکنی اور شفاف جھلی بناتے ہیں، جسے ”پلاک“ (PLAQUE) کہتے ہیں۔ یہ جھلی دانتوں کی سطحوں اور مسوڑھوں کے قریب مسلسل بنتی رہتی ہے۔ یہی جھلی جراثیم کو ”کالونیاں“ بنانے اور پنپنے میں مدد دیتی ہے۔ تحقیق سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہ جراثیم شکر کو غذا کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ایسا تیزاب بناتے ہیں، جو دانت کی بیرونی سخت حفاظتی سطح یعنی اینیمیل (ENAMEL) کو تحلیل کرتا ہے۔ بد قسمتی سے یہ عمل اگر ایک بار شروع ہو جائے، تو ہمارے جسم کا حفاظتی نظام اسے روکنے میں ناکام ہو جاتا ہے اور اگر اس کے علاج کے لیے کوئی عملی قدم نہ اٹھایا جائے، تو دانت گلنے سڑنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

دانت گلنے سڑنے کے عمل کو روکنے اور اس سے بچنے کے لیے ذیل میں دی ہوئی ہدایات پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اول دانتوں کی روزانہ اچھی طرح صفائی اور پلاک سے بچنے کے لیے غذاؤں میں شکر اور مٹھاس میں کمی کرنا ہے۔ پلاک کی جالی عام طور پر چوبیس گھنٹوں میں بنی شروع ہوتی ہے، اس لیے روزانہ کم از کم ایک بار دانتوں پہ ٹوتھ پیسٹ کرنا ضروری ہے، تاکہ پلاک جالی کو اپنے پاؤں جمانے کا موقع نہ ملے۔ دانت کو کیڑا لگنے سے بچاؤں میں ہماری غذا بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ ثابت اجناس، دودھ، سبزیاں اور پھل۔ خاص طور پر چبانے والی غذا دانتوں کے لیے مفید ہے، جب کہ شکر اور شکر سے بنی ہوئی غذائیں دانتوں کی صحت کے لیے سخت نقصان دہ ہیں، نیز ایسی غذائیں جنہیں چبانے پڑے، دانتوں کے لیے فائدہ مند ثابت نہیں ہوتیں۔ کیلشیم اور فاسفورس جن غذاؤں میں موجود ہوں، دانتوں کے لیے مفید ہیں، مثلاً دودھ، انڈا اور پھل۔

دانت کا درد اور سوزش: جس دانت میں کیڑا لگ جائے، اس میں اکثر درد اتنا شدید اٹھتا ہے کہ انسان اس کے تصور ہی سے کانپ جاتا ہے۔ اس درد کی وجہ سے راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ کیڑا لگے دانت میں جو سوراخ ہو جاتا ہے، اس میں جلد جراثیم اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ جن کی بناء پر سوزش ہو جاتی ہے۔ اسی طرح دانت اور مسوڑھوں میں پیپ بھر جانے سے چہرہ سوج جاتا ہے اور تکلیف سے انسان آدھا رہ جاتا ہے۔ یاد رہے کہ گلے سڑے ہوئے دانتوں کی جڑوں میں جراثیم اپنا مسکن بنا لیتے ہیں۔ یہ ایک طرح سے عفونت کا منبع ثابت ہوتا ہے۔ جراثیم اور ان کے زہریلے اثرات یہاں سے دوراں خون میں داخل ہوتے رہتے ہیں، جس کی وجہ سے عمومی صحت پر برا اثر پڑتا ہے اور انسان آنکھوں اور اعصابی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

دوسرے دانتوں پر اثرات: ایک دانت کے نکل جانے سے دوسرے دانتوں پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، کیوں کہ برابر والے دانتوں کا سہارا ہٹ جانے سے خلاء پیدا ہو جاتا ہے، جس میں غذا کے ذرات جمع ہو جاتے ہیں، جو صفائی نہ کرنے سے سڑنے لگتے ہیں۔ ایسا ہو تو دانت کم زور ہونے لگتے ہیں اور ایسے کم زور دانت پائوریو جیسے خطرناک مرض کا جلد شکار ہو جاتے ہیں۔ عموماً کیڑوں کی بناء پر دانت نکلوانے پڑتے ہیں، جس کی وجہ سے کھانے پینے کا عمل متاثر ہوتا ہے، کیوں کہ مضبوط دانت غذا کو بہتر انداز میں چبا کر معدے تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ بچوں میں اگر دودھ کے دانت میں کیڑا لگ جائے اور اگر اسے نکلوانا پڑے، تو یہ صورت حال اس کے لیے مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ اس کے مستقل اور بالغ دانت آنے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ اتنے عرصے تک اسے چبانے میں دشواری پیش آ سکتی ہے۔ نیز، دانت جب اپنے وقت سے قبل نکلوانا پڑے تو مسوڑھے اور جڑے متاثر ہو سکتے ہیں۔ اب جب بالغ دانت نکلتے ہیں، تو ان کے لیے جگہ تنگ ہو جاتی ہے اور وہ اپنی قطار میں نہیں نکل پاتے، جس کی بنا پر دانت نہ صرف دیکھنے میں برے لگتے ہیں، بلکہ ان میں کیڑا لگنے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں، کیوں کہ ان کی صفائی اچھی طرح نہیں ہو سکتی۔

دانتوں کی حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ ہر کھانے کے بعد خاص طور پر صبح و شام کے کھانے کے بعد دانتوں میں برش ضرور کریں۔ کوئی بھی میٹھی غذا کھائیں تو کھانے کے بعد کھلی یا برش ضرور کر لیں۔ دانتوں کو پلاک سے بچائیں۔ ہر تین مہینے بعد دانتوں کا معائنہ کسی اچھے ڈینٹسٹ سے ضرور کرائیں۔ یاد رکھیے، آپ کے دانت صحت مند ہوں گے تو آپ بھی تندرست و توانا رہیں گے۔

(بشکریہ: جنگ سنڈے میگزین کراچی۔ مطبوعہ 16 اگست 2009ء)

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنائیے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی

یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں



صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

غلط رسم و رواج کے خاتمے کے لئے تین سماجی ضابطے

آل پاکستان میمن فیڈریشن کے ضابطوں پر مکمل عمل درآمد کی گزارش



☆ نکاح صرف مسجد میں کرنے کے ضابطے کی پابندی کریں۔

☆ شادی کارڈ صرف سفید اور سادہ میمن فیڈریشن کے منظور شدہ ضابطے کے مطابق چھوانے کی پابندی کریں۔

☆ شادی کی دعوت زیادہ سے زیادہ ساڑھے دس بجے شب شروع کر دینی چاہیے۔

نماز اور ایمان

اسلام میں نماز کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآن میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان کہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا (سورۃ البقرہ آیت 173) یعنی جو لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے وفات پا گئے اب خانہ کعبہ کی طرف تحویل قبلہ ہو جانے سے ان کی نمازوں کو اللہ تعالیٰ برباد نہیں کرے گا (صحیح بخاری)۔

نماز کو لفظ ایمان سے تعبیر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ اعمال صالحہ (جو ایمان میں داخل ہیں) میں نماز کو اولین درجہ حاصل ہے۔ دیگر اعمال صالحہ کے مقابلے میں نماز کو یہ بھی حیثیت حاصل ہے کہ نماز نہ ہونے کی صورت میں اللہ کے نزدیک کوئی بھی نیک عمل قبولیت کا درجہ حاصل نہ کر سکے گا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ”روز قیامت بندے سے (حقوق اللہ میں) سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر نماز صحیح طریقے سے ادا کی ہوگی تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اور اگر نماز ضائع کی ہوگی تو وہ ناکام و نامراد ہوگا (جامع ترمذی)۔“

اسلام میں نماز کی اہمیت اور مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ نے آخری وقت وصال سے قبل جو آخری وصیت امت کو کی تھی، وہ نماز ہی کی وصیت تھی۔ آپ پر جان کنی کی حالت طاری تھی اور آپ فرما رہے تھے یعنی نماز کا خیال رکھنا، نماز کا خیال رکھنا اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ کو اس دنیائے فانی کے اسباب و اموال میں جو چیز سب سے زیادہ عزیز تھی اس میں پاکیزہ عورتیں اور خوشبو تھی۔ مگر آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہی میں تھی۔ آپ کا ارشاد ہے مجھے دنیا کی چیزوں میں پاکیزہ عورتیں اور خوشبو بہت محبوب ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی ہے (سنن نسائی)۔ مگر آج نماز نہ ہمارے دل کا سکون ہے نہ آنکھوں کی ٹھنڈک۔ نماز تو بے حیائی اور برائی سے دور رکھنے والی ہے۔ پر کیا وجہ ہے کہ ہم نماز ہی میں بھی ہیں اور بے حیائی اور برائی کا سیلاب بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ آیا سیلاب میں زیادہ طاقت ہے یا ہماری نمازوں میں معراج والی کیفیت نہیں ہے؟ یقیناً ہم نماز پڑھ لیتے ہیں ادا نہیں کرتے۔ قائم نہیں کرتے نماز تو استعارہ ہے ایک اسلامی نظام زندگی کے قیام کا۔ نماز دین کا ستون ہے۔ دین نظام زندگی ہے، نظام زندگی میں کہاں کیا غلط ہو رہا ہے؟ یہ غور کرنا ہر فرد کا اپنا کام ہے۔ افراد سے مل کر معاشرہ بنتا ہے، عمارت کی ہر اینٹ درست ہوگی تو عمارت درست ہوگی۔

خوش رہا کریں اور خوشیاں بانٹیں۔ آپ کی خوشیوں کے ساتھ ساتھ

بانٹو میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

میمن برادری کا واحد سماجی اور فلاحی ادارہ جو برادری کی یتیم اور بے سہارا بچیوں کی نہ صرف کفالت کر رہا ہے بلکہ انھیں صاف ستھرا ماحول فراہم کر کے زندگی گزارنے کے قابل بنانے کے لئے تعلیم نسواں کا مشن اور وژن کی تکمیل کر رہا ہے

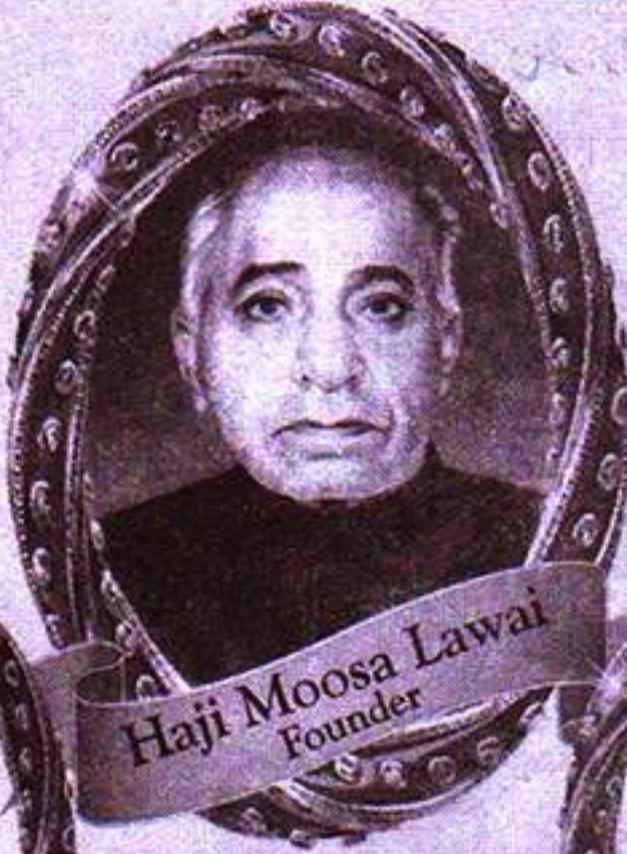
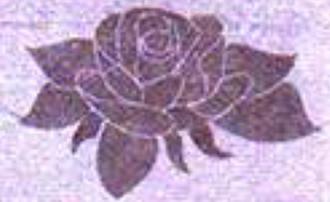
صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس

تحقیق و تحریر : کھتری عصمت علی پٹیل

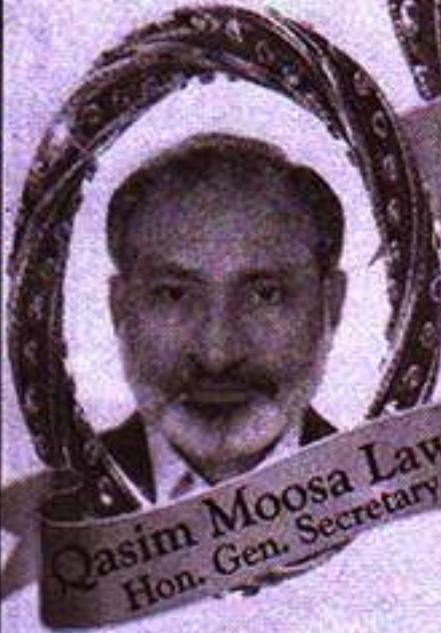
بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی کراچی کا قیام 22 مارچ 1961ء کو عمل میں آیا تھا۔ ابتداء میں اس سوسائٹی نے فروغِ تعلیم کے سلسلے میں بچوں اور بچیوں کو ہر طرح کی مالی سپورٹ فراہم کرتی تھی، بعد میں بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی کے روح رواں حاجی موسیٰ ولی محمد لوئی مرحوم کی قیادت میں سوسائٹی نے لڑکیوں کے لئے صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح 10 اکتوبر 1971ء کو پی ای سی ایچ ایس (PECHS) سوسائٹی میں جناب عمر طیب ٹی کے مالی تعاون (سپورٹ) سے 2300 گز پر محیط ایک بنگلہ خریدا گیا جس میں لڑکیوں کے لئے بورڈنگ ہاؤس قائم کیا گیا۔

”صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس“ کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آج کے اس افراتفری کے دور میں جبکہ ہر انسان کو صرف اپنی فکر ہے، یہ ادارہ غریب اور بے سہارا بچیوں کی کفالت کرنے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہے اور خدمت کی اعلیٰ مثالیں قائم کر رہا ہے۔ آج کے انسان کو صرف اپنی فکر ہے۔ وہ دن رات دولت کمانا چاہتا ہے، وہ بھی صرف اپنے لیے مگر ”صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس“ کو ان نیک دل فیاض اور محترم حضرات کی سرپرستی اور تعاون حاصل ہے جو اپنی دولت دوسروں کی فلاح و بہبود پر خرچ کرتے ہیں، اپنی خوشیوں میں دوسروں کو حصے دار بناتے ہیں اور برادری کی غریب اور بے سہارا بچیوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

بورڈنگ ہاؤس کا قیام اور انتظامیہ : صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی نے 10 اکتوبر 1971ء کو قائم کیا تھا۔ بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی کا قیام 22 مارچ 1961ء میں عمل میں آیا۔ شروع میں یہ سوسائٹی تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو ہر طرح کی مدد فراہم کرتی تھی۔ بعد میں بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی کے سربراہ جناب حاجی موسیٰ لوئی مرحوم کی قیادت میں سوسائٹی نے لڑکیوں کے لئے بورڈنگ ہاؤس اور اسکول قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح 1971ء میں پی ای سی ایچ ایس (PECHS) سوسائٹی میں جناب عمر طیب ٹی کے مالی تعاون سے 2300 گز پر محیط ایک بنگلہ خریدا گیا جس میں لڑکیوں کے لئے بورڈنگ ہاؤس قائم کیا گیا۔ جہاں سیکڑوں یتیم اور بے سہارا



Haji Moosa Lawai
Founder



Qasim Moosa Lawai
Hon. Gen. Secretary



Farzana Qasim Lawai
Convener Boarding Committee

باشنوا ایجوکیشنل سوسائٹی کے
زیر اہتمام صفورا بانی میمن گزٹ
بورڈنگ ہاؤس کی افتتاحی
تقریب ۱۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو ہوئی۔
اس موقع پر حسین داؤد پارک،
سیٹھ حاجی عمر طیب ٹی،
حاجی موسیٰ لوائی اور
عبدالغفار ٹونانگیا کی یادگار تصویر



لڑکیوں نے رہائش بھی اختیار کی اور تعلیم بھی حاصل کی اور اب باعزت طور پر نجی ازدواجی زندگی گزار رہی ہیں۔ سوسائٹی کے بقیہ ارکان میں جناب حاجی عبدالشکور بلوانی مرحوم، جناب عبدالستار کا پڑیا مرحوم، جناب عبدالرزاق تھا پلا والا (مرحوم)، جناب عمر عبدالرحمن (مرحوم)، جناب عبدالغفار نوٹا نکلیا، جناب حاجی عیسیٰ ڈنڈیا مرحوم، جناب عبدالستار عیسیٰ بھائی وکیل مرحوم، جناب اسماعیل عیسیٰ ایدھی مرحوم، جناب ہارون چاٹریا، جناب پیر محمد دیوان شامل تھے۔ ان میں سے کچھ ارکان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی جگہ لینے والوں میں جناب قاسم موسیٰ لوائی، جناب گل محمد کوکا والا، جناب عبدالغفار کوڈواوی اور جناب محمد حنیف جا کا شامل ہیں۔ اس وقت اس ادارے کی انتظامیہ مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ہے:

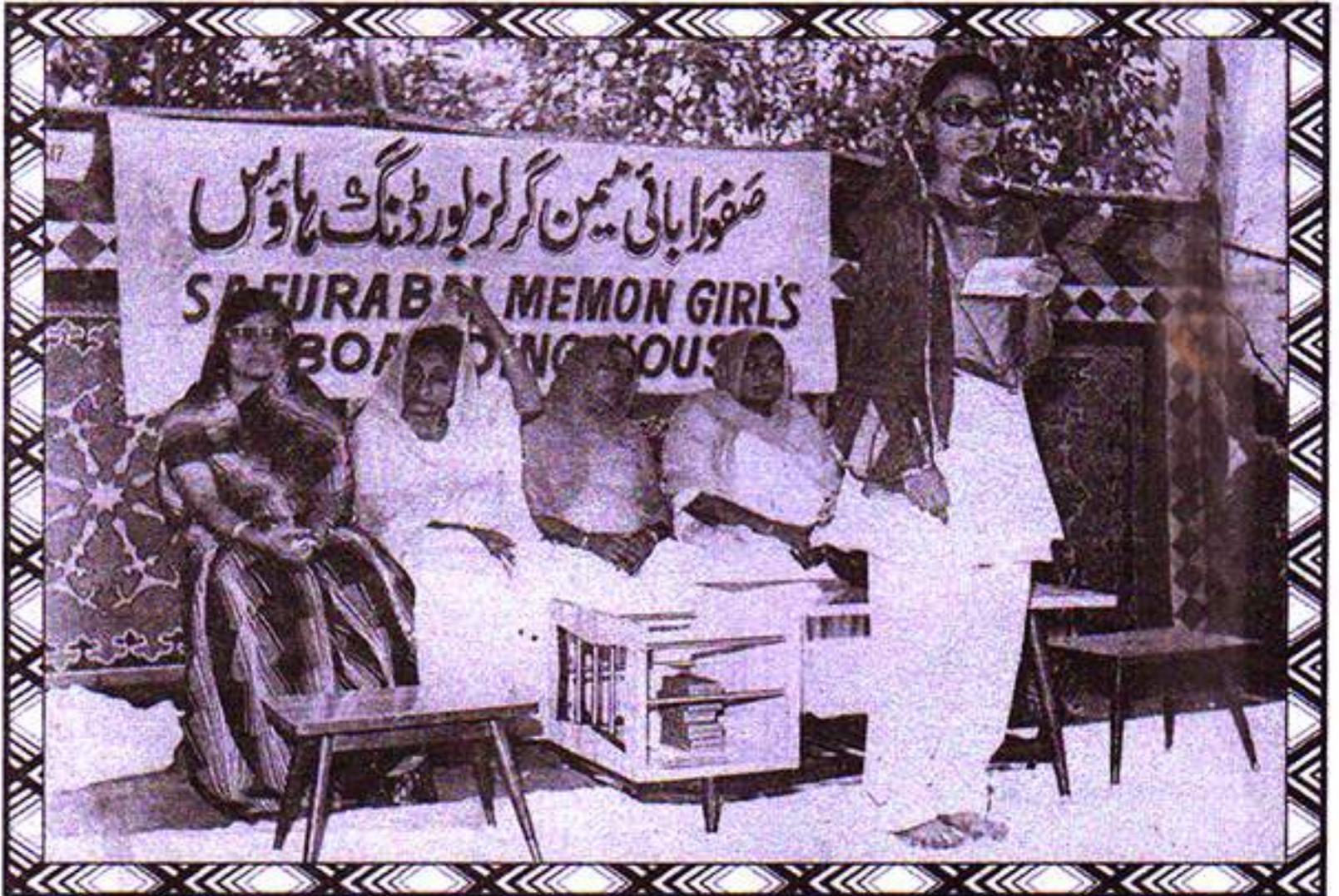
☆ جناب پیر محمد دیوان صدر ☆ جناب عبدالغفار نوٹا نکلیا نائب صدر

☆ جناب قاسم موسیٰ لوائی اعزازی جنرل سیکریٹری ☆ جناب گل محمد کوکا والا اعزازی جوائنٹ سیکریٹری

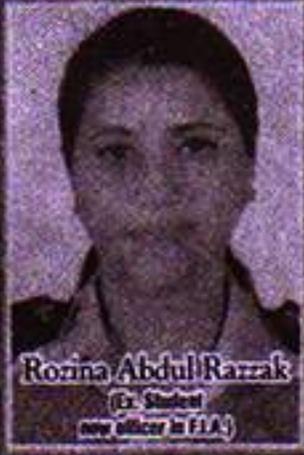
بورڈنگ ہاؤس کمیٹی: بورڈنگ ہاؤس کی لڑکیوں کے روزمرہ کے مسائل حل کرنے کے لیے ایک بورڈنگ ہاؤس کمیٹی بھی قائم کی گئی ہے جس کے ارکان درج ذیل ہیں:

☆ جناب قاسم موسیٰ لوائی کنوینر ☆ جناب عبدالغفار نوٹا نکلیا ممبر

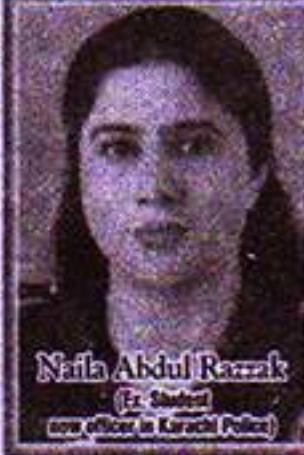
☆ جناب محمد حنیف جا کا ممبر ☆ محترمہ فرزانہ قاسم لوائی ممبر



صفورابائی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس میں سالانہ انعامی تقریب سے ایک طالبہ تقریر کرتے ہوئے۔

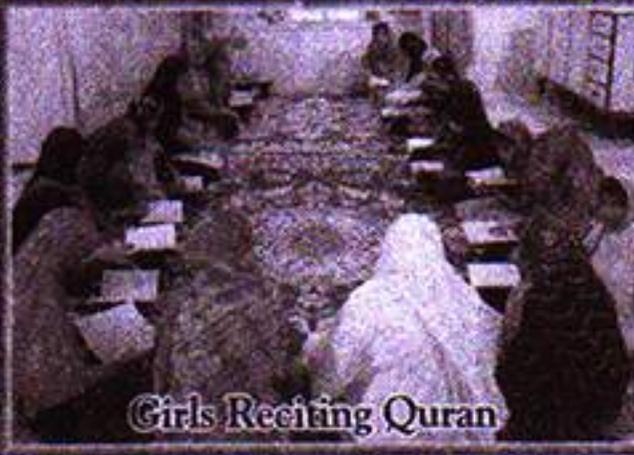


Rozina Abdul Razzak
(Ex. Student
now officer in FIA)



Naila Abdul Razzak
(Ex. Student
now officer in Karachi Police)

SACRABAI MEMORIAL GIRLS SCHOOL & BOARDING HOUSE
IN MEMORY OF HIS DELOVED MOTHER M. SAFRABAI
THIS PREMISES HAS BEEN DONATED
BY
SETH HAJI UMER TAYUB T
INAGURATION CEREMONY
PERFORMED BY
SETH BAKI HUSSEIN HAJI DAWOOD PAREKH
ON 10th OCTOBER 1971
1014 SHABAN MUBIN 1391
MANAGED BY DAWOOD Inauguration Plate



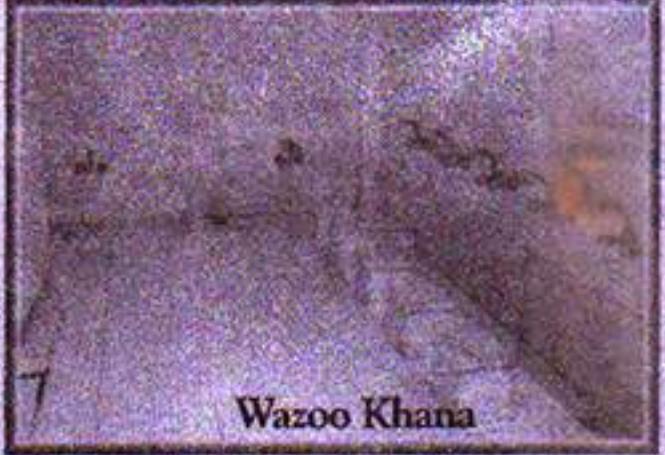
Girls Reciting Quran



Bed Room



Transport For Girls



Wazoo Khana



Computer Room



Sewing Room

بورڈنگ ہائوس کے بارے میں چند حقائق :

☆ صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس کا خیال سب سے پہلے جناب حاجی موسیٰ لوائی (مرحوم) کے ذہن میں ابھرا تھا۔ وہ ایک ایسا بورڈنگ ہاؤس قائم کرنے کے خواہش مند تھے جہاں برادری کی یتیم، بے سہارا اور غریب بچیوں کو پناہ مل سکے۔ چنانچہ انہی کے تخیل کا عملی روپ آج بورڈنگ ہاؤس کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے جہاں سے میمن برادری کی بے شمار یتیم اور بے سہارا بیٹیاں پل بڑھ کر جوان ہوئیں اور اس معاشرے کا مفید حصہ بنیں۔

☆ یہ بورڈنگ ہاؤس خریدتے وقت برادری کے اکابرین کے ذہنوں میں یہ خیال بھی آیا تھا کہ اس کے ذریعے تعلیم کی فراہمی کی بنیادی خدمت بھی انجام دی جائے گی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ یہ بورڈنگ ہاؤس جب خرید گیا تو بانٹو ایجوکیشنل سوسائٹی کے نام سے خریدا گیا تھا اور درحقیقت یہ بورڈنگ ہاؤس تربیت کے ساتھ ساتھ عملی و فنی تعلیم کا فریضہ بھی انجام دے رہا ہے۔

☆ حاجی موسیٰ لوائی مرحوم اس بورڈنگ ہاؤس کے بانی اور روح رواں تھے۔ 1971ء سے 1997ء تک انہوں نے ایک مشفق باپ کی حیثیت سے اس ادارے میں موجود بچیوں کی پرورش کی۔ حاجی موسیٰ لوائی کے ساتھ بچیوں کی دیکھ بھال کا کام میمن برادری کی ایک اور اہم شخصیت حاجی عیسیٰ ڈنڈیا (مرحوم) بھی دل و جان سے شریک رہے۔

☆ اکثر لوگوں کے ذہنوں میں اس بورڈنگ ہاؤس کے حوالے سے سوال ابھرتا ہے اور وہ جاننا چاہتے ہیں کہ اس کا نام کس ہستی کے نام پر رکھا گیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے محترمہ صفورا بانی (مرحومہ) سیٹھ حاجی عمر طیب ٹی کی والدہ ماجدہ تھیں اور انہی کے نام پر اس بورڈنگ ہاؤس کا نام صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس رکھا گیا۔

بورڈنگ ہائوس کے مکین : صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس نے اب تک سینکڑوں بچیوں کے سروں پر دست شفقت رکھا ہے۔ اس وقت اس میں 30 بچیاں قیام پذیر ہیں جن کی عمریں 5 سال سے لے کر 20 سال کے درمیان ہیں اور وہ اس بورڈنگ ہاؤس میں بڑے آرام اور سکون سے رہ بھی رہی ہیں اور تعلیم و تربیت بھی حاصل کر رہی ہیں۔

نگرانی اور دیکھ بھال : اس ادارے اور اس میں قیام پذیر تمام بچیوں کی نگہداشت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری حاجی موسیٰ لوائی خود کرتے تھے اور ہر کام کی نختی سے نگرانی کرتے تھے۔ مرحوم کا وطیرہ تھا کہ وہ بچیوں کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہونے دیتے تھے۔ ان کے آرام اور آسائش کا پورا خیال رکھتے تھے جس سے بچیاں بھی پرسکون اور مطمئن رہتی تھیں۔ پھر حاجی موسیٰ لوائی قضائے الہی سے وفات پا گئے تو یہ کام مرحوم کے سعادت مند اور فیاض بیٹے جناب حاجی قاسم لوائی نے سنبھال لیا۔ آپ ممتاز و معروف سماجی رہنما ہیں اور اس ادارے میں رہنے والی تمام یتیم اور بے سہارا بچیوں کی اپنے ساتھیوں کی مدد سے سرپرستی کر رہے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دے رہے ہیں۔

جناب حاجی قاسم لوائی کے ساتھ ان بچیوں کی نگرانی اور خصوصی دیکھ بھال کا فریضہ ان کی بیگم محترمہ فرزانہ حاجی قاسم لوائی نے بھی اپنے ذمے لے رکھا ہے۔ وہ نہ صرف ان بچیوں کی خصوصی نگہداشت کرتی ہیں بلکہ ان کی تمام ضروریات کا خیال ایک ماں کی طرح رکھتی ہیں۔ جناب قاسم لوائی کی بیٹی سمیعہ بھی اپنے شفیق ماں باپ کے نقش قدم پر چل رہی ہے۔ وہ بچیوں کو ٹیوشن پڑھاتی ہے اور انہیں کمپیوٹر کی تعلیم سے بھی روشناس کراتی ہے۔ واضح رہے کہ حاجی قاسم کی بیٹی بغیر کسی معاوضے کے تعلیم و تدریس کے فرائض انجام دے رہی ہیں اور اس بورڈنگ ہاؤس میں علم کے چراغ

روشن کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں لیتیں۔

کمپیوٹر کی ضرورت: ”صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس“ کو یہ سوچ کر قائم کیا گیا تھا کہ یہاں بچیوں کو ذرا بھی محرومی کا احساس نہیں ہونے دیا جائے اور انھیں ہر طرح کی جدید سہولت فراہم کی جائے اسی لیے یہاں کمپیوٹر کی ضرورت شدت سے محسوس کی گئی۔ اس کے لیے خصوصی طور پر ایک کمرہ مخصوص کیا گیا جسے کمپیوٹر روم کا نام دیا گیا ہے۔ اس کمپیوٹر روم میں چھ کمپیوٹر رکھے گئے ہیں جہاں ادارے کی بچیاں کمپیوٹر کی عملی تعلیم حاصل کرتی ہیں تاکہ وہ اس جدید تعلیم سے محروم نہ رہ سکیں۔

دیگر تعلیمی تدریسی اور غیر نصابی سہولیات: اس بورڈنگ ہاؤس میں بالکل گھر کا سا ماحول ہے۔ یہاں رہنے والی ہر بچی اس گھر کو اپنا گھر سمجھتی ہے اور اس سے محبت کرتی ہے۔ ان بچیوں کی معلومات میں اضافے کے لیے ایک ریڈنگ روم بھی قائم کیا گیا ہے جس میں بچیاں باقاعدگی کے ساتھ بیٹھ کر مطالعہ کرتی ہیں۔ یہاں انھیں نصابی اور غیر نصابی کتب بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ بچیوں کو ان کا ذاتی سامان رکھنے کے لیے لاکرز کی سہولت بھی فراہم کی گئی ہے۔ ہر بچی کے پاس اپنا لاکر ہے۔ بچیوں کی کل تعداد 30 ہے جبکہ لاکرز کی تعداد 50 کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ اس بورڈنگ ہاؤس میں بارہ بڑے بڑے کمرے ہیں اور ایک وسیع و عریض ہال نما کمرہ ہے۔ ایک کمرے میں سلائی سینٹر بھی قائم ہے جہاں سلائی کڑھائی کی تربیت دی جاتی ہے، بچیاں ہنرمند و سلیقہ شعار بن کر پیشہ ور تعلیم سے فیض یاب بھی ہوتی ہیں۔

بورڈنگ ہاؤس میں موجود بچیوں کی تعلیم کے لیے بانٹوا ایجوکیشنل سوسائٹی نے بانٹوا انگر میں رقیہ حاجیانی بانی اسکول کے نام سے لڑکوں اور لڑکیوں کا ایک اسکول بھی قائم کیا جس کی تعمیر کے لیے مالی تعاون مخیر حضرات کے علاوہ بلوانی اور دیوان فیملی نے فراہم کیا تھا۔ اس ادارے کا نام حاجی شریف بلوانی کی والدہ رقیہ حاجیانی کے نام پر رقیہ حاجیانی بانی اسکول رکھا گیا ہے جو اس علاقہ میں موجود میمن برادری خصوصاً اور دیگر برادریوں کے بچوں کے لیے عموماً انگریزی کی تعلیم فراہم کر رہا ہے۔ بورڈنگ ہاؤس کی تمام بچیاں اس اسکول میں پڑھنے آتی ہیں۔ ان کے آنے جانے کے لئے بورڈنگ ہاؤس کی اپنی بس بھی ہے۔

ہائر ایجوکیشن: بچیاں مزید تعلیم کے لیے رونق اسلام ہائر سینڈری گرلز اسکول فیڈرل بی ایریا میں قائم شدہ کالج جاتی ہیں جہاں سے وہ انٹرمیڈیٹ کی تعلیم حاصل کر کے مونٹیسوری ٹیچر ٹریننگ کا ایک سالہ ڈپلومہ کرتی ہیں تاکہ بورڈنگ ہاؤس سے رخصتی کے بعد وہ معاشرہ پر اور اپنے عزیز واقارب پر بوجھ نہ بنیں۔ نیز جو لڑکیاں مزید تعلیم حاصل کرنا چاہیں وہ بورڈنگ ہاؤس کے اخراجات پر مزید تعلیم حاصل کر سکتی ہیں۔

قرآن اور حدیث کی تعلیم: اس بورڈنگ ہاؤس میں میٹرک پاس کرنے والی بچیوں کے لیے فرسٹ ایئر اور انٹرنیشنل اسکول میں بھی انتظام ہے۔ میٹرک پاس کرنے والی بچیوں کو علوم القرآن، حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے یہ دو سالہ عالمہ کورس ہے جو میٹرک پاس کرنے والی بچیوں کو انٹرنیشنل اسکول میں بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح بچیاں میٹرک پاس کرنے کے دو سال میں نہ صرف انٹرنیشنل اسکول میں امتحان پاس کر لیتی ہیں بلکہ دو سالہ عالمہ کورس بھی مکمل کر لیتی ہیں۔ نیز کچھ بچیاں نور القرآن اسکول میں قرأت سیکھنے کے لیے بھی جاتی ہیں اور قرأت سیکھنے کے بعد اسی اسکول میں بچوں کو قرآن شریف کی تعلیم دیتی ہیں۔

نماز کا انتظام: صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس کی بچیوں کی اس طرح تربیت کی جاتی ہے کہ شروع سے ہی وہ اپنے دین اسلام کی طرف راغب رہیں۔ ان کے لیے پانچوں وقت کی نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تمام بچیاں لان میں ایک ساتھ مل کر ایک ہی جگہ نماز ادا

کرتی ہیں۔ اس سے ان بچیوں میں اجتماعیت فروغ پاتی ہے اور وہ خود کو اکیلا محسوس نہیں کرتیں۔

کپڑوں کی دھلائی : اس بورڈنگ ہاؤس کی بچیوں کو کپڑے دھونے کی عملی تربیت بھی دی جاتی ہے مگر ان کے کپڑے دھونے کے لیے بورڈنگ ہاؤس میں ایک ماسی بھی مقرر ہے جو داشنگ مشین میں تمام بچیوں کے کپڑے دھوتی ہے، البتہ بچیاں اس کے پاس کھڑی ہو کر عملی تربیت حاصل کرتی ہیں اور کام سیکھتی ہیں۔

کھیلنے کا لان : صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس کی بچیوں کو سیر و تفریح کا موقع بھی دیا جاتا ہے۔ وہ لان میں کھیلتی ہیں جس سے انھیں ضروری جسمانی ورزش میسر آتی ہے اور وہ چاق چو بندر ہتی ہیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً انھیں پکنک اور تفریح کے لیے فارم ہاؤس اور باغات میں لے جایا جاتا ہے۔

وضو خانہ اور باتھ رومز : اس بورڈنگ ہاؤس میں بچیوں کو وضو کرنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ انھیں صحیح طریقے سے وضو کرنا بھی سکھایا جاتا ہے جس کے لیے بورڈنگ ہاؤس میں ایک صاف ستھرا وضو خانہ موجود ہے جہاں کبھی بچیاں پورے اسلامی طریقے سے وضو کرتی ہیں اور اس طرح نماز کا ایک فریضہ مکمل کرتی ہیں۔ اس وضو خانے کے علاوہ بورڈنگ ہاؤس میں بارہ باتھ رومز بھی ہیں جہاں صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

کچن اور خانسا ماں : صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس میں کھانا پکانے کے لیے ایک کشادہ اور صاف ستھرا کچن موجود ہے جس میں کھانا پکانے کے لیے ایک خانسا ماں خاتون کی خدمات بھی حاصل کی گئی ہیں۔ اس کچن میں کھانا صحت بخش اصولوں کو مد نظر رکھ کر پکایا جاتا ہے اور صفائی ستھرائی کے تمام اصولوں کی پاسداری کی جاتی ہے۔ بچیوں کو اس کچن میں آ کر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ اپنے ہی گھر میں ہوں۔ یہاں پکائے گئے کھانے انھیں گھریلو کھانوں کا احساس دلاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہاں بچیوں کو کھانا پکانا بھی سکھایا جاتا ہے۔

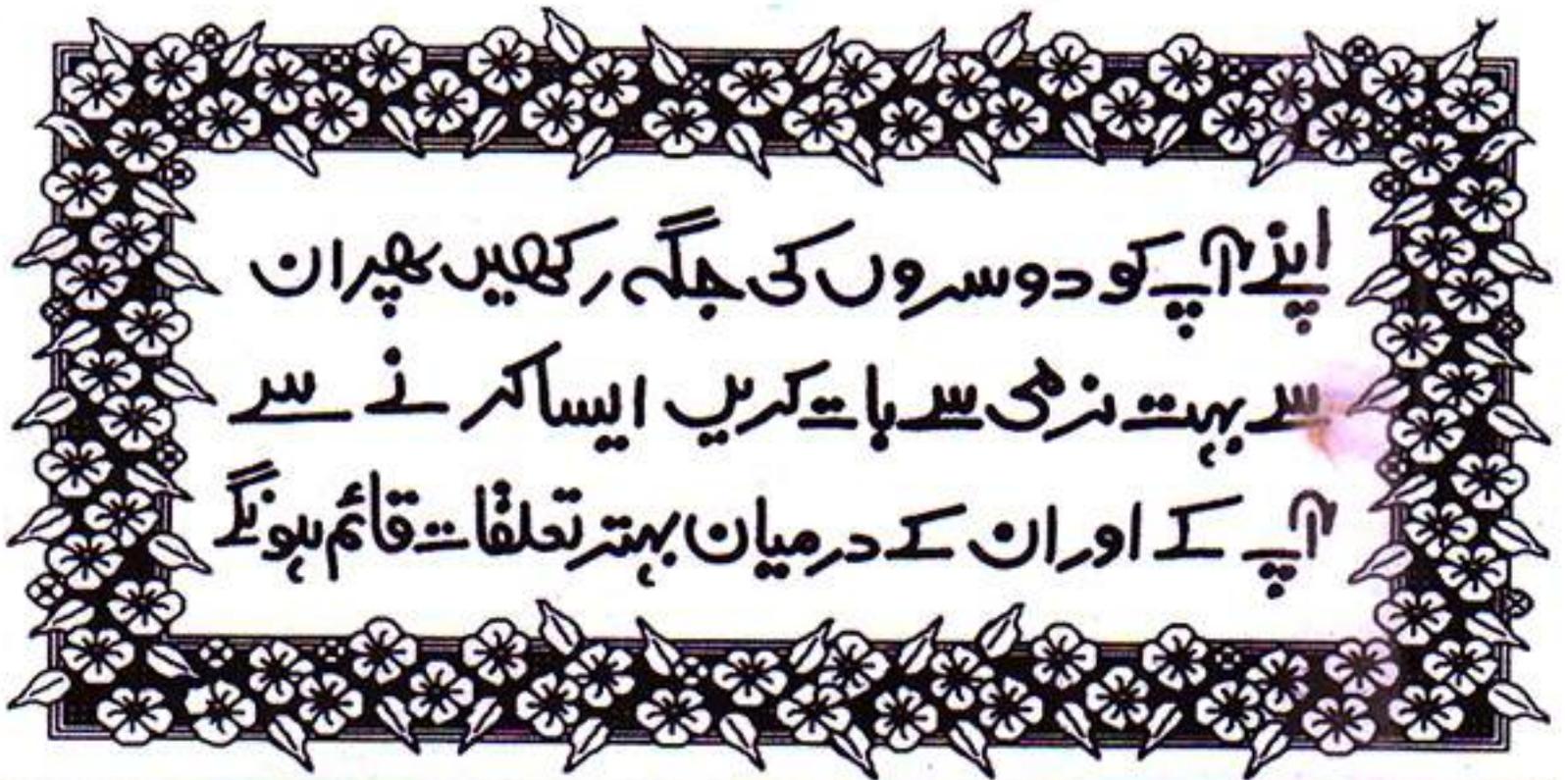
وقت کی پابندی : صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس میں اوقات کی پابندی کرائی جاتی ہے اور اس طرح انھیں نظم و ضبط اور سلیقہ سکھایا جاتا ہے۔ اس بورڈنگ ہاؤس کی تمام بچیاں مقررہ وقت پر صبح بیدار ہوتی ہیں۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ناشتہ کرتی ہیں اور اپنے اسکول روانہ ہو جاتی ہیں جہاں سے وقت مقررہ پر ان کی واپسی ہوتی ہے جس کے بعد وہ تازہ دم ہو کر نماز ظہر ادا کرتی ہیں اور اجتماعی لہج کرتی ہیں۔ اس کے بعد وہ تھوڑا بہت آرام کرنے کے بعد اسکول کا کام کرتی ہیں پھر باہر لان میں جا کر کھیلتی ہیں۔ اس دوران عصر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ وہ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد قرآن شریف کی تعلیم حاصل کرتی ہیں اور تھوڑے وقفے کے بعد نماز مغرب کی ادائیگی کی تیاری شروع کر دیتی ہیں۔ رات کا کھانا اور نماز عشاء کے بعد ان کا روزمرہ کام معمول اختتام کو پہنچتا ہے۔ ایک آدھ گھنٹے تک ٹی وی پر خبریں دیکھنے کے بعد وہ ٹھیک ساڑھے نو بجے اپنے کمروں میں پہنچ کر سونے کی تیاری کرتی ہیں۔ اس طرح وقت کی پابندی سے وہ نہ صرف چاق چو بندر ہتی ہیں بلکہ ان کی آئندہ زندگی کے لیے تربیت بھی ہوتی ہے۔

والدین اور رشتہ داروں سے ملاقات : بچیوں کے والدین اور قریبی رشتہ دار ہر ماہ کی پہلی اتوار کو صبح 11 بجے سے دوپہر دو بجے تک ملاقات کے لیے آتے ہیں۔ اس طرح ان بچیوں کا رابطہ اپنے خاندان سے رہتا ہے۔ نیز بچیوں کو سال میں دو دفعہ یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے موقع پر ایک ایک ہفتہ کی چھٹی دی جاتی ہے تاکہ بچیاں اپنے عزیز واقارب کے ساتھ مل کر ان کے ساتھ اپنے رشتہ کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔

بچیوں کی شادی بیاہ : بورڈنگ ہاؤس میں تربیت حاصل کرنے والی بچیوں کو جب وہ انٹراور عالمہ کا امتحان پاس کر لیتی ہیں تو ان کو ان کی والدہ/والد اسر پرست کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور ان کو تاکید کی جاتی ہے کہ بچی کے لئے کوئی مناسب رشتہ طے کریں۔ رشتہ طے ہونے کی صورت میں بورڈنگ ہاؤس کی طرف سے شادی مدد فراہم کی جاتی ہے تاکہ بورڈنگ ہاؤس کی بیٹی اپنا مستقبل محفوظ کر سکے۔

بورڈنگ ہاؤس سے فارغ شدہ بچیاں : الحمد للہ بورڈنگ ہاؤس سے فارغ ہونے والی تقریباً تمام بچیوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اور وہ اپنے اپنے گھروں میں اپنے بال بچوں کے ساتھ بہتر زندگی گزار رہی ہیں۔ ان میں سے کچھ اچھے عہدوں پر کام بھی کر رہی ہیں جن میں قابل ذکر دو بہنیں نائلہ اور روزینہ ہیں۔ نائلہ پولیس ڈپارٹمنٹ میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں اور روزینہ FIA میں ہیں اور ان کی ڈیوٹی کراچی ایئرپورٹ پر ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی بچیاں امریکہ، دبئی اور جنوبی افریقہ میں بھی مقیم ہیں۔

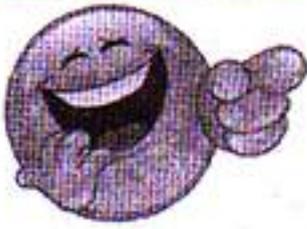
اختتامیہ : اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت صفورا بانی میمن گرلز بورڈنگ ہاؤس جس طرح کام کر رہا ہے، اس کی دوسرے اداروں کو بھی تقلید کرنی چاہیے اور اس کے لیے وسائل فراہم کرنے چاہئیں تاکہ اس کی کارکردگی میں تیزی آئے۔ یہ بورڈنگ ہاؤس ایک مثالی کردار ادا کر رہا ہے جس پر اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔



میرے حقوق کیا ہیں

- ☆ میں اڑ نہیں سکتا کیونکہ ہوا بے حد آلودہ ہے۔
- ☆ میں تیر نہیں سکتا کیونکہ پانی بے حد آلودہ ہے۔
- ☆ میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرا کوئی مستقبل ہے؟





طنز و مزاح



طنز و مزاح

نیکی کر دریا میں ڈال

آج صاحب ایک مثل سنتے ہیں کہ ”نیکی کر دریا میں ڈال“ یہ نہیں کہا جاتا کہ ”نیکی کر سمندر میں ڈال“ اس لئے کہ سمندر کھارا ہوتا ہے، لہذا ”نیکی“ کا اس سے بڑا صلہ شاید اور کوئی نہیں کہ اسے آرام سے ٹھنڈے ٹھنڈے میٹھے میٹھے دریا کے حوالے کر دیا جائے۔ وہاں سے اللہ کی مرضی کہ وہ مگر چھ کے منہ لگے یا مچھلی کی خوراک بنے یا پھر لہریں اچھال کر واپس کنارے پر ڈال دیں تاکہ نیکی کو اٹھا اٹھا کر دریا میں ڈالنے کا سلسلہ جاری رہے۔ کیونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے اور آج کی دنیا سے تسلیم کر چکی ہے کہ نیکی کا اصل ٹھکانا دریا کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے کیونکہ دریا سے واپسی محال ہو کرتی ہے لہذا ”نیکی کر دریا میں ڈال“ یہی وجہ ہے کہ آج اگر لوگ نادانستہ طور پر کوئی ایسی نیکی کر جاتے ہیں جس پر کسی طرح سے پردہ نہ ڈالا جاسکتا ہو تو ایسا وقت زندگی کے بدترین لمحوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ لوگ نیکی کر کے تھر تھر کاپنے لگتے ہیں۔ فوراً بااثر لوگوں سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے کہ ”حضور ہم سے ایک نیکی سرزد ہو گئی ہے۔ ہمیں نہیں معلوم تھا کہ اس سے بااثر لوگوں کو گزند پہنچنے گی اس لئے ہمیں معاف فرما دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی، بندہ بھول کر بھی ایسی غلطی نہیں کرے گا۔“

کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل جب کوئی مچھلا کسی کی بہنوں پر آدازیں کستا تو لوگ اس کی ٹھکائی کر دیا کرتے تھے گویا کہ یہ بھی نیکی کی ایک صورت تھی مگر آج کے دور میں کوئی ایسا کرے تو دیکھنے والا نیکی کرنے کو آگے ہی نہیں بڑھتا، کیوں کہ اسے یقین ہوتا ہے کہ نیکی دوسری صورت میں خود اس کی ٹھکائی ہے۔ یہ تو آپ بھی جانتے ہیں کہ آج کل کے دور میں نیکی کو ساتھ ساتھ لئے پھرنا خطرناک ہے اور اس سے بالکل لا تعلق ہونا بھی محال ہے لہذا آج کل ”نیکی“ معلق ہے۔ جس کا دل چاہتا ہے حالات و ضرورت کے تحت تھوڑی دیر کے لیے ساتھ رکھ لیتا ہے۔ جب حالات نا موافق ہوتے دیکھتا ہے تو بڑی بے مروتی سے لا تعلق ہو جاتا ہے کیونکہ شاید تمام ہرے ہرے طوطوں نے اپنی آنکھیں ڈونٹ کر دی ہیں بات ڈونیشن کی آئی ہے تو ایک اور قسم کی نیکی یاد آئی! پہلے زمانے میں بزرگ لوگ ثواب جاریہ کے طور پر نیکی کرتے تھے یعنی انہوں نے کسی ضرورت مند کی ضرورت بہ حسن و خوبی پوری کی پھر جب حاجت مند اس قابل ہو گیا کہ قرض لوٹا سکے اور اس نے قرض کو لوٹانے کی کوشش کی تو اکثر اوقات بزرگ وہ قرض لینے سے انکار کر دیتے تھے کہ میاں تم اس نیکی کو آگے بڑھاؤ۔ یعنی تم بھی کسی کے ساتھ بھلائی کر دنا کہ نیکی کا سفر جاری رہے۔ مگر شاید بزرگوں

کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ نیکی کا سفر دریا کا رخ اختیار کرے گا لہذا بات پھر اسی جگہ آ جاتی ہے کہ ”نیکی کر دریا میں ڈال“

توجد دینے پر سمجھ میں آتا ہے کہ ”نیکی“ کا لفظ کسی قدر خوبصورت معنویت لئے ہوئے ہے مگر آج کے انسان کے نیکی کے ساتھ تعلقات بڑے دور کے ہیں۔ صرف سلام دعا کی حد تک سمجھئے۔ وہ زمانہ اور تھا جب انسان اور نیکی کے مراسم بڑے مضبوط ہوا کرتے تھے۔ ہر شخص نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی طور پر نیکیاں کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ ادھر ”بی بی نیکی“ بھی اپنی وفاداری فراہم کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑتی تھیں۔ ذرا سوچئے کہ پہلے زمانے میں کچے گھر ہوا کرتے تھے۔ نیچی دیواریں ہوتی تھیں۔ لوگ بھی گھوڑے بیچ کر سویا کرتے تھے۔ لوگ جس اطمینان اور سکون کے ساتھ سوتے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ انسان کو انسان پر بھروسہ تھا۔

مگر آج لوگ اپنے تحفظ کی خاطر فولادی گیٹ لگواتے ہیں، ان پر چوکیدار بھی بٹھاتے ہیں، زر و مال بھی بینکوں میں رکھتے ہیں۔ بڑے لوگوں سے ”بڑے مراسم“ بھی رکھتے ہیں، رات رات بھر جاگ کر سوچ بچار کرتے ہیں۔ دن بھر مصروف عمل رہتے ہیں مگر ان سب کوششوں کے بعد ہاتھ کیا آتا ہے ”بے سکونی“ دنیا بھر کے ڈاکٹر اور محققین ”بے سکونی“ کو ہلاک کرنے والی شے کی تلاش میں ہیں لیکن ہمارے خیال میں ”بے سکونی“ کو ہلاک کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ”نیکی“ اگر ہر شخص اپنی بے سکونی کے ازالہ کے لئے سچی اور کھری نیکیاں کرنا شروع کر دے تو معاشرہ اجتماعی نیکیوں کا دریا بن سکتا ہے۔ اب یہی دیکھ لیجئے کہ پہلے بھی لوگ ”شہرت“ حاصل کرنے کے لئے دعائیں ضرور مانگا کرتے تھے مگر اچھی شہرت کے طلب گار ہوتے تھے۔ آج کے لوگ بھی ”شہرت“ حاصل کرنا پسند کرتے ہیں اور اکثریت ”نیک شہرت“ نہ ملنے پر ”بری شہرت“ پر ہی سر جھکاتے اور اتراتے پھرتے ہیں، ورنہ پہلے زمانے کے مطابق تو علامہ اقبال نے بھی کہا تھا کہ

نیک جو راہ ہو اسی راہ پہ چلانا مجھ کو

سوچنے کی بات یہ ہے کہ نیکی کی راہیں غیر واضح کیوں ہو گئی ہیں۔ شاید اس کا ایک سبب ”مصلحت پسندی“ بھی ہے، بالکل اس طرح سے جیسے پہلے زمانے میں ”لڑکی“ پسند کر کے بزرگ کہتے تھے کہ نیک اور اچھا خاندان ہے۔ لڑکی بھی ماشاء اللہ سیرت و صورت میں یکتا ہے، نیک اور سلیقہ شعار ہے۔ بس اب دیر کس بات کی ہے، بسم اللہ کریں۔ نیکی کی صورتیں اپنی جگہ ہیں لیکن یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ چاہے سارا زمانہ بھی نیکی کے خلاف سرگرم ہو جائے پھر بھی نیکی کا وجود مٹایا نہیں جاسکتا۔ کہیں نہ کہیں اس کا بھر پور اظہار ضرور ہوتا ہے کیونکہ یہ انسان کے وجود کے اندر سے پھوٹنے والا جذبہ ہوتا ہے! اب یہی دیکھ لیجئے کہ میری تحریر اور آپ کی نگاہوں کے درمیان بھی تو نیکی کا سفر جاری ہے!



علم کے چراغ جلا کر جہالت کے اندھیرے دور کیجئے
اپنا، اپنی برادری اور اپنے ملک کا مستقبل روشن بنائیے۔



ماضی کی گم گشتہ باتیں اور چند حقیقتیں

بانٹوا کے بارے میں تحریر کی گئی ایک خوبصورت تحریر
مصنف کی گجراتی کتاب مطبوعہ جنوری 1986ء ”میری یادداشتیں“ سے ماخوذ

بانٹوا سے ہجرت۔۔۔ جب اپنی سرزمین کو الوداع کہا

گجراتی تحریر: حاجی جان محمد دائود کوڈوا والا ایڈووکیٹ مرحوم
اردو ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

مضمون نگار کا مختصر تعارف: جناب جان محمد

داؤد جون 1917ء میں بانٹوا (بھارت) میں پیدا ہوئے تھے۔ واضح رہے کہ بانٹوا بھارتی صوبے سوراشر کا دھن نگری شہر تھا جس کی آبادی اس زمانے میں پندرہ بیس ہزار افراد پر مشتمل تھی اور اس آبادی کا 80 فیصد حصہ میمنوں پر مشتمل تھا۔ اس چھوٹے تجارتی شہر میں جناب جان محمد داؤد کوڈوا والا پیدا ہوئے تھے۔ اور اس شہر میں آنکھ کھولنے والے شخص نے آنے والے وقت میں خود کو بے مثال اور تاریخ ساز شخصیت ثابت کر دکھایا۔

ممتاز قانون دان، سماجی خدمت گزار، آل پاکستان میمن فیڈریشن کے سابق سیکریٹری جنرل، بانٹوا میمن برادری کی سرکردہ شخصیت جناب جان محمد داؤد کوڈوا والا ایڈووکیٹ 13 اکتوبر 2006ء کو رمضان المبارک کی نو تاریخ تھی۔ گویا یہ نواں روزہ تھا جس

روز میمن برادری کو آپ کی رحلت کا دکھ برداشت کرنا پڑا۔ ہم سب کے جان محمد داؤد ایڈووکیٹ اس فانی دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منہ موڑ گئے۔ 89 سال کی عمر میں وہ ہم سے جدا ہو گئے اور بے شمار لوگوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ ان کی کس کس بات کو یاد کیا جائے۔ ان کی شخصیت کے کس کس پہلو کا ذکر کیا جائے۔ وہ ایک منفرد اور پرکشش کردار کے حامل انسان تھے جس کی جدائی نے نہ جانے کتنے لوگوں کو غمزدہ کر دیا ہے۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والے خلاء کس طرح پرہوگا۔

جناب جان محمد داؤد نے قیام پاکستان کی تحریک میں کراچی میں متعدد عوامی جلسوں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور قرارداد لاہور کو عوام الناس تک پہنچانے میں ہر ممکن کردار ادا کیا۔ جناب جان محمد داؤد کوڈوا والا کی انسانیت کا خدمت کا بے حد شوق تھا۔ آپ شروع سے ہی سماجی اور فلاحی



میری سُرْمَرَات



Janmohammed Dawood

MY REMINISCENCES

By Janmohammed Dawood

Print by Book
January 1986

خدمات میں سرگرم تھے۔ آپ باننوا میمن جماعت کے ایک عہدیدار اور سرگرم در کر تھے۔ باننوا میمن جماعت نے باننوا میمنوں کی آباد کاری کے لیے بہت کام کیا تھا اور وہ باننوا میمن راحت کمیٹی کے صدر بھی منتخب کیے گئے تھے۔ اس کمیٹی نے باننوا کے میمنوں کی آباد کاری کے لیے اس حد تک کام کیا تھا کہ انھیں بلا معاوضہ مکانات بھی فراہم کیے تھے اور ان کی ہر طرح کی مدد اور معاونت بھی کی تھی۔ آپ حسین ابراہیم جمال گجراتی ادبی اکیڈمی کے چیئرمین تھے جس کے تحت ہر سال گجراتی شاعری اور نثری ادب پر نقد انعامات پیش کئے جاتے تھے۔ جناب جان محمد داؤد متعدد کتابوں کے مصنف تھے انھوں نے گجراتی اور انگریزی زبانوں میں کتابیں تحریر کیں۔ (مترجم)

بھارتی حکومت کا دھوکا : یہ اس وقت کی بات ہے

جب میمن برادری کے حضرات بھارتی حکومت کی دھوکے بازی کی وجہ سے بے حد مایوس اور دل شکستہ ہو گئے تھے۔ بھارتی حکومت نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا تھا، اس کے بعد اس حکومت پر اعتماد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس سے پہلے ان کا خیال تھا کہ بھارتی حکومت اس

معاملے میں غیر جانبدار رہے گی اور ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گی جس سے اس کی جانب داری کا اظہار ہوتا ہو، مگر بھارتی حکومت نے تو ان کے سارے خواب کھیر کر رکھ دیے تھے جس کی وجہ سے میمن مایوس ہو گئے اور ان کے سامنے ہجرت کے سوا کوئی دوسرا راستہ باقی نہیں بچا تھا۔

ہجرت کا آغاز : آخر انہوں نے رفتہ رفتہ اس سر زمین کو الوداع کہنا شروع کر دیا جس سے انہیں بے حد پیار تھا اور جس کو چھوڑنے کا انہوں نے کبھی سوچا تک نہیں تھا۔ بہر حال یہ دل شکستہ لوگ باننوا سے گزرنے والی مسافر ٹرینوں اور مال گاڑیوں کے ذریعہ بمبئی اور ادکھا بندر کی جانب روانہ ہونے لگے۔ حالانکہ اس وقت راستے پر خطر اور غیر محفوظ تھے مگر انہیں یہ تمام خطرات مول لینے پڑے۔ پھر ٹرینوں میں جگہ بھی کم تھی۔

لوگ ان میں بوریوں کی طرح ٹھنسنے ہوئے تھے اور اسی حالت میں مجبوراً سفر کر رہے تھے۔ ان کے ساتھ بدن کے لباس کے سوا اور کوئی سامان نہیں تھا۔ کچھ لوگوں کے پاس بستریا چادریں بھی تھیں۔ اس کیمپری کے عالم میں یہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کی سر زمین کو الوداع کہہ کر اور اس علاقے کی یادوں کو ساتھ لے کر چلے جا رہے تھے۔ اکثریت نے نومولود پاکستان کے پہلے دارالحکومت کراچی کا رخ کیا تھا۔

30 نومبر 1947ء کا یادگار دن : آہستہ آہستہ شہر خالی ہونے لگا۔ ہر طرف خاموشی کا عالم تھا۔ چند ایک گھروں سے انسانی آوازیں آرہی تھیں ورنہ سب دیران ہو چکے تھے۔ باننوا کی رونق ماضی کا قصہ بنتی جا رہی تھی۔ اس پرسوگ کی فضا چھائی تھی۔ میرے لیے بھی اب باننوا میں زیادہ عرصے زکنا ممکن نہیں رہا تھا۔ اس لیے میں نے بھی روانگی کا پروگرام بنایا۔ میں نے اپنے رشتے داروں کا ایک قافلہ تیار کیا تا کہ ہم سب ایک

ساتھ یہاں سے روانہ ہوں۔ 30 نومبر 1947ء کا دن بانٹوا کا ایک یادگار دن تھا جس میں اس قافلے کو ساتھ لے کر اوکھا پورٹ پہنچا۔ میرا ایک چھوٹا بھائی دوسرے مزاج کا مالک تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ کسی بھی صورت میں ”بانٹوا“ کو نہیں چھوڑے گا۔

گاندھی جی کا قتل : بہت مشکل حالات تھے کہ ایسے میں ایک اور سانحہ رونما ہو گیا۔ 30 جنوری 1948ء کو دہلی میں گاندھی جی کو ناکھورام گاڈ نے قتل کر دیا۔ اس طرح گاندھی جی کی جان بھی نفرت انگیز حالات نے ہی لے لی۔ دوسرے دن ہندوؤں نے گاندھی کے قتل کے سوگ میں ”اپواس“ (روزہ) رکھا تو بانٹوا کے حالات بھی بگڑ گئے اور میرے بھائی کو مجبوراً بانٹوا کو چھوڑ کر کراچی آنا پڑا اور نہ وہ تو تہیہ کر چکے تھے کہ وہ بانٹوا سے کبھی نہیں جائیں گے۔

اوکھا پورٹ پر ہجوم اور ابتری : ہم سے پہلے اوکھا پورٹ پر سینکڑوں لوگ پہلے سے ہی پہنچے ہوئے تھے۔ بے تحاشہ ہجوم نے اس جگہ کی حالت خاصی ابتر کر دی تھی۔ لوگ چلے آرہے تھے مگر وہاں رکنے کے لیے اب جگہ کم پڑ گئی تھی۔ ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہمارے پورے قافلے کے لیے اوکھا میں ایک بڑا ہال مل گیا۔ یہ ہال 40 فٹ لمبا اور 20 فٹ چوڑا تھا۔ اس ہال میں ہمارے 6 خاندان رہنے لگے ہم نے ساتھ لائے ہوئے سامان (صندوقوں اور بیٹیوں) کی دیواریں بنالی تھیں اور ان کے درمیان میں بستر بچھالیے تھے۔ اس طرح ہمارے بیٹھنے اور سونے کا مناسب انتظام ہو گیا۔ اس کے بعد ہم نے اسٹو بھی لے لیے تھے یعنی پرائمزس چولھے جن پر ہم کھانا وغیرہ پکالتے تھے۔ اس حالت میں ہم نے ایک دو دن نہیں بلکہ پورے 9 دن گزارے۔ وہاں 9 دن تک رکنے کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں کراچی آنے کے لیے کوئی لالچ یا اسٹیمر موجود نہیں تھی۔

اوکھا سے روانگی اور کراچی آمد : ہمارے دن رات بڑی تکلیف میں گزر رہے تھے کہ آخر کار اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحم آ گیا اور سندھیائیوی کیشن کمپنی نے ایک اسٹیمر کا انتظام کر دیا جس میں 10 دسمبر کو ہم سب بھٹ بکریوں کی طرح سوار ہو کر کراچی کے لیے روانہ ہو گئے اور دوسرے دن یعنی 11 دسمبر کو صبح کراچی کے ساحل پر ہمارا اسٹیمر لنگر انداز ہو گیا۔ الحمد للہ ہم سب خیر و عافیت کے ساتھ بانٹوا سے کراچی پہنچ چکے تھے۔ اس طرح میری زندگی کا ایک مشکل اور سخت باب ختم ہوا۔ اب میں کراچی میں نئے سرے سے اپنی زندگی شروع کرنے کو تیار تھا۔

پاکستان زندہ باد : کراچی کی بندرگاہ پر پہنچ کر ہم سب نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سکھ کا سانس لیا کہ آخر کار ہم آزاد اسلامی ریاست پاکستان میں آچکے تھے۔ ہمارے دل اور ہماری زبانیں پاکستان زندہ باد کے نعرے لگا رہی تھیں۔ ہم نے قوم پرست ہندوؤں سے نجات حاصل کر لی تھی اور معتصب سکھوں سے بھی ہماری جان چھٹ چکی تھی۔ ہمیں ایسے ماحول سے نجات مل چکی تھی جہاں نہایت پست درجے کی وڈیرہ شاہی تھی جہاں غریب لوگوں کو صحت اور علاج معالجے کی کوئی سہولت ہی میسر نہیں تھی جہاں لوگ نہایت قدیم طرز کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ مگر اس نئے اور آزاد ملک میں مسلمانوں کو پوری آزادی ملنے والی تھی۔

کراچی شہر اور میں : کراچی شہر میرے لئے کوئی نیا شہر نہیں تھا۔ میں 1940ء میں بھی یہاں آیا تھا۔ اسی وقت مجھے یہ شہر بہت پسند آیا تھا۔ یہ ایسا سرسبز و شاداب شہر تھا جس کو ہر حال میں سندھ کا دار الحکومت ہونا چاہیے تھا مگر نہ جانے کیوں ایسا نہ ہو سکا۔ اس کے بعد بھی یہ شہر بار بار اپنی حیثیتیں بدلتا رہا اور آخر کار 14 اگست 1947ء کو وجود میں آنے والے ”پاکستان“ کا دار الحکومت بن گیا۔ یہ واقعی اس شہر کے لیے بڑا اعزاز تھا۔

پاکستان کا قیام اور لوگوں کی امیدیں : پاکستان تو وجود میں آچکا تھا جس کے بعد اہل ایمان انڈیا کے مختلف علاقوں، شہروں، دیہات اور گاؤں سے ہجرت کر کے پاکستان آچکے تھے اور پاکستان سے بے شمار غیر مسلم اور ہندو ہندوستان جا چکے تھے کیونکہ وہ نئے انڈیا

کو اپنے رہنے کے لیے زیادہ مناسب خیال کرتے تھے۔ اس طرح لوگوں کے ایک ملک سے آنے جانے کا سلسلہ جاری تھا۔ کاٹھیاواڑ کے بے شمار مسلمان لوگ پاکستان (کراچی) آچکے تھے مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ بے شمار خطرات کا سامنا کر کے پاکستان آنے والے بھی مسلمانوں کو یہ امید تھی کہ جب حالات سازگار ہو جائیں گے اور ہر طرف امن و امان قائم ہو جائے تو وہ واپس اپنی آبائی زمینوں اور بزرگوں کے علاقوں میں چلے جائیں گے بالکل اس طرح کراچی سے انڈیا جانے والے ہندوؤں کو پوری امید تھی کہ وہ بھی ایک نہ ایک دن کراچی واپس آ کر اسی شہر میں آباد ہو سکیں گے اسی لیے بعض ہندو کاروباری اور بیوپاری حضرات نے یہ کیا کہ اپنی جائیدادیں کاروباری طبقے کو 11 ماہ کے لیے کرائے پر دیں اور اس کا ایڈوانس کرایہ لے کر انڈیا چلے گئے۔

ہمارا پروگرام : ہمارے والد صاحب پہلے ہی کراچی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے آتے ہی ٹانک واڑ میں ایک ہندو سے ایک پرانی عمارت کرائے پر لی تھی اس لیے ہمیں کراچی آتے ہی گھر کا یا رہائش کا کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔ مگر ایک مسئلہ یہ تھا کہ یہ عمارت اتنی کشادہ نہیں تھی کہ ہمارے خاندان کے تمام افراد اس میں سما پاتے۔ تاہم ہم اپنے دیگر مہاجر بھائیوں کے مقابلے میں زیادہ فائدے میں رہے تھے کہ آتے ہی ہمیں رہنے کو گھر مل گیا ورنہ بے شمار مہاجرین تو عارضی کیمپوں، اسکولوں، دھرم شالاؤں میں پناہ لیے ہوئے تھے جن کا کوئی پُرساں حال نہیں تھا۔ بہر حال یہ لوگ انتہائی مشکل میں تھے۔

کراچی کی مجموعی صورت حال : کراچی کی مجموعی صورت حال کچھ ایسی تھی کہ انڈیا کے مختلف علاقوں سے بے شمار مہاجرین مسلسل پاکستان پہنچ رہے تھے در بیشتر سیدھے کراچی آرہے تھے۔ دہلی، یوپی، بہار، کاٹھیاواڑ، بمبئی، لکھنؤ، یوپی، گجرات غرض ہر علاقے سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اور یہ سبھی لوگ جہاں جگہ ملتی، پناہ لے لیتے چاہے وہ اسکول ہو، دھرم شالا ہو، کوئی خانقاہ ہو، پارک ہو یا کوئی ویران کھنڈر ہو۔ اس دور میں پناہ گزینوں کے لیے کیمپ بھی لگائے جا رہے تھے مگر وہ برائے نام تھے اور ان میں سہولتیں بھی ناکافی تھیں۔ دولت مند مسلمان اس حوالے سے فائدے میں رہے کہ انہوں نے جمشید روڈ اور گارڈن ایسٹ میں ہندوؤں کے بنگلے خرید لیے جو اس وقت بہت سستے مل رہے تھے۔ دولت مند حضرات کو رہائش کا کوئی مسئلہ پیش نہ آیا۔

نیا دارالحکومت اور مشکلات : کراچی نئے ملک کا دارالحکومت بن چکا تھا اور سندھ کی صوبائی حکومت وفاقی حکومت کے قیام کے لیے منظوری بھی دے چکی تھی مگر ایک مسئلہ یہ تھا کہ کراچی میں سرکاری دفاتر کے قیام کے لیے اتنی جگہ نہیں تھی کہ وہاں بیٹھ کر پورے ملک کے نظام کو چلایا جاتا اس لیے بعض فوجی بیرکس اور کوارٹرز میں متعدد وفاقی دفاتر قائم کر دیے گئے۔ چونکہ حکومت کو چلانے کا مسئلہ تھا اس لیے غلٹ میں متعدد ضروری چیزیں اور دفاتر کے لیے درکار ضروری لوازمات خرید لیے گئے۔ اس طرح عارضی طور پر ان دفتروں میں کام شروع کر دیا گیا۔

کھوکھرا پار سے مہاجرین کی آمد : دوسری جانب کھوکھرا پار کی سمت سے مہاجرین کی آمد کا سلسلہ جاری تھا مگر اس مرحلے سے آنے والے زیادہ تر افراد غریب اور مالی طور پر بد حال تھے یہ لوگ آتے تو انہیں فوری طور پر ٹھہرانے اور ان کے کھانے پینے کا مسئلہ درپیش ہوتا تھا۔ ان لوگوں کی مدد (دادری) مشکل سے مشکل تر ہوتی جا رہی تھی۔ ادھر مشرقی پنجاب سے آنے والے مسلمان بھی بڑی کسمپرسی کی حالت میں پہنچ رہے تھے۔ دہلی اور پنجاب میں سکھوں کی طرف سے مسلمانوں کا بے رحمانہ قتل عام جاری تھا جسے روکنے والا کوئی نہ تھا مگر پھر بھی ان ظالموں کے پنجوں سے بچا کر لے پٹے مہاجرین کسی نہ کسی طرح امرتسر کے راستے لاہور پہنچ رہے تھے۔ یہ لوگ بھی بد حالی کی کیفیت میں آرہے تھے۔ انہیں بھی فوری

دیکھ بھال کی ضرورت تھی یہی حالات کونے کونے کم تھے کہ ریاست جو ناگڑھ اور کشمیر کے مسئلے نے پاکستان کو ایک اور مشکل امتحان میں ڈال دیا اور ان معاملات پر سرحدی کشیدگی اس حد تک بڑھی کہ انڈیا اور پاکستان کے درمیان جنگ کے آثار پیدا ہو گئے۔

نجی اور عوامی اداروں کا تعاون: ان مشکل حالات میں نجی اور عوامی ادارے آگے آگے آئے، این جی اوز اور غیر سرکاری تنظیموں نے آگے بڑھ کر دکھی انسانیت کی خدمت اور پریشان حال مہاجرین کی مدد کا بیڑہ اٹھایا اور بڑی تیزی اور پامردی کے ساتھ امدادی کارروائیاں شروع کر دیں۔ ان میں بے شمار ادارے شامل تھے جنہوں نے اپنے فرائض پوری دیانت داری اور خلوص کے ساتھ انجام دیئے اور لوگوں کی مشکلات دور کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

میمن ریلیف کمیٹی: میمن ریلیف کمیٹی مذکورہ بالا فلاحی اور رفاہی اداروں میں سب سے بڑی اور اہم تھی جس نے مشکل کی اس گھڑی میں دکھی لوگوں کی بلا امتیاز خدمت کر کے ایک طرف تو ساری دنیا کو حیران کر دیا اور دوسری جانب دکھی لوگوں کی خوب دعائیں لیں۔ میمن ریلیف کمیٹی چونکہ نجی اور فیاض میمنوں کی قائم کردہ کمیٹی تھی اس لیے اس کمیٹی میں میمنوں کی روایتی خصوصیات کا ہونا کوئی حیرت کی بات نہیں تھی۔ اس ریلیف کمیٹی نے تو خدمت کی بلندیوں کو چھو لیا اور دیگر فلاحی اور فلاحی اداروں کو اس شعبے میں بہت پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ میمن ریلیف کمیٹی کا سب سے اہم اور بنیادی کام یہ تھا کہ اس نے کھوکھر پار کے زمینی راستے اور سمندری راستے (اسٹیمرز اور لائونچوں کے ذریعے) سے آنے والے ہزاروں مہاجرین کے لیے خوراک، کپڑوں، دواؤں اور خیموں کے علاوہ علاج معالجے کی سہولت بھی بہم پہنچائی۔ میمن ریلیف کمیٹی نے جس انداز سے دکھی لوگوں کی اس مشکل وقت میں مدد کی تھی، وہ واقعتاً ریلیف کمیٹی کا ایک درخشاں باب ہے۔

شہر کی ابتر صورت حال اور کراچی کی خوبصورتی بکراچی ہمیشہ سے ہی ایک خوب صورت شہر رہا ہے مگر 1947 میں قیام پاکستان کے وقت جس طرح تباہ حال مہاجرین کراچی پہنچے اور مشکل حالات میں زندگی گزاری، اس موقع پر کیے جانے والے بعض ہنگامی اقدامات کی وجہ سے اس شہر کا حلیہ بگڑ کر رہ گیا تھا اور کراچی کی روایتی خوبصورتی بھی ماند پڑ گئی تھی جس کے لیے بعد میں فوری اقدامات کیے گئے اور اس شہر کے قدرتی حسن کو بحال کرنے کی کوشش کی گئی۔

مشکل وقت اور انڈیا پاکستان کے درمیان تجارت: پاکستان بن چکا تھا مگر انڈیا اور پاکستان کے درمیان بڑے سینٹھوں کی تجارت پہلے کی طرح جاری تھی کسی بھی ملک نے نہ اس پر اعتراض کیا تھا اور نہ پابندی لگائی تھی۔ دونوں میں سامان تجارت اور اشیائے ضرورت کا لین دین ہو رہا تھا۔ مگر دوسری عالمی جنگ کی وجہ سے بعض اشیاء پر پابندی لگادی گئی اور ان کا ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا ممنوع قرار پایا۔ اس کا زیادہ نقصان پاکستان کو ہوا جو انڈیا سے بعض ضروری اشیاء منگوا سکا۔ میمنوں کا کاروبار مشرقی پاکستان میں بھی تھا مگر اتنا زیادہ نہیں تھا کہ اس کو قابل قدر قرار دیا جاتا۔ اقتصادی و معاشی ماہرین نے یہ پیش گوئی کرنی شروع کر دی تھی کہ آنے والے وقت میں کراچی پاکستان کی تجارت کا سب سے اہم کاروباری شہر ہوگا اور یہ دکھائی بھی دے رہا تھا اس لیے کراچی شہر کو تجارتی اعتبار سے مستحکم بنانے کے لیے بڑی توجہ اور احتیاط سے منصوبہ بندی کرنے کی ضرورت تھی تاکہ اس شہر میں پہلے دن سے نظم و ضبط قائم ہو جو بزنس کے لیے ضروری تھا۔

والد صاحب سکھر چلے گئے: والد صاحب نے کراچی میں اپنا کاروبار کرنے کے لئے بڑی تنگ و دود کی مگر جب وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکے تو انہوں نے قسمت آزمائی کے لیے سکھر جانے کا فیصلہ کیا۔ بڑے میمن کاروباری سینٹھ ابھی تک انڈیا (بمبئی) میں تھے۔ انہوں

نے ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ وہ انڈیا میں ہی رہیں گے یا پاکستان جائیں گے۔ میں بھی سکھر گیا اور تین ہفتے تک وہاں قیام کیا۔ میں نے سکھر میں کام تو کیا مگر نہ جانے کیوں مجھے اس میں مزہ نہیں آیا تو مجبوراً واپس کراچی چلا آیا۔

کراچی آمد اور قسمت آزمائی : میں واپس کراچی آچکا تھا اور شہر کے کاروباری اور تجارتی حالات کا جائزہ لے رہا تھا۔ میں نے اپنے مشاہدے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ کراچی میں واقع کھوڑی گارڈن کا علاقہ بہت اہم تجارتی علاقہ بن چکا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہاں بے شمار مین تاجر اور کاروباری حضرات بھی اپنی قسمت آزما رہے تھے اس لیے اس علاقے میں میمنوں کی بہت بڑی تعداد نظر آنے لگی تھی جس سے مستقبل میں میمنوں کو بڑا فائدہ پہنچنے والا تھا۔ اس علاقے (کھوڑی گارڈن) کو دیکھ کر بانٹوا کے بڑے گیٹ (مونا جھانپا) کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اس لیے اس جگہ میمنوں اور بالخصوص بانٹوا کے میمنوں سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ یہاں سے طرح طرح کی افواہیں بھی خوب پھیلی تھیں۔ مثال کے طور پر اس جگہ یہ ذکر بھی ہوتا تھا کہ ”پاکستان کی فوج جو ناگڑھ کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے اور جلد ہی جو ناگڑھ کو فتح کر کے پاکستان میں شامل کر لیا جائے گا۔ ایسی بے سرو پابا تیں کھوڑی گارڈن کے علاقے میں خوب ہوتی تھیں۔ دوسروں کی طرح میں بھی شام کو اسی مجمع میں شامل ہو کر وقت گزارا کرتا تھا۔

مجھے تلاش کر لیا گیا : یہ 1948 کی بات ہے کہ میں ایک روز کھوڑی گارڈن کے ایسی ہی عوامی اجتماع میں موجود تھا کہ میری کہنی کے چراسی نے مجھے تلاش کر لیا اور بتایا کہ وہ کافی دیر سے مجھے ڈھونڈ رہا ہے۔ اس چراسی نے ہی مجھے یہ بھی بتایا کہ مجھے بڑے سیٹھ نے یاد کیا ہے۔ غرض میں ان کے پاس گیا اور ان کی ہدایت پر وہ اہم کام بھی انجام دے ڈالا جو سیٹھ صاحب فوری طور پر کروانا چاہتے تھے۔

بانٹوا میمن جماعت : میں نے اپنی سماجی خدمات کا آغاز بانٹوا میمن جماعت BMJ کے پلیٹ فارم سے کیا تھا۔ ہماری جماعت بنیادی طور پر آباد کاری اور بے روزگاری کے خاتمے کے لیے کام کر رہی تھی۔ جماعت کا نیا آئین تیار تو ہو گیا تھا مگر ہم اس کو رجسٹرڈ کرانے کا فیصلہ کیا۔ بزرگوں نے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا اور جماعت کے آئین کی منظوری کے بعد جماعت کو قانونی طور پر رجسٹرڈ کرایا گیا۔ اس سے بعض پیچیدگیوں کا سامنا تو کرنا پڑتا ہے مگر کام بہر حال عمدگی سے چل رہا ہے۔ جماعت کے نئے آئین کے تحت ہم نے یہ طے کیا تھا کہ صدر کی سیٹ کے لیے گاؤں کے پانچ حضرات کو اعلیٰ درجے پر رکھیں گے اور دو شخصیات متوسط طبقے سے لیں گے جو جماعت کے روزمرہ امور کے ذمے دار ہوں گے۔ اس طرح سات افراد پر مشتمل ایک بورڈ PRESIDUM تشکیل دیا گیا۔ جماعت میں نابالغ اور یتیم بچوں کی رقوم بطور امانت رکھی جاتی ہیں جو ہر لحاظ سے محفوظ رہتی ہیں۔ آباد کاری کے لیے 1954 میں بانٹوا میمن کو آپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کی گئی جس کا بنیادی کام شہر کے اندرونی اور بیرونی علاقوں میں نئی کالونیاں قائم کر کے بے گھروں کو ان میں آباد کرنا تھا۔ 1957ء میں KDA قائم ہوئی تھی۔

ناظم آباد بھی نیا آباد ہو رہا تھا تاہم ناظم آباد شروع ہونے والا تھا۔ ہم نے بھی سوسائٹی کے لیے اسی علاقے میں زمین کی ڈیمانڈ کی۔ دیگر سوسائٹیاں بھی اس وقت تک وجود میں آچکی تھیں۔ ہم سبھی نے ان علاقوں میں زمینیں حاصل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ پھر ہمیں اس علاقے میں ڈیڑھ لاکھ گز زمین الاٹ ہوئی۔ ہم نے اس کی قسطیں جمع کرادیں تو ڈیڑھ سے دو لاکھ گز اراضی کے ملنے کی امید ہو گئی۔ یہ کام ایک ٹرسٹ کے تحت ہوا۔ اس وقت زمین 6 روپے فی گز تھی۔ مزید ادائیگی بھی کرنی تھی۔ بہر حال ہم نے آباد کاری کا یہ کام مکمل کیا اور شہر کراچی کے مختلف علاقوں میں زمینیں الاٹ کرائیں۔ 1953 میں میمنوں کی بہبود کے لیے بانٹوا میمن راحت کمیٹی بھی قائم کی گئی۔ اس نے بھی آباد کاری کے شعبے میں اہم کردار ادا کیا۔ ہمارے علاقوں کے نام پر قائم دیگر جماعتوں نے بھی اس شعبے میں اہم خدمات انجام دیں اور آج تک دے رہی ہیں۔ غرض بانٹوا سے کراچی آنے والے میمن آج کافی سیٹھ ہیں اور اس ملک میں خوش ہیں۔

گجراتی ادب کا مختصر جائزہ

پاکستان میں گجراتی زبان کی کتابوں اور ادب کا جائزہ

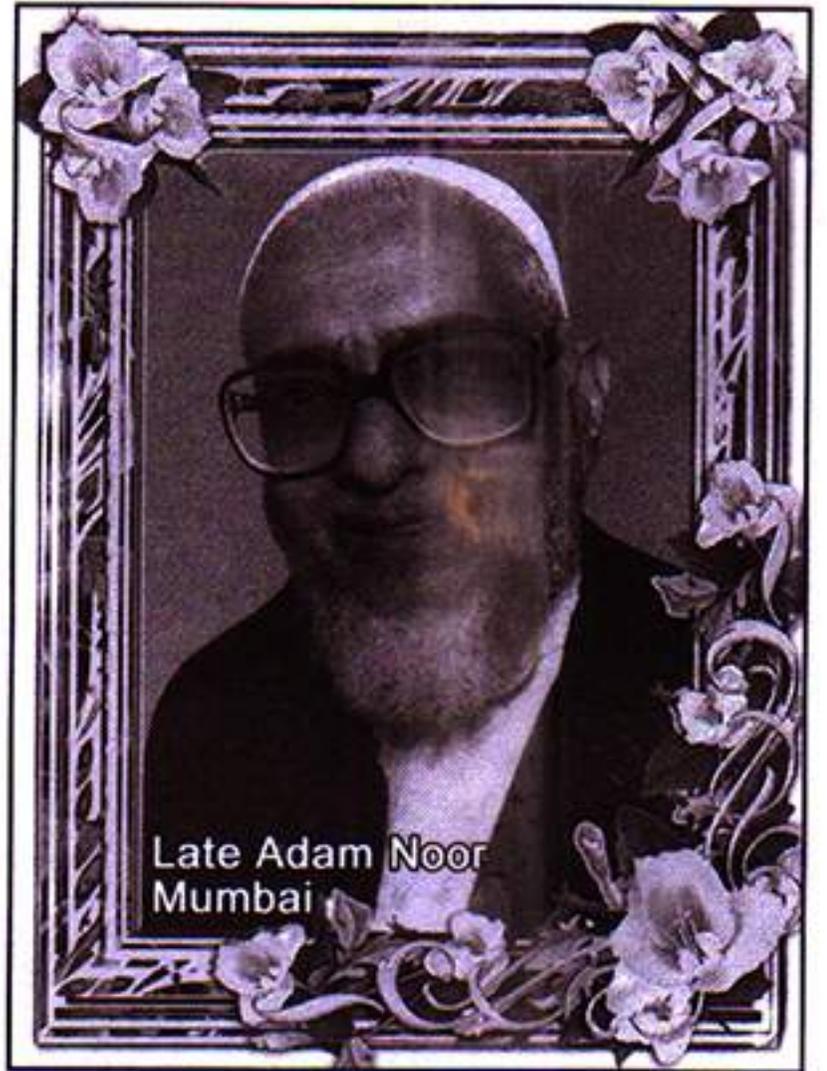
ساڑھے چھ عشروں پر محیط گجراتی ادب کی تفصیلی ترجمانی

مبین ویلفیئر کمیٹی کے سابق چیف ایڈیٹر اور ممتاز دانشور

جناب محترم آدم نور (مرحوم) بمبئی کے قلم سے

گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل

برصغیر کے لیے تقسیم کا عمل ایک نہایت کرب انگیز اور بد قسمت سانحہ تھا۔ کئی سال پہلے ہماری پوری قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تھی اور یہ دو حصے ہندوستان اور پاکستان کہلاتے ہیں۔ اس تقسیم کی وجہ سے ہماری مادری زبان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ سب سے بڑا نقصان اس گجراتی زبان، تہذیب، ثقافت اور ادب کو پہنچا جو کاٹھیاواڑ یعنی آج کے سوراتشتر کی نمائندگی کرتا تھا۔ یہاں سے لاکھوں گجراتی حضرات نقل مکانی کر کے پاکستان چلے گئے جن میں اعلیٰ سطح کے تاجران اور کاروباری حضرات بھی شامل تھے۔ صنعت کار بھی، صحافی بھی تھے اور شاعر و ادیب اور قلم کار بھی۔ بلاشبہ یہ حضرات اس زمین کی آبیاری کرتے تھے۔



Late Adam Noor
Mumbai

یہاں تک کہ بمبئی اور انڈیا کے دوسرے علاقوں و شہروں سے بھی بہت سے گجراتی فیملیاں پاکستان ہجرت کر گئیں۔ ہم اس موضوع پر بحث نہیں کریں گے کہ آخر وہ لوگ کیوں اور کس چیز سے متاثر ہو کر پاکستان گئے تھے کیونکہ اس طرح ہم گڑے مردے اکھیڑنے کے سوا اور

کچھ نہیں کر سکیں گے اس لیے ہمیں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنی ہے۔ وقت بہت گزر چکا ہے، وہاں بیت چکی ہیں اور اس پر بحث کرنے سے بالخصوص نئی نسل کو کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا اس لیے ہمیں صرف یہ بات ذہن میں رکھ کر آگے بڑھنا ہے کہ مجھے لکھنے کو کہا گیا ہے۔

یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کہ انسان کسی بھی نئے ماحول کا جلد عادی ہو جائے وہ نئی زمین اور نئے لوگوں سے جلد گھل مل نہیں سکتا۔ بہر حال

برقرار رکھنے کے لیے کس طرح کی جدوجہد میں کمی نہیں کی بصورت دیگر وہ نئی سرزمین پر نئے لوگوں کے ساتھ اس دور کے قومی بہاؤ میں اپنی خصوصی شناخت بھی کھودیتے، اپنی زبان، تہذیب اور ثقافت کو بھول جاتے۔ اس کے بعد ہماری زبان، تہذیب اور ثقافت صرف انڈیا میں ریاست کچھ کے گجرات، سوراشر تک محدود ہو کر رہ جاتی اور اس زبان کو سندھ کراچی میں پھیلنے پھولنے کا موقع نہ ملتا جو ہم سے سینکڑوں میل دور واقع ہے۔

یہ ہر گجراتی کا اخلاقی فرض ہے کہ وہ اپنی زبان کے تحفظ اور اس کی ترقی و فروغ کے لیے کوشش کرے کیونکہ یہ بہت اہم اور قابل فخر بات ہے کہ ہر ایک کی اپنی زبان ہو۔ بلاشبہ اپنی زبان کا تحفظ بڑے فخر اور خوشی کی بات ہے۔ اس نقطہ نظر سے پاکستان میں آباد ہونے والے تمام گجراتی صنعت کار، اعلیٰ سطح کے بزنس مین، شاعر، ادیب، غزل کار اور صحافی شکر یہ کے مستحق ہیں کیونکہ یہ حضرات اپنی جانب سے اس شمع کو روشن رکھنے کی جدوجہد کر رہے ہیں اور اس شمع میں محبت کی روح بھی

پھونک رہے ہیں جس کا نام ہماری زبان گجراتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے مادر وطن سے میلوں دور ہوتے ہوئے بھی اس زبان کے تحفظ کا جہاد کر رہے ہیں بصورت دیگر یہ شمع بجھ چکی ہوتی۔ میں بلا تامل یہ بات کہوں گا کہ انڈیا کی حکومت گجرات پاکستان کے گجراتی ادیبوں (ساہتیہ کاروں) کو انڈیا آنے کی خصوصی دعوت دے اور ان کا عوامی سطح پر خیر مقدم بھی کیا جائے اور پذیرائی بھی۔

گجراتی لوگ ہراول دستہ ہیں۔ ان میں اعلیٰ جذبہ بھی ہے۔ یہ لوگ ایڈونچر پسند بھی ہیں اور مذہبی عقیدت کے حامل بھی ہیں۔ یہ برادری اخلاقیات اور اصولوں کی محافظ ہے چاہے یہ انڈیا میں ہو یا دنیا کے کسی بھی حصے میں ہو۔ یہ لوگ جہاں بھی جاتے ہیں بے غرض خدمت انسانی کو اپنا نصب العین بناتے ہیں اور شاید صرف اسی لیے ہمارے قابل احترام شاعر شری اوما شکر جوشی نے اپنی ایک نظم میں کہا ہے:

جیاں جیاں د سے ایک گجراتی
تیاں تیاں سدا کل گجرات

(جہاں کہیں بھی کوئی گجراتی فرد قیام کرتا ہے وہاں آپ ہمیشہ ایک گجرات پائیں گے) اس بیان کے بعد میں اپنے اصل موضوع پر آؤں

گا۔

میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جسے بھائی کھتری عصمت علی پنیل نے بڑی محنتوں اور کاوشوں سے مدون و ترتیب دیا ہے۔ کھتری صاحب ایک پاکستانی ہیں۔ آپ نثر اور شاعری دونوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ انہوں نے ہمیں اس گجراتی ساہتیہ (گجراتی ادب) سے 1947ء سے 2008ء ادبی جائزے اور گجراتی ادب کے علمی خزانوں سے متعارف کرایا ہے جو پاکستان میں گذشتہ ساڑھے چھ عشروں کے درمیان

پاکستانی گجراتی ادب

1947 - 2008

انتخاب شاعری - افسانہ

مرتب: کھتری عصمت علی پنیل



اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد

تخلیق دیا گیا ہے۔ یہ کام بلاشبہ بہت مشکل بھی تھا اور نہایت وسیع بھی کہ ساڑھے چھ عشروں پر محیط گجراتی ساہتیہ سارجن کے چھوٹے چھوٹے نوٹس کو محفوظ کیا جائے اور پھر انہیں ترتیب دے کر ایک کتاب شائع کر دی جائے تاہم ان تمام مشکلات کے باوجود برادر عصمت علی پنیل نے تنہا اس بہت کٹھن کام کو محض اللہ سبحانہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کی رحمت کے سہارے کر ڈالا۔ اس ضمن میں پاکستان کے گجراتی ساہتیہ کاروں نے بھی دل سے ان کی مدد (سپورٹ) اور معاونت کی۔ واضح رہے کہ بھائی عصمت علی صاحب پاکستان کے ایک معروف اور سینئر کامیاب اردو اور گجراتی ادیب علاوہ میمن اور کھتری تاریخ و ثقافت کے ریسرچ اسکالر ہیں۔ آپ نے پاکستان میں گجراتی زبان کی جڑوں کو زیادہ سے زیادہ مستحکم کرنے کے لیے اپنی جانب سے پوری کوشش کی ہے۔

اس کے لیے ان کی محنت شاقہ برسوں پر محیط رہی اور شاید وہ ان کوششوں کو کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے۔ اس مضمون کے ابتدائیہ میں ان کا تعارف موجود ہے۔ اس لیے آپ کے راستے میں زیادہ دیر حائل نہیں رہوں گا تا کہ آپ کتاب کو پڑھ سکیں اور اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔ میں نے اس کتاب کو کیا پایا یہ آپ کو اس کتاب کے مطالعے کے بعد ہی پتہ چلے گا۔ اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ وقت ضائع کیے بغیر اسے پڑھیں۔

اب برائے مہربانی اس غیر دستیاب شدہ تبصرے کی ایڈیٹنگ ساہتیہ کروتی کو دیکھیں: گجراتی زبان سب سے قدیم زبان ہے اسی لیے اس کی ادبی توانائی بہت وسیع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی ادب جو جتنا زیادہ قدیم ہوگا وہ اتنا ہی زیادہ مفید ہوگا۔ گجراتی ایک ایسی ہی زبان ہے جس نے ہر جگہ اور ہر مقام کے لوگوں کو اپنی طرف راغب کیا ہے اور بلاشبہ یہ آسان ترین زبان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گجراتی کے بہت سے رائٹرز (ادیب) اور شاعروں نے اس زبان میں نغمے اور گیت لکھے بھی ہیں اور گائے بھی ہیں۔ اس طرح یہ مختلف پھولوں کا ایک گلہ سہ بن گئی ہے۔ اس کی مدد سے ہم نے اپنے قابل احترام بزرگوں اور بڑوں کے مقصد کو سیکھا اور حاصل کیا۔ اس طرح ہم نے صرف اسی زبان کی مدد سے اپنے بزرگوں سے راہِ نئی حاصل کی ہے۔

منتخب مضامین، مختصر کہانیاں اور نظمیں پاکستانی ساہتیہ (گجراتی ادب) 1947ء تا 2008ء گجراتی علم و ادب کا وہ خزانہ ہے جسے برادر کھتری عصمت علی پنیل نے مرتب کیا ہے اس کتاب میں آپ کو مذکورہ بالا سچائی نظر آئے گی۔ پاکستان کے قومی، علمی اور ادبی ادارے "اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد" کے چیئرمین جناب محترم فخر زمان نے اس کتاب کو شائع کیا ہے۔ یہ کتاب اس سچائی کی عکاسی کرتی ہے کہ گجراتی زبان صرف انڈیا تک محدود نہیں ہے بلکہ اس کے وسیع اثرات اور اس کی عکاسی ایک بہت بڑے خطے تک چلے گئے ہیں اور انڈیا سے دور تک موجود ہیں۔ اس کتاب میں پاکستانی گجراتی رائٹرز اور نثر نگاروں کی شاعری اور مضامین ایڈٹ کر کے شامل کیے گئے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ گجراتی زبان کے قارئین بھی کم ہو رہے ہیں اور اس کے رائٹرز (ساہتیہ کار) بھی۔ یہ لوگ وقت گزرنے کے ساتھ مسلسل کم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس طرح کے مشکل حالات میں برادر کھتری عصمت علی پنیل وہ پہلے قابل فخر شخصیت ہیں جنہوں نے اپنے محدود وسائل کے ساتھ گجراتی زبان کو زندہ رکھنے اور اس کی بقا و سلامتی کے لیے گجراتی ادب کے ساتھ اردو ادب کی سطح اور اس پلیٹ فارم سے پوری کوشش کی ہے۔ گجراتی زبان کے معروف شاعر برادر منشی دھوراجوی نے اپنے اشعار میں فخر کھتری عصمت علی پنیل کے بارے میں بالکل صحیح کہا ہے:

عصمت علی ٹیل

عصمت علی ہی نام

عصمت علی نو نام

بھاوی نو انقلاب چھے

جو کیلو مارا بندھوؤ

اردو جگت میں زہللائے

یہ کتاب حمد باری تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوتی ہے جس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے۔ یہ حمد باری تعالیٰ بھائی

منشی دھورا جوی نے تحریر کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں:

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

تارا تھی خدا یا

تارس وقار شواس

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

تارا تھی خدا یا

تارس وقار شواس

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

تارا تھی خدا یا

تارس وقار شواس

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

تارا تھی خدا یا

تارس وقار شواس

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

تارا تھی خدا یا

تارس وقار شواس

تارے کج چھے

بیکوں لج چھے

سروے پر شنسا انے تعریف

تارا ہاتھ مسج ام سا

اس کے بعد آخری شعر میں ممتاز گجراتی شاعر مدھوش ترمذی (مرحوم) اپنی خواہش کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

چھے پرتھارا مدھوش نی

تاں اینو تاجے کاشا

مزید برادر معروف شاعر دیک بارڈ و لیکر (مرحوم) اپنی کہی ہوئی حمد اس طرح بیان کرتے ہیں:

خود شہنشاہ ہوئے

ابو اک داتار بس

اس کے بعد جناب نظر غفوری (مرحوم) کہتے ہیں:

کھارو مشکل کشا چھے توں

چھے خالق توں جا، مالک توں

آخری حمد باری تعالیٰ بلال میمن (مرحوم) نے کہی ہے جس کے اشعار ہیں:

بلال آکھیل دامنا چھے

جائیں شون کائنا تاجی عالم

مناجات اور دعا جناب ڈاکٹر سلیم وزیر اور عمر جیت پوری (مرحوم) نے کہی ہے۔ اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ دی گئی ہے۔ جناب

فضل جام نگری (مرحوم) کی نعت رسول ﷺ اس طرح ہے:

اور برادر نشاط نورانی (مرحوم) نے ایک سچائی کا اظہار اس طرح کیا ہے:

برادر ادیب قریشی (مرحوم)، کوثر جو ناگڑھی (مرحوم) اور صابر تھاریانی (مرحوم) کی کہی ہوئی نعتیں بھی اس کتاب میں شامل کی گئی

ہیں۔ صرف نعتیں ہی نہیں بلکہ مرثیہ بھی منتخب کیے گئے ہیں۔ یہ مرثیہ غلام علی مومن، نظر جام نگری اور محمد علی غافل نے کہے ہیں:

قومی گیت (راشتر یہ گیت) بھی اس کتاب کا حصہ بنائے گئے ہیں۔ یہ قومی نغمے جن شعرائے کرام نے لکھے ہیں ان کے نام ہیں: عمر

جیت پوری (مرحوم)، جناب منشی دھورا جوی، دیک بارڈ و لیکر (مرحوم) کے درج ذیل اشعار بار بار پڑھنے کے قابل ہیں:

مزید برآں بے خود دھورا جوی (مرحوم) اور شیخ پور بندری (مرحوم) اور انور جیت پوری (مرحوم) کی شاعری بھی کتاب میں شامل کی گئی ہے۔ اور اب بات گجراتی گیتوں کی! فخر ماتری کے گیت کے آخری اشعار ہیں:

اس کے بعد آدم سومرو (مرحوم) کی ”رنگ بھری رات“ اور یحییٰ ہاشم بادانی (مرحوم) کا گیت ”نامنی نار“ ہے۔ اس کے بعد غزلوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ مشہور انگریزی شاعر رابرٹ براؤننگ ایک شاعر کو (داتا) یعنی رحم کرنے والا کہہ کر متعارف کراتا ہے۔ ایک امریکی مفکر کارلائل کہتا ہے کہ شاعر کا مطلب وہ شخص ہے جسے وہ تو انائی اور قوت بخشی گئی ہو کہ وہ اللہ کی صنای اور اس کی تخلیق کو پہچان سکے۔ اس کی نعمتوں کا ادراک کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے معجزوں کو سمجھ سکے۔

غزل کا مطلب ہے ناکام نہ ہونے والی زندگی کا خاکہ۔ غزل میں کوئی تسلسل نہیں ہوتا۔ اس کے دو مصرعے ہوتے ہیں جو پوری فکر اور سوچ کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ یہ محبت کرنے والے کی زندگی کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔ بعض عربوں کا کہنا ہے کہ نظم سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے کہی تھی اور اس وقت کہی تھی جب ان کے بیٹے ہابیل کو قتل کیا گیا تھا۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے نظم کی صورت میں اپنے کرب اور دکھ کا اظہار کیا تھا۔

اس کتاب میں ساٹھ غزلیں شامل ہیں جو فضل جام نگری (مرحوم)، دلکش گوٹلوی (مرحوم)، احمد بتاسی (مرحوم)، دیکپ بارڈولیکر (مرحوم)، مدہوش ترندی (مرحوم)، احمد بھگت (مرحوم)، جناب منشی دھورا جوی، مظہر فاروقی (مرحوم)، عمر جیت پوری (مرحوم)، منور علی سلیل (مرحوم) اور گھائل کتیانوی (مرحوم) نے لکھی ہیں۔ ان کے علاوہ درج ذیل شعرائے کرام کے کلام بھی اس کتاب کی زینت ہیں: کلثوم رفیق ہنگورہ (مرحوم)، یعقوب گلریا (مرحوم)، صفدر قریشی (مرحوم)، ڈاکٹر آدم اے میمن (مرحوم) اور اشیر احمد آبادی (مرحوم)۔

اب گجراتی شارٹ اسٹوریز (مختصر کہانیوں) کے انتخاب کی بات ہو جائے۔ شارٹ اسٹوری یا مختصر کہانی ایک آرٹ ایک فن ہے جس میں ایک فکری مقصد کا اظہار ہوتا ہے اور معروف گجراتی کہانی کار ”دھوم کیتو“ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ شارٹ اسٹوری یا مختصر کہانی کونا پنے کا کوئی پیمانہ نہیں ہوتا۔ اس میں ناقدین کا کام نہیں ہوتا بلکہ خود قارئین ہی مختصر کہانی کو جانچتے ہیں اور کسی بھی کہانی کے ایک دو جملے پڑھنے کے بعد ہی اس کی نوعیت کا اندازہ لگا لیتے ہیں کہ کہانی کار کیا کہنے کی کوشش کر رہا ہے، کیا پیغام دینا چاہ رہا ہے یا وہ محض افواہ اڑا رہا ہے اور محض ہوا میں باتیں کر رہا ہے۔ ایڈیٹر (تحریر، ترتیب اور تدوین کار) نے اس کتاب کے لیے مختصر کہانیوں کے انتخاب میں بڑی عرق ریزی کی ہے کہ کون کونسی کہانیوں کو اس کتاب میں شامل کیا جائے۔

اس میں فخر ماتری ((مرحوم) کی تحریر کردہ ایک کہانی ”قلندری“ بھی شامل کی گئی ہے۔ اس کہانی کا مرکزی خیال یہ ہے کہ چاہے انسان کے ساتھ کتنی ہی بے انصافی کیوں نہ ہو، اس پر بار بار ظلم کے پہاڑ کیوں نہ توڑے جائیں لیکن اگر وہ اپنے خالق و مالک اپنے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو مسلسل یاد کرتا رہے اور اس سے فریاد کرتا رہے تو تمام مشکلات تمام پریشانیاں دور ہو سکتی ہیں مگر شرط یہی ہے کہ اپنے رب کو دل سے یاد کیا جائے اس لیے قلندری بننے کے لیے اور اللہ کی محبت اور توجہ حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان دل سے اللہ کو یاد کرے باقی سب بھول جائے۔

روزنامہ وطن گجراتی کے چیف ایڈیٹر مرحوم محمد صادق کی کہانی ”غریب نوبیلی“ بھی ایک المیہ ہے سماج کے منہ پر... یہ دل ہلا دینے کو کافی ہے۔ جس کا کوئی نہیں ہوتا اس کا اللہ ہوتا ہے۔ ایک اور مختصر کہانی (شارٹ اسٹوری) ”سنگم نوسر جن“ موسیٰ بھائی میمن کی تحریر کردہ ہے۔ اس کا

مرکزی خیال یہ ہے کہ صدیوں پرانی دشمنیاں بھی سچی محبت کے آگے ہار جاتی ہیں۔ اس کہانی نے 1957ء میں پاکستان کی تاریخ میں گجراتی کہانیوں کے مقابلے میں پہلا انعام حاصل کیا تھا۔ اس کہانی کے مصنف عمر جیت پوری (مرحوم) ہیں اور کہانی کا عنوان ہے ”مامتا“ یہ کہانی میمن ویلفیئر سوسائٹی کے عید کے شمارے میں بھی شامل کی گئی تھی برادر نشی دھورا جوی کی کہانی ”جیوتارنی سکھڈ پل“ ایک شادی شدہ آدمی کی خوشی کی خواہش کو بیان کرتی ہے۔ برادر چک کتیا نومی (مرحوم) کی کہانی ”موالی“ ایک سچے واقعے پر مبنی ہے جو اس شعر سے متعلق ہے ”جہاں بھتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں۔“ نبی اکرم ﷺ نے ماں باپ کی خدمت کا حکم تعلیم فرمایا ہے۔ اس کہانی میں ایک بانجھ عورت کو دکھایا گیا ہے جس کے شوہر نے ماں باپ کی خدمت سے اولاد کی نعمت پائی۔ برادر بلال میمن (مرحوم) نے ”خالی پنجرہ“ نامی کہانی لکھی ہے۔ یہ بھی بانجھ عورت کی کہانی ہے جو اپنے شوہر کی پہلی بیوی کے بچوں کو دل و جان سے خدمت کرتی ہے مگر یہی بچے اپنی شادیوں کے بعد اسے چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔

پاکستان کا گجراتی ادب 1947ء تا 2008ء یہ کھتری عصمت علی پنیل کی انمول کاوش گجراتی ادب کا سرمایہ ہے۔ یہ بے مثال کتاب ہے جس میں اعلیٰ معیار کے ممتاز اور صف اول گجراتی رائٹرز کی قلمی کاوشیں شامل ہیں۔ اگر مکمل تبصرہ کیا جائے تو بہت زیادہ وقت اور وسیع جگہ (کئی صفحات) درکار ہوگی تاہم میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ کتاب عید کے شمارے میں بھی مرحلے دار شائع ہوگی اور میمن ویلفیئر پر ہر پندرہ روز بعد اس کی تحریریں شامل کی جائیں گی۔ میں برادر سینئر قلم کار کھتری عصمت علی پنیل کو دل کی گہرائیوں سے اس بہترین کتاب کی تدوین اور اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

پندرہ روزہ میمن ویلفیئر (گجراتی) سوسائٹی (انڈیا)

مدیر اعزازی: جناب آدم نور (مرحوم)

عید اور پاکستانی گجراتی ادب ایڈیشن

یادگاری خصوصی شمارہ اکتوبر 2011ء۔ جملہ صفحات 379

صفا کی نصف ایمان ہے

صاف ستھرا ماحول اک نعمت انمول !!

اپنے گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیے



Dustbin

☆ کوڑا کرکٹ باہر گلی میں نہ پھینکیں
☆ درختوں اور پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں
☆ عمارتی سامان اور ملبہ سرعام نہ ڈالیں
☆ راستے میں گندگی اور غلاظت نہ پھیلائیں

جماعت کی خدمت کا جذبہ۔۔ اعتماد کا باہمی رشتہ

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی



صنعت کار، تاجر اور بے روزگار حضرات متوجہ ہوں

ملازم کی ضرورت ہے یا ملازمت کی ہم سے رجوع کریں

ایمپلائمنٹ بیورو بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ایک ایسا شعبہ ہے جو تمام میمن برادریوں اور اداروں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے گزشتہ 68 سالوں سے بلا معاوضہ اپنی خدمات انجام دے رہا ہے۔ ہمارے اس شعبہ کی کوششوں سے ہر ماہ کئی بے روزگاروں کی روزی (جاب) کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ اس وقت ملک کے معاشی حالات بے حد خراب ہیں اور ملک میں بے روزگاروں کی تعداد بھی بے حد بڑھ رہی ہے۔ اس وجہ سے اس شعبے پر خاصا بوجھ ہے اور خاصی درخواستیں آ رہی ہیں۔

اس ضمن میں میمن برادری کے اور دیگر کاروباری اداروں کے مالکان سے التماس ہے کہ اگر انہیں اپنی دکان، فیکٹری، ملز، آفس یا دیگر کسی بھی کاروباری شعبے میں کسی قابل اور باصلاحیت اسٹاف کی ضرورت ہو تو وہ بانٹوا میمن جماعت کے دفتر ”شعبہ فراہمی روزگار“ سے رابطہ کریں۔ میمن برادری کے وہ افراد بھی جو بے روزگار ہیں اور روزگار کی تلاش میں ہیں وہ ان تعطیل کے دن کے علاوہ شام 4 بجے سے شب 8 بجے کے درمیان جماعت کے آفس میں آ کر اپنی سی وی (CV) اور جماعت کا کارڈ، سی این آئی (CNIC) کارڈ، جماعت کے نام درخواست محدود تصاویر (فوٹو) ساتھ جمع کر سکتے ہیں۔

تعاون کے طلب کار

کنوینر ایمپلائمنٹ بیورو کمیٹی

محمد منظور ایم عباس میمن

رابطہ موبائل: 0333-3163170

ای میل: bantvaemploymentbureau@yahoo.com

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ ملحقہ حوربائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد راجہ مینشن کراچی

ضروری ہدایات

قرآن کریم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی ﷺ آپ کی دینی معلومات میں اضافے کے لئے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔



بہنوں کا دسترخوان



چائے کا چمچہ۔

ترکیب: دال چنا اور دال ماش کو تھوڑی دیر بھگو کر الگ الگ اہال لیں اور پانی نکال کر ایک طرف رکھیں۔ ایک سوس پین میں تیل گرم کریں۔ اس میں پیاز سنہری ہونے تک فرائی کر لیں۔ اس کے بعد اس میں زیرہ، لہسن اور ک پیسٹ، نمک، کئی لال مرچ، ہلدی پاؤڈر فرائی کریں۔ ٹماٹر ڈالیں اور فرائی کریں بھون کر ابلی ہوئی ڈالیں اور کس کر کے پانچ منٹ دم پر رکھیں۔ سرونگ پلیٹ میں نکال کر پاپڑوں سے گارنش کر کے روٹی، پرائٹوں کے ساتھ تادل فرمائیں۔

بریڈ چاٹ

اشیاء: ڈبل روٹی کے سلائز چھ عدد، سفید پننے (ابلے ہوئے) ایک پیالی، آلو (ابلے ہوئے) ایک پیالی، نمک حسب ذائقہ، پیاز دو عدد درمیانی، ٹماٹر دو عدد درمیانی، باریک سیوا ایک پیالی، مونگ پھلی ایک پیالی، اٹلی کی چٹنی حسب پسند، ہری چٹنی حسب پسند، ہرا دھنیا آدھی گٹھی، لیموں کا رس تین سے چار کھانے کے چمچ، چاٹ مصالحہ حسب پسند، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: ڈبل روٹی کے سلائز کو پھلا کر ہوا میں رکھیں اور اچھی طرح خشک ہونے پر اس کے چھوٹے چوکور ٹکڑے کاٹ لیں۔ ابلے ہوئے آلوؤں کے بھی چوکور ٹکڑے کر لیں۔ فرینگ پین میں تیل میں ڈبل روٹی کے ٹکڑوں کو سنہری فرائی کر کے نکال لیں پھر اس میں آلوؤں کو

سوکھے جھینگوں کا سالن

اجزاء: سوکھے جھینگے ایک کلو، نمک حسب ذائقہ، ادراک لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، پیاز (باریک کٹی ہوئی) تین عدد درمیانی، لال مرچ پسی ہوئی ایک کھانے کا چمچ، ہلدی پسی ہوئی ایک چمچ، تیل تین چوتھائی پیالی۔

سجانے کے لئے: ہری مرچیں (باریک کٹی ہوئی) چار سے چھ عدد، ہرا دھنیا (باریک کٹا ہوا) آدھی گٹھی۔

ترکیب: جھینگے دھو کر آدھے گھنٹے کے لئے بھگو دیں۔ دہیگی میں تیل کو درمیانی آنچ پر دو سے تین منٹ کے لئے ہلکا سا گرم کر کے جھینگوں کو تین سے چار منٹ فرائی کر کے نکال لیں۔ پھر اسی دہیگی میں پیاز کو سنہرا فرائی کر لیں۔ ادراک، لہسن، نمک، لال مرچ اور ہلدی ڈال دیں اور تھوڑا سا پانی ڈال کر اتنی دیر بھونیں کہ تیل علیحدہ سے نظر آنے لگے۔ پھر جھینگے ڈال کر ملائیں اور ہلکی آنچ پر آٹھ سے دس منٹ ڈھک کر پکائیں۔

مصالحہ ماش چنا دال

اجزاء: دال ماش ایک کپ، دال چنا آدھا کپ، نمک حسب ذائقہ، تیل پاؤ کپ، پیاز (سلائز کاٹ لیں) ایک عدد، ٹماٹر (چوپ کر لیں) دو عدد، لہسن اور ک پیسٹ ایک کھانے کا چمچ، کئی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، ہلدی پاؤڈر پاؤ چائے کا چمچ، ثابت زیرہ آدھا

رکھ دیں۔ اب ڈوکوباز کی شکل دیں اور گولائی میں بیل لیں۔ پھر ان پر باقی ایک چوتھائی کپ گھی ڈال دیں۔ اوپر دو کھانے کے تھچے باریک کئے پودینے کے پتے چھڑک کر سوکس رول جیسے رول بنالیں۔ اب باز کو کاٹیں اور چھ انچ کی روٹی بنالیں۔ پھر تو گرم کر کے انہیں پکائیں یہاں تک کہ وہ تیار ہو جائیں۔ آخر میں انہیں گرم گرم سرد کریں۔

ناریل کے بسکٹ

اجزاء: ناریل تین اونس، انڈے دو عدد (سفیدی)، چینی اونس، چیری تین عدد۔

ترکیب: اودن کو 300F پر پہلے سے گرم لیں۔ انڈوں کی سفیدی کو اتنا پھینٹیں کہ وہ بالکل سفید ہو جائے اور جھاگ بننے لگے۔ اب اس میں چینی اور ناریل کا چوراملا کر اچھی طرح مکس کر لیں۔ بیکنگ ٹرے کو تیل لگا کر چکنا کریں۔ ہاتھوں کی مدد سے اس آمیزے کو گول گول بسکٹ کی شکل دے کر ٹرے میں رکھتی جائیں۔ اوپر سے چیری لگا دیں۔ بیس سے پچیس منٹ تک اتنا بیک کریں کہ اس کا رنگ ہلکا گولڈن ہو جائے۔

☆ گو بھی پکاتے وقت تیز پات کا پتہ ڈالنے سے بو نہیں آتی۔

☆ چقندر اباتے وقت تھوڑا سا نمک اور تھوڑا سا سفید سرکہ ڈال دیں تو چقندر کا رنگ پانی میں نہیں نکلے گا۔

☆ بھنڈی پکاتے وقت لیموں کا عرق شامل کر دیں اور پکنے کے بعد نمک ڈالیں خستہ بنے گی۔

☆ پودینے کے سوکھے ہوئے پتے باریک پس کر اس میں تھوڑا سا نمک، زیرہ پاؤڈر ملا کر ایئر ٹائٹ ڈبے میں رکھیں۔ یہ مصالحہ راستہ پکوزوں اور سلاد کے لئے بہترین ہے۔

☆ چاول اباتے وقت ایک کھانے کا چمچ سفید سرکہ ڈال لیا جائے تو چاول بکھرے ہوئے پکے گئے آپس میں چپکیں گے نہیں۔

فرائی کریں اور آخر میں اسی آئل میں مونگ پھلی کو فرائی کر کے نکال لیں۔ ابلے ہوئے چنوں کو پیالے میں ڈالیں اور اس میں فرائی کئے ہوئے آلو کے ٹکڑے، چوپ کی ہوئی پیاز اور نمائز ڈال کر ملا لیں۔ پھر اس پر نمک اور چاٹ مصالحہ چھڑک دیں۔

اسپائسی بیف کری

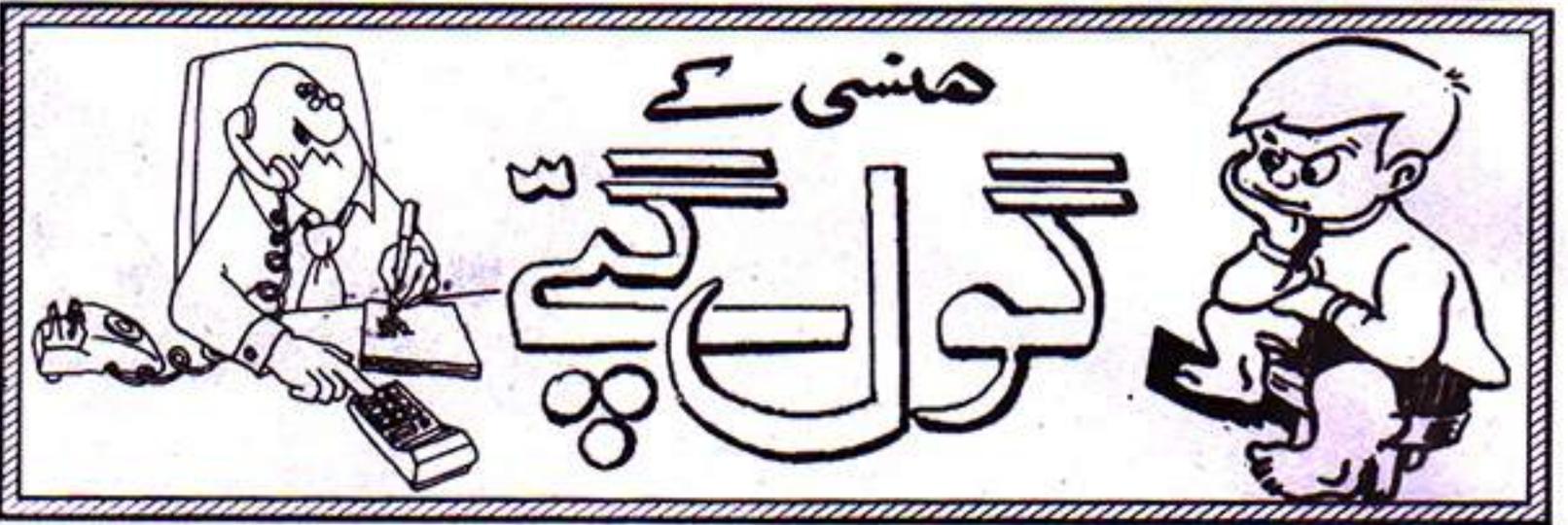
اشیاء: گائے کا گوشت آدھا کلو (انڈر کٹ اسٹریپس کاٹ لیں)، پیاز (سلاکس کاٹ لیں) ایک عدد (چھوٹا)، ادراک لہسن پیسٹ ایک چائے کا چمچ، فٹس سوس ایک کھانے کا چمچ، سویا سوس ایک کھانے کا چمچ، براؤن شوگر ایک چائے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل چار کھانے کے تھچے، کارن فلور ایک کھانے کا چمچ، ہری پیاز (چوپ کی ہوئی) آدھا کپ، ہری مرچیں (چوپ کر لیں) تین عدد، تازی لال مرچیں (چوپ کر لیں) دو عدد، بے بی کارن ایک کپ۔

ترکیب: گوشت کو دھو کر خشک کریں۔ پیالے میں ادراک لہسن پیسٹ، پیاز، براؤن شوگر، سویا سوس، نمک اور گوشت ڈال کر اچھی طرح مکس کر کے دو گھنٹے تک میرینیٹ ہونے کے لیے رکھ دیں۔ سوس پن میں دو کھانے کے تھچے تیل گرم کر کے بے بی کارن، ہری پیاز، ہری دلال مرچیں ڈال کر فرائی کر کے الگ پلیٹ میں نکال کر رکھیں۔ اسی سوس پن میں باقی تیل گرم کر کے گوشت ڈال کر فرائی کریں۔ گوشت کا رنگ بدل جائے تو پانی میں کارن فلور گھول کر ڈال دیں گو یوی گاڑھی ہونے لگے تو خش سوس اور فرائی کی ہوئی سبزیاں ڈال کر ایک منٹ تک پکائیں۔ سردنگ ڈش میں نکال کر سرد کریں۔

پودینہ پرائٹھا

اجزاء: میدہ ڈھائی کپ، نمک آدھا چائے کا چمچ، گھی آدھا کپ، پانی حسب ضرورت، پودینے کے پتے دو کھانے کے تھچے۔

ترکیب: پہلے ڈھائی کپ میدہ، آدھا چائے کا چمچ نمک اور ایک چوتھائی کپ گھی کو مکس کر لیں اور پانی سے گوندھ کر ایک گھنٹے کے لئے



تھی۔ یہاں آکر میں نے ان کا شکریہ ادا کیا، پھر پتا نہیں کار کہاں چلی گئی۔“

گاؤں

☆ ایک موٹر سائیکل پر تین آدمی بیٹھے ہوئے چلے جا رہے تھے۔ راستے میں پولیس والے نے انہیں پکڑ لیا اور پوچھا: ”ایک موٹر سائیکل پر تین تین کیوں سوار ہو؟“ ان میں سے ایک نے کہا ”ہمارا چوتھا ساتھی گاؤں گیا ہوا ہے۔“

عقل مند

☆ ایک صاحب پہلی بار کرکٹ کھیل رہے تھے۔ باؤلرنے ان کو پہلی ہی گیند باؤنسر پھینکی۔ گیند ان کے سر کے پاس سے زن کر کے نکل گئی۔ یہ دیکھ کر وہ صاحب پولیس کی طرف چل پڑے۔ امپائر نے ان سے کہا: ”میں نے تمہیں آؤٹ نہیں دیا۔“ ان صاحب نے جواب دیا: ”عقل مند کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔“

قیدی

☆ ایک فوجی افسر نے اپنی ترقی کی خوشی میں سب دوستوں کو دعوت دیتے ہوئے کہا: ”کھانے پر اس طرح ٹوٹ پڑنا جس طرح دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔“ ایک فوجی نے خوب ڈٹ کر کھانا کھایا اور اس کے بعد مٹھائی اٹھا کر اپنی جیب میں رکھنے لگا۔ افسر نے بڑے غصے سے

جھٹکے

☆ ایک لڑکا اپنے باپ کے ساتھ پہلی مرتبہ ہوائی جہاز میں بیٹھا۔ ہوائی جہاز نے پرواز کی اور لڑکے نے جھٹکے محسوس کیے تو اپنے باپ سے پوچھا: ”ابا کیا آسمان پر زمین کی طرح گڑھے ہیں جو جہاز میں جھٹکے لگ رہے ہیں۔“

روٹی

☆ فقیر: اللہ کے نام پر سوار روٹی کا سوال ہے۔ بچی: بابا پہلے تو ایک روٹی لیتے تھے۔ آج سوار روٹی کیوں؟ فقیر: بیٹی بچیس فیصد مہنگائی الاؤنس۔

اخروٹ

☆ ایک دن ملا نصر الدین نے سوچا کہ اخروٹ کو پتھر سے توڑ کر کھانا چاہیے۔ انھوں نے اخروٹ کو پتھر سے توڑنے کی کوشش کی لیکن اخروٹ اچھل کر کہیں غائب ہو گیا۔ ملا فوراً بولے: ”بہت خوب ہر چیز موت سے ڈرتی ہے۔“

کار

☆ ایک غائب دماغ پروفیسر صاحب گھر میں داخل ہوئے تو بیگم صاحبہ نے پوچھا: ”آپ اپنی کار کہاں چھوڑ آئے؟“ پروفیسر نے سوچتے ہوئے کہا: ”میں نے راستے میں ایک صاحب کو لفٹ دی



نوکر: مالک یہ تو ٹوٹ گئی ہے دوسری پھینک دیجئے۔

چار آنے

☆ دو بچے اسکول دیر سے پہنچے۔ ماسٹر صاحب نے پہلے بچے سے پوچھا ”تم دیر سے اسکول کیوں آئے؟“ بچہ: ماسٹر صاحب میرے چار آنے گم ہو گئے تھے۔ ماسٹر صاحب: ”(دوسرے بچے سے) تم دیر سے کیوں آئے؟“ دوسرا بچہ: ”جناب میں چار آنے پر پاؤں رکھے کھڑا تھا۔“

ملاوٹ

☆ ایک نوکر بھاگا بھاگا بیگم صاحبہ کے پاس گیا اور بولا ”بیگم صاحبہ اعلان ہوا ہے کہ جو کسی چیز میں ملاوٹ کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی۔“ بیگم ہائے میں مر گئی۔ میں نے تو ابھی آلو اور منتر ملا کر پکائے ہیں۔

گرامر

☆ گرامر کے استاد: بتاؤ انڈے اور ڈنڈے میں کیا فرق ہے؟“ اسلم: جی گرامر کے لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ استاد: شاباش لیکن کیسے؟ اسلم: جناب دونوں جسم میں گرمی پیدا کرتے ہیں۔ انڈا جسم کے اندر گرمی پیدا کرتا ہے اور ڈنڈا جسم کے باہر۔

☆☆☆☆☆

پوچھا ”یہ کیا کر رہے ہو؟“ فوجی نے جواب دیا: ”جنتوں کو مار سکا مار دیا باقی کو قیدی بنا رہا ہوں۔“

حیرت

☆ ایک دکان کے باہر بورڈ لگا ہوا تھا: ”قیمتوں میں حیرت انگیز کمی۔“ ایک خاتون نے دکان میں داخل ہو کر سیلز مین سے پوچھا کہ آپ نے قیمتوں میں کتنے فیصد کمی کی ہے۔ سیلز مین نے جواب دیا: ”دو فیصد۔“ خاتون نے حیرت سے کہا ”مگر آپ نے بورڈ پر تو حیرت انگیز کمی لکھا ہے۔“ سیلز مین نے جواب دیا: ”تو کیا آپ کو حیرت محسوس نہیں ہوئی؟“

چاندی کا چمچہ

☆ مالک نوکر سے: ”تم میرا چمچہ چرا کر لے گئے اب کہتے ہو کہ غلطی ہو گئی۔ نوکر: حضور میں اسے غلطی سے چاندی کا چمچہ سمجھا تھا۔“

تیرنا

☆ ایک صاحب کے گھر کائل ٹوٹ گیا۔ انھوں نے پلمبر کو بلوایا۔ پلمبر نے گھر کے اندر داخل ہوتے ہوئے صاحب خانہ سے کہا ”جناب میرے تاخیر سے آنے پر آپ کو کچھ پریشانی تو نہیں ہوئی؟“ صاحب خانہ نے جل کر کہا ”جی نہیں میں اس دوران اپنے بیوی بچوں کو تیرنا سکھا تا رہا۔“

پھینک

☆ مالک (اوپر سے صراحی پھینکتے ہوئے): ”اس میں پانی بھر لاؤ۔“

توفیق

ڈاکٹر صاحب! دراصل میں ایک صاحب کا قرض دار ہوں۔
انہوں نے آخری الٹی میٹم دیا ہوا ہے کہ اگر میں نے آج شام تک رقم نہیں
ڈھائی تو وہ میرے سارے کے سارے دانت نکال دیں گے۔

جناب -! میں نے اپنی فیس واجبی تباہی تھی،
لیکن جانے سے پہلے یہ تو بتاتے جاؤ کہ آپ وہ کون سا طریقہ اختیار
کریں گے کہ جس سے آپ کے دانت بھی نکل جائیں گے اور
رقم بھی خرچ نہیں ہوگی؟

دندان ساز



توفیق

ستا دوا خانہ

دوستو! مرتا ہوں تو مر جانے دو۔ مجھے دوا
یا انجکشن سے نہیں بلکہ ڈاکٹر کے بل سے ڈر لگ رہا ہے



وہ جو ہم سے بچھڑ گئے

(انتقال پر ملال)

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رٰجِعُونَ

ہم یقیناً اللہ ہی کے ہیں۔ اور ہم یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم دسمبر 2021ء --- 31 دسمبر 2021ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت: ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین) صدر، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے ”شعبہ تجہیز و تکفین“ کے اندراج کے مطابق ترجمہ کر کے شائع کئے جا رہے ہیں۔

نمبر	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت لزوجیت	عمر
-1	یکم دسمبر 2021ء	رضیہ بانو آدم اسماعیل گڈرز زوجہ محمد اقبال اباعلی بکسر اوالا	48 سال
-2	2 دسمبر 2021ء	محمد علی محمد عبداللہ موسانی	19 سال
-3	2 دسمبر 2021ء	محمد اقبال حاجی رحمت اللہ بکیا	73 سال
-4	3 دسمبر 2021ء	محمد اقبال محمد قاسم ایدھی	75 سال
-5	4 دسمبر 2021ء	محمد فاروق ابوبکر کھانانی	57 سال
-6	4 دسمبر 2021ء	محمد یونس عبدالرحمن تھانیا ناناوالا	72 سال
-7	7 دسمبر 2021ء	فرحان یعقوب اباعمر آکھا	45 سال
-8	8 دسمبر 2021ء	سارہ بانو ولی محمد بھرم چاری زوجہ جان محمد کولکاوالا	90 سال
-9	8 دسمبر 2021ء	فہمیدہ ولی محمد بھرم چاری زوجہ محمد حنیف موسانی	55 سال
-10	9 دسمبر 2021ء	عائشہ عبدالغنی ناویڈ یاز زوجہ سلیمان جاگڑا	68 سال
-11	10 دسمبر 2021ء	محمد امین عبدالرزاق راوڈا	54 سال
-12	11 دسمبر 2021ء	غلام حسین ہاشم سلاٹ	78 سال

نمبر	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت لزوجیت	عمر
-13	13 دسمبر 2021ء	ایمنہ ولی محمد دیوان	70 سال
-14	14 دسمبر 2021ء	محمد فاروق حسین داؤد بھٹو	70 سال
-15	14 دسمبر 2021ء	عبدالغفار ابا عمر ایدھی	82 سال
-16	19 دسمبر 2021ء	عبدالعزیز حاجی حبیب شکور بیگا	85 سال
-17	20 دسمبر 2021ء	زیب النساء احمد مرسیا زوجہ عبدالعزیز نی نی	79 سال
-18	20 دسمبر 2021ء	عبداللطیف سلیمان مانگرول والا	90 سال
-19	20 دسمبر 2021ء	کلثوم عبدالکریم حبیب کسبائی زوجہ الیاس شیخا	72 سال
-20	21 دسمبر 2021ء	زبیدہ داؤد سردار گڈھ والا زوجہ ابا عمر گاندھی	90 سال
-21	20 دسمبر 2021ء	محمد حنیف عبدالرحمن مانڈھانی	56 سال
-22	21 دسمبر 2021ء	محمد صدیق عبداللہ بھوری	78 سال
-23	22 دسمبر 2021ء	محمد یوسف شریف چونا والا	69 سال
-24	22 دسمبر 2021ء	عبدالرزاق حاجی رحمت اللہ جانگڑا	73 سال
-25	26 دسمبر 2021ء	محمد ہارون عبدالغنی الانا	73 سال
-26	26 دسمبر 2021ء	فریدہ عمر دو جکی زوجہ رفیق سلات	74 سال
-27	28 دسمبر 2021ء	ہارون رشید حاجی عبداللطیف آدم کوٹری والا	65 سال
-28	29 دسمبر 2021ء	محمد رفیق رحمت اللہ گاندھی	67 سال
-29	29 دسمبر 2021ء	محمد یاسین محمد رفیق وکیل	63 سال
-30	30 دسمبر 2021ء	فاطمہ سلیمان کسبائی	55 سال
-31	31 دسمبر 2021ء	زہرہ محمد اسماعیل ٹن والا زوجہ محمد صدیق اسماعیل بالا گام والا	82 سال

درخت کی حفاظت کیجئے

درخت آپ کی صحت اور زندگی کی حفاظت کریں گے۔ درخت اگائیے۔

درختوں کو نقصان نہ پہنچائیے۔ یہ ہوا صاف کرتے ہیں، سایہ دیتے ہیں۔



S.NO	NAMES	DATE
34	☆.....Muhammad Ali Muhammad Rafiq Suleman Adhi with Alisa Ali Muhammad Ali Mushtaq Ahmed Lakhani	26-12-2021
35	☆.....Gul Muhammad Muhammad Rafiq Haji Hashim Khanani with Hafiza Rafia Toufique Abu Baker Khanani	26-12-2021
36	☆.....Muhammad Bilal Muhammad Arif Haji Usman Advani with Iqra Muhammad Hanif Muhammad Hussain Jamal	30-12-2021
37	☆.....Muhammad Raza Muhammad Zubair Muhammad Hussain Adhi with Yusra Abid Amanullah Diwan	31-12-2021
38	☆.....Daniyal Muhammad Yousuf Zakaria Sherdiwala with Ayesha Muhammad Naeem Haji Abdul Ghaffar Advani	31-12-2021
39	☆.....Muhammad Essa Ali Muhammad Jaffar Abdul Ghaffar Bilwani with Aqsa Muhammad Imtiaz Suleman Keria	31-12-2021
40	☆.....Muhammad Ahmed Sikander Ismail Adhi with Aqsa Muhammad Amin Abdul Sattar Chautawala	31-12-2021

منگنی مبارک

22 جنوری 2021ء

☆ محمد احمد محمد فاروق حاجی موسی دھارو دادوالا کارشتہ اریبہ شہزاد امان اللہ کھانانی سے طے ہوا

Printed at: **Muhammed Ali -- City Press**

OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437

Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**

Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**

At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**

Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajjani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.

Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327

Website : www.bmj.net Email: donate@bmj.net



بانٹوا ميمون جماعت
قيام: 2 جون 1950

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Saud Muhammad Anwer Haji Ali Muhammad Khanani with Faiza Muhammad Ashraf Abdul Rehman Rawda	19-12-2021
23	☆.....Muhammad Raza Muhammad Shehzad Abdul Majeed Tanna with Taniya Laiq Ahmed Raees Ahmed	19-12-2021
24	☆.....Muhammad Salman Muhammad Shehzad Abdul Majeed Tanna with Tanzila Muhammad Nadeem Muhammad Ramzan	19-12-2021
25	☆.....Muhammad Junaid Abdul Sattar Muhammad Essa Khanani with Urooj Zain-ul-Abideen Qazi Bawa Mian Qazi	22-12-2021
26	☆.....Subhan Muhammad Saleem Aba Ali Advani with Sarah Muhammad Saleem Muhammad Umer Aadowala	23-12-2021
27	☆.....Muhammad Hamza Bashir Haji Rehmatullah Dheedh with Shoaiba Faisal Abdul Razzak AmodiMamodi	23-12-2021
28	☆.....Muhammad Sadiq Muhammad Samin Muhammad Younus Jamal with Shifa Muhammad Zubair Rehmatullah Vagher	24-12-2021
29	☆.....Muhammad Ali Muhammad Arif Jan Muhammad Maimini with Anoosha Muhammad Ayub Muhammad Siddiq Khadiawala	24-12-2021
30	☆.....Muhammad Salman Sajid A. Ghaffar Katiya with Neha Abdul Wahid Abdul Sattar Maliawala	24-12-2021
31	☆.....Muhammad Ahmed Enayat Jan Muhammad Moti with Aiza Muhammad Amin Haji Sattar Panwala	24-12-2021
32	☆.....Salman Abdul Razzak Sharif Khidiria with Mohsina Muhammad Yousuf Allah Rakha Khan Jee	24-12-2021
33	☆.....Muhammad Anas M. Asif Jan Muhammad Adhi with Ramsha Rizwan M. Siddiq Polani	24-12-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Kashif Muhammad Arif Abdul Rehman Ozri with Sania Muhammad Shoaib Haji Jan Muhammad Vagher	10-12-2021
11	☆.....Ahsan Muhammad Iqbal Abdul Habib Fansiya with Mehak Abdul Jabbar Muhammad Essa Dhamia	11-12-2021
12	☆.....Muhammad Dawood Anwar Abdul Aziz Shakoor Rawda with Mariam Muhammad Jawed Noor Muhammad Moti	12-12-2021
13	☆.....Muhammad Irfan Muhammad Amin Muhammad Moosa Bakhai with Saima Bano Abdul Ghaffar Abdul Karim Moosani	12-12-2021
14	☆.....Muhammad Bilal Yousuf Abdul Aziz Bikiya with Hareem Muhammad Saleem Abdul Hameed Bawani	12-12-2021
15	☆.....Shehroz Muhammad Aslam Dawood Akhai with Ramsha Munawer Haji Abdul Karim Shiwani	12-12-2021
16	☆.....Muhammad Usman Altaf Haji Hussain Varind with Rukiya Shoukat Ali Abdul Aziz Dojki	17-12-2021
17	☆.....Hasnain Muhammad Jawed Muhammad Anwer Bhuri with Ramsha Sohail Muhammad Yousuf Popatpotra	17-12-2021
18	☆.....Muhammad Rahil Abdul Rasheed Suleman Bhangda with Asma Muhammad Aijaz Ghulam Muhammad Kaliwala	17-12-2021
19	☆.....Suleman Abdul Razzak Suleman Pankhida with Syeda Nafeesa Bano Syed Zain-ul-Abideen Syed Hassan	17-12-2021
20	☆.....Salman Muhammad Munaf Abdul Sattar Jangda with Amna Muhammad Imran Abdul Sattar Tola	17-12-2021
21	☆.....Afif Muhammad Ashraf Jan Muhammad Maimini with Sadiya Iqbal Aba Umer Sakhi	19-12-2021

Wedding

DECEMBER 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Muhammad Suleman Ahmed Aba Umer Khadeli with Maha Noor Muhammad Feroz Ahmed Muhammad Mushtaq Lakhani	03-12-2021
2	☆.....Muhammad Uzaifa Muhammad Ashfaq Muhammad Durvesh with Ayesha Muhammad Irfan Abdul Razzak Dojki	03-12-2021
3	☆.....Muhammad Sadiq Muhammad Munaf Muhammad Siddiq Polani with Zainab Aamir Abdul Hamid Adaya	03-12-2021
4	☆.....Usama Abdur Rasheed Muhammad Siddiq Akhawala with Zubaida Muhammad Majeed Abdul Ghaffar Suriya	03-12-2021
5	☆.....Hafiz Muhammad Saad Abdul Majeed Rehmatullah Gogan with Dua Faisal Siddiq Kalmesarwala	03-12-2021
6	☆.....Ismail Munir Ismail Calcuttawala with Umam Shakeel Ahmed Tar Muhammad Jangda	05-12-2021
7	☆.....Anique Abdul Samad Abdul Razzak Lathia with Yusra Sibtain Jawed M. Younus Doctor	05-12-2021
8	☆.....Hasban Dr. Muhammad Amin Aba Umer Khadiawala with Huda Muhammad Shoaib Haji Abdul Aziz Polani	10-12-2021
9	☆.....Bilal Muhammad Ashraf Muhammad Younus Rawda with Fatima Muhammad Rizwan Abdul Majid Parekh	10-12-2021

S.NO	NAMES	DATE
35	☆.....Abdul Mubdi Muhammad Tahir Muhammad Ismail Maimini with Areesha Muhammad Amin Amanullah Muhammad Cutleriwala	28-12-2021
36	☆.....Muhammad Salman Muhammad Amin Abdul Sattar Polani with Hifza Muhammad Saleem Muhammad Ismail Jaka	29-12-2021
37	☆.....Muhammad Faizan Parvez Akhter Abdul Aziz Kapadia with Aisha Saleem Abdul Sattar Ozri	29-12-2021
38	☆.....Muhammad Hassan Muhammad Amin Gul Muhammad Kasbati with Amna Muhammad Ashfaq Muhammad Durvesh	30-12-2021
39	☆.....Huzaifa Muzammil Muhammad Iqbal Varind with Alisha Muhammad Munaf Jan Muhammad Kesodia	30-12-2021
40	☆.....Muhammad Siddiq Muhammad Shabbir Muhammad Siddiq Surti with Sharmeon Muhammad Abbas Abdul Aziz Thaplawala	31-12-2021
41	☆.....Huzaifa Muhammad Ashfaq Muhammad Yousuf Mitiwala with Umaima Danish Muhammad Haroon Millwala	31-12-2021

پیشگی

DECEMBER 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Muhammad Riaz Abdul Sattar Ismail Kudiya with Maira Muhammad Ashraf Muhammad Hanif	08-12-2021
2	☆.....Shahzaib Naimatullah Inyatullah Durrani with Rida Naseer Muhammad Haroon Kasbati	15-12-2021
3	☆.....Danish AbuTalib Ali Muhammad Jangda with Kiran Muhammad Saleem Abdullah	30-12-2021

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Bilal Haji Muhammad Aslam Abdul Sattar Jangda with Iqra Asif Ismail Jumani	16-12-2021
23	☆.....Abdul Raziq Abdul Rasheed Abdul Sattar Advani with Javeria Muhammad Yaqoob Abdul Sattar Mahenti	17-12-2021
24	☆.....Ahsan Muhammad Ameen Haji Qasim Dharawadwala with Quratul ain Navaid Ghulam Hussain Nini	17-12-2021
25	☆.....Muhammad Faisal Muhammad Hashim Muhammad Hussain Mundra with Arsheela Gul Muhammad Abdul Razzak Kanpurwala	18-12-2021
26	☆.....Muhammad Faizan Raza Muhammad Yaseen Muhammad Umer Galla with Maria Muhammad Anwer Muhammad Ismail Javawala	18-12-2021
27	☆.....Muhammad Ahsan Muhammad Asif Haji Abba Hussain Jangda with Araisha Abdul Rasheed Abdul Shakoor Aarbi	20-12-2021
28	☆.....Noor Ahmed Mumtaz Ahmed Abdul Aziz with Rabia Muhammad Iqbal Abdul Rehman Khanani	20-12-2021
29	☆.....Muhammad Ahmed M. Jawed Abdul Ghaffar Silat with Maria Muhammad Iqbal Zakaria Kasbati	22-12-2021
30	☆.....Faisal Gul Muhammad Rehmatullah Khanani with Areeba Muhammad Jamil Suleman Adhi	22-12-2021
31	☆.....Muhammad Ali Muhammad Amin Muhammad Umer Nautankia with Misbah Muhammad Faisal Muhammad Yousuf Kapadia	22-12-2021
32	☆.....Gul Muhammad Muhammad Rafiq Haji Hashim Khanani with Hafiza Rafia Toufiq Abu Baker Khanani	22-12-2021
33	☆.....Ahmed Raza Muhammad Tufail Muammad Younus Nini with Maryam Muhammad Faisal Qadri Abdul Sattar Haroon	22-12-2021
34	☆.....Nabeel Muhammad Jawed Jan Muhammad Dojki with Ayesha M. Amin Muhammad Younus	23-12-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Farukh Muhammad Idrees Muhammad Yaseen Naviwala with Nimra Muhammad Younus Rehmatullah Piddah	08-12-2021
11	☆.....Abdul Muqet Muhammad Saleem Haji Moosa Balagamwala with Tooba Muhammad Munaf Abdul Latif Khanani	09-12-2021
12	☆.....Muhammad Bilal Muhammad Ilyas Abdul Rehman Adhi with Fatima Muhammad Shakir Muhammad Yousuf Mandhai	10-12-2021
13	☆.....Furqan Abdul Jabbar Muhammad Usman Polani with Aiman Rafiq Haji Muhammad Kapadia	10-12-2021
14	☆.....Muhammad Fahad Farooq Abdul Ghani Dulara with Shafaq Muhammad Saleem Ismail Popatpotra	10-12-2021
15	☆.....Nabil Parvez Abdul Aziz Bilwani with Aiman Muhammad Altaf Rehmatullah Jangda	10-12-2021
16	☆.....Muhammad Hasan Raza Altaf Hussain Jan Muhammad Kasbati with Iqra Abdul Rahim Abdul Aziz	11-12-2021
17	☆.....Arslan Muhammad Amin Abdul Habib Sorathia with Fatima Muhammad Rafiq Jan Muhammad Dandia	11-12-2021
18	☆.....Sufyan Muhammad Ashraf Abdul Sattar Bhoot with Zainab Shabbir Ahmed Muhammad Ismail Diwan	13-12-2021
19	☆.....Muhammad Ahmed Sikander Ismail Adhi with Aqsa Muhammad Amin Abdul Sattar Chautawala	13-12-2021
20	☆.....Muzammil Muhammad Arif Abdul Razzak Biddu with Mehak Yaqoob Qadri Abdul Karim Dhanani	13-12-2021
21	☆.....Abdul Samad M. Jawad A. Hamid Abbal with Arisha M. Ashraf Tahir Muhammad Kodvawala	15-12-2021

Engagement



DECEMBER 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Muhammad Farhan Muhammad Idrees Abdul Sattar Popatpotra with Somia Waqar Muhammad Amin Shaikh	02-12-2021
2	☆.....Osama Muhammad Younus Rehmatullah Moosani with Hira Shehzad Habib Suleman Billoo	02-12-2021
3	☆.....Waqar Nadeem Muhammad Yaqoob Tanna with Areeba Sohail Muhammad Iqbal Marwadi	03-12-2021
4	☆.....Muhammad Muzammil Abdullah Abdul Sattar Bakali with Sobia Abdul Karim Ali Muhammad Gigani	03-12-2021
5	☆.....Muhammad Hamza Muhammad Shahid Abdul Habib Fansiya with Aiman Muhammad Yousuf Muhammad Sadiq Bharamchari	03-12-2021
6	☆.....Muhammad Salman Muhammad Yousuf Abdul Sattar Sandhiawala with Komal Muhammad Jawed Aba Ali Badi	04-12-2021
7	☆.....Muhammad Furqan Haji Muhammad Idrees Abdul Sattar Popatpotra with Uroosa Abdul Razzak Muhammad Hussain Gadit	04-12-2021
8	☆.....Rizwan Muhammad Jawed Abdul Razzak Durvesh with Khushi Muhammad Sohail Muhammad Iqbal Lakhani	04-12-2021
9	☆.....Muhammad Yousuf M. Naeem Abdul Latif Moon with Sadia M. Kamran Haji Qasim Bijuda	06-12-2021

શકશો. વિદ્યાર્થી તરીકેના અનોખા જીવનમાંથી સંસારના વ્યવહારિક જીવનમાં પ્રવેશ કરતાં દેશી પેઢીનાં કેટલાક રીતરિવાજો 'પસંદ' હોય તો પણ તેને અનુકુળ થવાની રાહત કેળવી વેપારની લાઈનમાં દાખલ થવાની જ હું વધારે સલાહ આપીશ. જીવનમાં સારી તરક્કીની આશા આપતી હોય એવી નોકરીની વાત જુદી છે પરંતુ એશ આરામની ટુંક ગણત્રીથી મામુલી મશીનીયાં નોકરીમાં પડી કેળવાયેલા યુવાનો પોતાના વિકાસનો માર્ગ રૂંધવાની અને પોતાના ભણતરને નાકામ કરવાની ભૂલ ન કરે તેની હું ચેતવણી-આપું છું.

આપણી કોમ

આપણી કોમ નાની સરખી કોમ છે તો પણ તેના સાહસ અને વેપારના લાક્ષણિક ગુણોને લીધે તે એક સમૃદ્ધ કોમ છે અને સાથેજ પોતાના સખાવતી કારનામાઓથી પંકાયેલી છે. એ આપણા માટે સંતોષનો વિષય છે, મેમણ કોમની સ્વાભાવિક પડેલી ખુસુસીયાતો પરિસ્થિતિ અને સાનુકુળતાથી તે પોતાની તરક્કી કરવાનું જ્યારે પણ ધારે ત્યારે તે સુલભ છે. કોમની સાધનોની આટલી જોગવાઈ હોવા છતાં તે ભાઈબંધ કોમોની હરોળમાં ઊભેલી નથી અને બીજી અનેક રીતે આપણા પછાતપણાનું મુખ્ય કારણ આપણામાં કેળવણીનો અભાવ છે. એનો આપણે ઈકરાર કર્યો છે. પહેલાં કરતાં આપણી આજની સ્થિતિ જરૂર તસલ્લી આપનારી અને સોનેરી ભાવિ સુચવતી છે. પણ સમય તથા શક્તિના ખર્ચની સરખામણીમાં આપણી પ્રગતિ કદમ મીલાવતી નથી. આપણી આ નબળાઈ માટે જવાબદારી આપણી કોમની અને તેની લાપરવાઈની જ છે.

કવ્વી તરાનું

તસ્વીર વાસાવડી (મહુમ)

મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ,
ઝિન્દા કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ,
તાઝિન્દા રખશિન્દાગાદ,
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

તાજિર સનઅતકાર તરીકે,
કવ્વ નમૂનેદાર તરીકે,
દુન્યામં તાઝિન્દાગાદ,
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

'આદમજી' 'દાઉદ' 'બવાની'
હીરે મોતેડેજી કહાની
ઝગમગ ને તાઝિન્દાગાદ
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

મવલાના સત્તાર તરીકે,
અઝમતજે મીનાર તરીકે,
જગભરમં રખશિન્દાગાદ
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

કુતબ મિનારો કાલજો મેમણ,
ધુવ જો તારો હાલજો મેમણ
મુસ્તકબિલ તાઝિન્દાગાદ
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

દિલકશ હર તસ્વીર અસાંજી
સૂરજ હર 'તસ્વીર' અસાંજી
તાઝિન્દા પાઈન્દાગાદ
મેમણ કવ્વ તું ઝિન્દાગાદ

એક તકરીરમાંથી

લોનનો આશય

વિદ્યાર્થીઓમાં સ્વમાન સાથે જવાબદારીની ભાવના ખીલે એ આશયથી ઊંચી કેળવણી લેતા વિદ્યાર્થીઓને માત્ર લોન રૂપેજ મદદ આપવાનો સોસાયટીએ નિયમ કરેલ છે. કોલેજના દરેક વિદ્યાર્થીને એ ખ્યાલ રહેવો જોઈએ કે તેને જે મદદ મળી રહી છે તે ઉછીની રકમ છે અને પોતે જ્યારે કમાતો થાય ત્યારે તેણે એ રકમ પાછી ભરવાની છે. આ ભાવના વિદ્યાર્થીના ચારિત્રના ઘડતરમાં સારો ભાગ ભજવે છે.

(ધી મેમન એજ્યુકેશનલ એન્ડ વેલ્ફેર સોસાયટીના સ્થાપક અને પ્રમુખ સર આદમજી હાજી દાઉદની ૯મી સદારતી તકરીરમાંથી)

આપણો ઉદ્દેશ

“માત્ર મીઠા વચનોથી પોતાની ફરજ પૂરી થયેલી સમજતા કોમીજનોને માટે જણાવવું જોઈએ કે, અમલવિહોણી અને સક્રિય પરિણામ ન લાવનારી ખામીવાળી પ્રવૃત્તિઓથી સોસાયટીની નાણાંકીય હાલત સુધરી શકે તેમ નથી. આપણો એ ઉદ્દેશ છે કે, કોઈ પણ બાળક કેળવણી લેવાની ઉમરનો હોય તે કેળવણી નોંધ લીધા વગરનો ન રહી જવો જોઈએ.

ભાવિની ભીતરમાં

“આપણે તે આજે છીએ ને કાલે નથી. ભવિષ્યની ઓલાદને એક એવો વારસો સોંપતા જઈએ જેથી કોમની તરક્કીના કાર્ય માટે તેમનો રસ્તો સરળ અને આસાન બને.”

—આદમજી હાજી દાઉદ

વિદ્યાર્થીને

તમારે તમારું કામ ઝરોઝર બજાવવાનું છે અને તમારા અભ્યાસમાં ચિત્ત દર્ધને લાગી રહેવાનું છે અને તમારી મંઝીલ સુધી તમારે પહોંચવાનું છે. જે તમે અધવચ્ચેથી અભ્યાસ છોડી દો તો કોમને જવાબદાર બનો છો. તમારા પર લદાએલી ફર્જ અને જવાબદારીને ભૂલશો નહિ.

આદમજી હાજી દાઉદ

સહનશક્તિ કેળવો

ખર્ચનો સવાલ આપણી કોમની તાલીમી પ્રગતિમાં અંતરાયરૂપ ન હોય એમ તમામ સમજદાર મેમણ આશા રાખે છે. આગળ વધવાની તાલાવેલી રાખતા વિદ્યાર્થીઓને નાણાંકીય મદદ આપવાની વ્યવસ્થા એક અનિવાર્ય ફરજ છે. દરેક બિરાદરીમાં મતભેદ તો હોયજ, પરંતુ એ બધું પોતપોતાને સ્થળ હોય છે. મતભેદને કારણે કોમી તરક્કીના કાર્યોમાં અડચણ ન ઊભી થાય તેની જવાબદાર લોકો સંભાળ રાખે છે.

સહનશક્તિ કેળવવી જોઈએ, યુગના પરિવર્તનને કારણે વિચારોની અથડામણો થવાનીજ. આપણે સહનશક્તિ કેળવવીશું નહીં તો તેનો ઈત કેટલો ખરાબ આવશે તેની કલ્પના કરવી મુશ્કેલ નથી.

મરદુમ આદમજીની એક તકરીરમાંથી ખરી કેળવણી

વેપાર હસ્તગત કરી તેને વધારે ખીલવવાનો આપણે દરેક કેળવાયેલા યુવાને આશય રાખવો જોઈએ અને બને ત્યાં સુધી વેપારના જ ક્ષેત્રમાં ઝંપલાવવું જોઈએ. અમુક કલાકની ડયુટીવાળી નોકરી કરતા મેમણ પેઢીની નોકરી ભલે કરડી હોય પણ તેજ તમારું જીવનઘડતર છે ને તમો ટુંક સમયમાં જોઈ

કેમે કરી દઈ છુટવાથી આપણે ઈસ્લામી ફર્જના એક કાર્યમાંથી મુક્ત થઈ જતા નથી કેવળ પૈસાની મદદ સામાવાળા માટે ઘણીવાર ફાયદાને બદલે નુકસાનકારક નીવડે છે. માનવ સેવાના કામમાં ખર્ચાતા પૈસાનો પૂરો લાભ મેળવવા પૈસા ઉપરાંત, વ્યવસ્થા, પદ્ધતિ અને કાર્યકરોનો સુમેળ હોવો પણ અતિ જરૂરી છે. આગળ વધીને હું કહીશ કે ખચરાતોનો મુખ્ય હેતુ તેની અસરકારક વહેંચણી હોવી જોઈએ, એટલું જ નહિ બલ્કે તે એવી અદા રીતે વહેંચાવી જોઈએ કે જેથી હાજતમંદો હંમેશને માટે ચાચકો જ નહિ રહેતા સમય આવતાં પોતાના પગભર ઉભતાં થઈ શકે. સુંદર પરિણામ વિના એમજ વેકફાતી આપણી ખચરાતોને એવી રીતે વ્યવસ્થિત કરવી જોઈએ કે જેથી કવમના સાધનો ઉપર ઓછા દબાણે દુ:ખીઓના દુ:ખોનું કારણ વધુ સારી રીતે દૂર કરી શકાય.”

(વેલ્ફેર સોસાયટી ત્રીજી વાર્ષિક સામાન્ય સભાની તેમની સહરતી તકરીરમાંથી) વેપાર અને કમાણી ઉપરાંત બીજું પણ ઘણુંય વિચારવાનું છે !

મેમન કવમ વેપારી કોમ છે. આપણા ભાઈઓ વેપારમાં એટલા બધા અટવાયેલા રહે છે કે તેઓ બોલેલું સાંભળવાને માંડ માંડ સમય આપી શકે છે, અને જો કયાંય કશું વાંચી સાંભળી લ્યે તો તે ઉપર મનન સાથે વિચાર કરવા જેટલો સમય આપવા ભાગ્યે જ તૈયાર હોય છે. મોટે ભાગે આપણો દૈનિક કમ એટલી રોકાણોથી ભરેલો હોય છે કે આપણને કલમી અને તકરીરી પ્રયાસો માટેના “પ્રેસ અને પ્લેટફોર્મ”ના વિષયમાં ઊંડા

ઉત્તરવાની આદત પાલવી શકતી નથી. આપણું આ અંગ એટલું અનિચ્છવા જોગ છે કે તેને આજના જમાનાને અનુસરીને નિભાવવું પાલવે એમ નથીજ.”

મહુમ સર આદમજી હાજી દાઉદની એક તકરીરમાંથી કવમના સ્વમાનનું ધોરણ સાચવો

“સોસાયટીએ ચાંપતા પગલા લેવાની અખત્યાર કરેલી સુંદર નીતિ છતાં, નાની એક સંખ્યા, તેવી રીતે મદદ મેળવીજતી હોય તો તે પણ અશક્ય તો નથી જ. કોઈ વિદ્યાર્થી ખરી હાજત નહિ હોવા છતાં એક અરજી મોકલી દેવાની તકલીફે મદદ મેળવી જતો હોય, કોઈ વિદ્યાર્થીને એક સ્થળેથી મદદ મળતી હોવા છતાં સોસાયટી પાસેથી પણ મદદ લેતો હોય, કોઈ વિદ્યાર્થીને મદદ આપનાર ખુદ ગૃહસ્થ પોતે પણ બીજી વાર સોસાયટી પાસેથી મદદ લેવા ઉત્તેજન આપતો હોય, એ બધું કદાચ બનવાજોગ હોઈ શકે, પણ આપણી કવમ ગચરતમંદ કવમ છે, એટલે આવી બદીનો વિસ્તાર જુજ હશે તેટલી બદીને પણ અટકાવવા માટે સોસાયટીને કવમીજનોના સહકારની જરૂરત છે. બીન હાજતમંદને મદદ મળતી હોવાના દ્રષ્ટાંત કોઈ પણ ભાઈના જાણવામાં આવે તો તેણે પોતાની એક ફરજ તરીકે, એ પ્રત્યે સોસાયટીના કાર્યવાહકોનું તરત જ લક્ષ ખેંચવું જોઈએ જેથી તેવા કેસો ઉપર વિચારણા ચલાવી, યોગ્ય કરી શકે. “કવમના સ્વમાનનું ધોરણ જાળવવા ખાતર” અને “નાણાનો પૂરો સદુપયોગ થાય એ ખાતર” આ બાબત ખાસ જરૂરી છે.

મહુમ સર આદમજી હાજી દાઉદની

આદમજુની આદર્શ વાણી

વિવિધ પ્રસંગોએ કરેલી તકરીરોની મનનિય અવતરણો

રજુઆત: ખત્રી ઈસ્મતઅલી પટેલ

ભૂલ્યા ત્યાંથી ફરીથી ગણો

“હું તો એ વિચારનો છું કે જે આપણને



Sir Adamjee Haji Dawood

આપણા કામમાં કંઈ ભૂલ કે ખામી દેખાડવામાં આવે તો તો તેનો ઉપકાર માની “ભૂલ્યા ત્યાંથી ફરીથી ગણવા”નો

સિદ્ધાંત રાખવો જોઈએ, જે કહેવામાં આવતી ભૂલ કે ખામી સામાવાળાની ગેરસમજુતીનું પરિણામ જણાય તો, તેને પ્રેમપૂર્વક સમજાવી આપણા કામથી તેને સંતોષ ઉપજાવી, ગેરસમજુતી દુર કરવી જોઈએ.

હું નથી ધારતો કે, કવમની ઘગશ રાખતો કોઈ પણ સમજુત અને નિખાલસ માણસ શંકાના નિવારણ પછી કવમના સારા કાર્યમાં વિઘ્નકર્તા નિવડવાનો દ્રોહ કરે, બાકી જેમને ટીકા કરવાની આદત જ પડી હોય તેમનો તો બીજો કોઈ ઈલાજ નથી.”

કાર્યને સમૂહગત રીતે કરો

“એમ તો એક વર્ષમાં એક લાખ રૂપિયા

મેમન કવમનો એકજ શખ્સ દાન કરી શકે છે, પરંતુ અહીં આપણી મતલબ એ રકમને એવી રીતે ખર્ચવાની હોય છે કે જેથી તે પોતાનો અર્થ સારવા કૌમનું કૌટુંબિક સંગઠન પણ સાધી શકે, સંગઠન એ ઘણી જ મોટી ચીજ છે, તેનાથી ઘણાં કામો કરી શકાય, મજાહજે ઈસ્લામે તેની ખૂબ હિમાયત કરી છે. ખુદાનો શુક્ર છે કે જે ચીજ આપણને મજાહજથી વારસામાં મળી છે તે ચીજ આપણા જીવનમાં ઉતારવા અને તેનો ફાયદો ઉઠાવવા આપણને જાણે આ સોસાયટીનું સાધન સાંપડ્યું છે. તો એક કવમી કામ વ્યક્તિગત કરવા કરતા સમૂહગત કરવામાં આવે તો તે જરૂર વધારે ફાયદો કરી શકે છે. જે સંસ્થાની રચના અને સિદ્ધાંત પાછળ દિને ઈસ્લામની તાઈદ છે તે સંસ્થાને મદદ કરવા માટે હું એક કવમી સેવક તરીકે કેમ અપીલ ન કરું.

અલબત્ત, તેને મદદ કરવા પહેલાં દરેક શખ્સે એ જોવાનું છે કે તેની મદદ હાજતમંદને પુગે છે કે કેમ. તેની વ્હંચણી નિષ્પક્ષ અને ન્યાયપૂર્વક થાય છે કે કેમ, ને પોતાનો હેતુ સિદ્ધ કરે છે કેમે, અને તેના કારભારીઓ પ્રમાણિક, ઉત્સાહી અને નિસ્વાર્થ છે કે કેમ ?

ખચરાતોનો સદઉપયોગ

“આપણી ખચરાતોના નાણાંને અન્ય કાર્યો કરતાં કેળવણીના કાર્યમાં ખર્ચવાથી તે વધુ સાર્થક થઈ શકે. આપણે હવે એ યાદ રાખવું જોઈએ કે ખચરાત ખાતે કાઢેલા નાણાં,

સાચો આનંદ

અત્યારે આપણે અને આપણી અતરાફના લોકો કેવું જીવન જીવે છે ? દોડભાગ, તસતસાટ અને તીવ્ર હરીફાઈ બધે જ જોવા મળે છે. હવે આપણે ચાલીને ભાગ્યેજ ક્યાંય જઈએ છીએ. પરથી એકાદ બે ફર્લાંગ દૂર મારકીટમાં પણ ઘણાં સ્કુટર કે મોટરસાયલ પર જાય છે.

જીવન આજે દોડભાગનું બીજું નામ છે. દરેક સ્વાસભેર અંતર કાપે છે. શાંતિ અને નિરાંત શબ્દોના અર્થ હવે નિવૃત્ત કે શારીરિક રીતે કાઈક નબળા પડલાં જ જાણે છે. બાકી બધા શાંતિ, આરામ, નિરાંત અને સુખચેનની ખોજમાં એવા દોડે છે કે એ ધ્યેયને ક્યાંના ક્યાં નીકળી જાય છે, ત્યારે જ તેમને ખબર પડે છે કે જે મેળવવા એ દોડતા હતા એ હાથવગું અને હવે એ ક્યાંય પાછળ રહી ગયું છે.

એટલા પછી પણ એમને નિરાંત કે સુખચેન મળતા નથી.

આજે ઘણાં કુટુંબો શું છે ? પૈસા કમાતું યંત્ર !

સામાજિક રીવાજો બદલાય છે. કુરિવાજો રીવાજ બન્યા છે. દરેરે દરેક કુટુંબની જરૂરીયા વધી છે.

કુટુંબ સાથે ઘરમાં એક નિરાંતની સાંજ કે એકલા કુટુંબની પિકનીક પાર્ટી જાણે હવે ગઈકાલની બાબત બની ગઈ છે.

કુટુંબ મિલન કે સ્નેહ મિલનો રહ્યા નથી. બેશક એના અવશેષો ક્યાંક ક્યાંક

સંકલન : મોહમદ શફી ગાંધી

જોવા મળે છે. એટલા પુરતા એ કુટુંબો નસીબદાર છે, બાકી હવે મિલનો પણ પૈસો, આડંબર અને મોટાઈના પ્રદર્શનમાં ફેરવાઈ ગયા છે, એમ નથી લાગતું ?

નથી જ એમ બધા કહેશે. સમયનું શું? સમય એટલો જ છે, જેટલો પહેલા હતો. દરેકના ભાગે હજી ૨૪ કલાકના રાત્રી-દિન આવે છે, ફરક એ છે કે હવે એ દ્રષ્ટિ નથી. દોડભાગ કરી જોઈ બ્લડપ્રેસને નિમંત્રી શકાય છે. વાતાવાણમાં ઉશ્કેરાટનું પેટમાં ચાંદા પાડી શકાય છે.

બેઠાડું જીવન જીવીને ચરબી વધારી હાર્ટ એટેક કે ડાયાબીટીઝનો ભોગ બની શકાય છે. સૌથી વધુ તો આપણી લાગણીને દબાવીને અનેક વ્યાધિઓનો ભોગ બની શકાય છે.

લાગણી વલણ અને ખ્યાલો સ્ફોટક હોય છે. ઉશ્કેરાટમાં કોઈ બીજાને નુકશાન કરી દે છે, તો કોઈ પોતાને જ હાનિ કરે છે. લાગણી નિરંકુશ હોય તો પણ નુકશાન થઈ શકે છે અને લાગણી પણ આકરો અંકુશ હોય તો પણ નુકશાન થઈ શકે છે

લાગણીને આપણે સ્વાભાવિક રીતે વ્યક્ત કરતા રહેવું જોઈએ અને એ કદી ભરી રાખવી નહીં. બેશક કહેવું વિવેકથી, સભ્યતાથી, સંયમથી પણ કહેવું જરૂર.



ઈતેફાકે મોઅમેનીન

બાંટવાનું પ્રથમ ગુજરાતી ઈસ્લામી માસિક છેક ૧૯૦૯માં 'મેમણ આલમ'ના માનદ તંત્રી જનાબ ઉમર અ. રહેમાનના દાદા મહુમ દાહિદ અબ્દુલ કરીમ ખાનાણીએ પ્રગટ કર્યું હતું. આજે તો આ સામયિકની એકાદ નકલ પણ અપ્રાપ્ય છે. મને 'મેમણ પ્રકાશ'ના નવેમ્બર ૧૯૦૯ના અંકમાં મજકુર માસિકનું અવલોકન જોવા મળ્યું છે જે વાંચકોની જાણ ખાતર મોકલાવી રહ્યો છે.

યાહયા હાશિમ બાવાણી (મહુમ)

'ઈતેફાકે મોઅમેનીન' એ નામનું એક નવું ઈસ્લામી માસિક (બાંટવા)થી બહાર પડ્યું છે જેની નોંધ લેતા અમને ઘણી ખુશી ઉત્પન્ન થાય છે.

ઈસ્લામી કોમમાં કેળવણીની ઘણી અછત છે અને તે અછત દૂર કરવા માટે ઈસ્લામી પત્રો અને માસિકોની વૃદ્ધિ થવી જોઈએ કે જેથી વાંચનનો શોખ ફેલાયાથી કેળવણીની બાબતમાં મત માનતો સુધારો થવા પામે. મજકુર માસિકના અધીપતિ મેમણ દાહિદ અબ્દુલ કરીમ ખાનાણી છે અને જેવણ એ માસિક 'બાંટવા મુફીદુલ ઈસ્લામ' નામે અંજુમનના મુરબ્બીપણા હેઠળ બહાર પાડવું શરૂ કરાયું છે. માસિકના બે અંકો (રમઝાન અને શવ્વાલ) અમને મળ્યા છે તે ઉપરથી ઉમ્મીદ રહે છે કે માસિક આગળ જતાં ફતેહમંદ ઉતરશે. માસિકના પહેલા અંકમાં ઈસ્લામી પત્રોને કોમ તરફના નહીં મળતા ટેકાથી તેઓ બંધ પડી જાય છે તે માટે અમારા એ ભાઈબંધે કેટલોક અફસોસ કર્યો છે જે કેટલેક દરજ્જે વાજબી છે. પણ અમારા એ ભાઈબંધે મોટા હેડીંગ સાથેના મથાળાઓમાં ઈસ્લામીઓનું ધ્યાન ખેંચવા જે ફકરો નીચે મુજબ લખ્યો છે તે કાંઈક વિચિત્ર લાગે છે કે 'ઈસ્લામી પેપરોની

અધોગતિ' અને તે સંબંધી અમારી મુજબેલી મતી આંખો ઉઘાડી મદદ આપો નહીંતર અમારી પણ આખર એજ હતી.'

આ ફકરો કેટલાકોને અમારા એ ભાઈબંધની હિંમત ઓછી લેખાનારો લાગે તો તેમાં નવાઈ નહી.

ઈસ્લામી કોમમાં જેમ કેળવણી વધતી જાય છે તેમ તેમ વાંચનનો શોખ પણ વધે છે અને તેથી તે ઈસ્લામી પત્રોને ઉત્તેજન મળતું નથી પણ એટલું ખરૂં છે કે તે બીજી કેળવાયેલી કોમો જેટલો આશરો પોતાના કોમી પત્રોને આપતી નથી છતાં જે આશરો મળે છે તે આજની તેની કેળવણીની હાલત જેતાં વધુ લેખારો. બાકી રહ્યા ઈસ્લામી પત્રો તો તેઓ બંધ પડી જાય છે, તેનું કારણ મોટે ભાગે પોતાની બેદરકારી અને કમહિંમતી છે. બંધ પડી ગયેલા પત્રોની ટીપ જે અંતરેના એક સ્થાનિક પત્રે આપી છે તે જો કે ખરી છે પણ તેઓ કેવા કારણે બંધ પડ્યા છે તે જણાવેલું નથી, ઈન્શાઅલ્લાહ એ વિષે હવે લંબાણથી જોઈશું. અમારા આ નવા ભાઈબંધને તેમના આ નવા સાહસમાં ફતેહ ઈચ્છતાં અમારા ગ્રાહકોને આ માસિક ખરીદવા ભલામણ કરીશું. માસિકનું વાર્ષિક લવાજમ રૂ. ૧૧૧ છે અને જે તેના અધીપતિને બાંટવા ખાતે લખવાથી મળી શકશે.



ફલણાલ

નસીમ ઓસાવાલા

જન્મતનો દરવાજો: દોઝ સામે ઢાલ

નબીએ કરીમ (સ.અ.વ.) છોકરીઓના મામલામાં ઉમ્મતને જે દોરવણી આપી છે તેની સાથે, પરણવા ટાણે છોકરીના માબાપની સમાજમાં જે દુર્ગત કરવામાં આવે છે તેની સરખામણી કરી શકાય એ માટે અહીં કેટલીક હદીસો રજૂ કરવામાં આવે છે.

જે શખ્સને છોકરીઓના મામલામાં અજમાયશમાં નાખવામાં આવે (એટલે કે બધી અથવા વધુ પડતી છોકરીઓ જે કોઈને ત્યાં જન્મતી હોય) અને તે એની સાથે સારો વર્તાવ કરે તો તેના માટે આ વાત જહન્નમની આગ સામે બચાવનું સાધન બની જશે. (બુખારી-મુસ્લિમ)

“જેણે બે છોકરીઓને પુખ્તવયે પહોંચવા સુધી ઉછેરી તો ક્યામતના દિવસે તે મારી સાથે આ રીતે આવશે” આમ ફરમાવ્યા પછી હુમૂરે (સ.અ.વ.)એ પોતાની આંગળીઓને ભેગી કરીને દેખાડી. (મુસ્લિમ)

જેને ત્યાં છોકરી જન્મે અને તે એને જીવતી દાટે નહિ, અપમાનિત હાલતમાં તેને રાખે નહિ, છોકરાને તેના ઉપર સરસાઈ ન આપે તો અલ્લાહ તેને જન્મતમાં દાખલ કરશે. (અબૂ દાઉદ)

જે મુસલમાનને ત્યાં બે દીકરીઓ હોય અને તે એમને સારી રીતે રાખે તો તેઓ તેને જન્મતમાં પહોંચાડશે.

(બુખારી-અદબુલ મુકર્રદ)

ઔષધનું કામ આપતો આહાર

* તાવ ચઢ્યો છે ? દહીં ખાવ, બલ્કે ખૂબ દહીં લો. તાવ કાબૂમાં આવી જશે.

* માથું દુ:ખે છે ? માછલી ખાવ, ખૂબ ખૂબ માછલી ખાવ. આદુ કે સૂંઠની જેમ માછલી પણ શરીર પરનો સોજો તથા દર્દ ઘટાડી શકે છે. માછલીનું તેલ દર્દશામક છે. માછલી આર્થરાઈટસની રોકથામમાં પણ મદદરૂપ થાય છે.

* ખાંસી થઈ છે ? લાલ મરચા ખાવ ! ખાંસીની દવામાં કફ-સીરપમાં જે તત્વો વપરાય છે, એ લાલ મરચામાં પણ મોજુદ છે. પણ જરા સંભાળીને ખાજો પેટમાં બળતરા પણ થઈ શકે છે.

* દમના હુમલા થાય છે ? ખૂબ ધ્યાજ (ડુંગળી) ખાવ. હડીકતમાં ડુંગળી સ્વાસ-નાલીકામાંની આડખીલી દૂર કરવામાં મદદગાર થાય છે. ધ્યાજનો ટુકડો કાપીને છાતી પર રાખવાથી પણ સ્વાસ્થ્યોસ્વાસ નિયમિત થાય છે.

* હાડકાં દુ:ખે છે ? અનનાસ ખાજ. તૂટેલા હાડકાંને જોડવામાં અને દર્દ ઘટાડવામાં અનનાસની મેગેનીઝ ધાતુ ઉપયોગી થાય છે.

* ચાદદાશ્ત નબળી પડી ગઈ છે ? કાળુ માછલી (ઓઈસ્ટર) ખાવ. એ તમારા મગજમાં ઝિન્ક (જસત)ની કમીને પૂરી કરી આપશે.

* શરદી સળોખમની તકલીફ છે ? ખૂબ લસણ ખાવ. લસણ તમારા માથામાં ભરાયેલી શરદીને કાઢી આપશે. ચાદ રાખો ! કાચું લસણ કોલેસ્ટ્રોલ ઘટાડવામાં પણ મદદ કરે છે.

* પેટ બગડી ગયું છે ? કેળા ખાવ, સૂંઠ લો, કેળા તમારા પેટને વ્યવસ્થિત કરશે જ્યારે સૂંઠ લેવાથી ઉબકાં અટકી જશે.

* હૃદયરોગના હુમલાને રોકવો છે ? નિયમિત ચા પીવાનો નિયમ રાખો. રક્તવાહિનીઓમાં જામી જતી ચરબીને ચા ઓગાળી નાખે છે જેનાથી લોહીભ્રમણ નિયમિત રહે છે.

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજુ.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દુ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

Honorary Editor:

Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia

Published by:

Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Graphic Designing

A. K. Nadeem

Hussain Khanani

Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press

Muhmmmed Ali Polani

Ph : 32438437

JANUARY 2022 Jamadi-ul-Sani 1443 Hijri - Year 67 - Issue 01- Price 50 Rupees

છે અલ્લાહ !

(હમ્દ)

‘અદીબ’ કુરેશી

ઓ સર્જનહાર ! તારે દ્રાર, ઊભો છું અદબ વાળી
મને બખ્શી દે બખ્શાણહાર ! ઊભો છું અદબ વાળી

લઈને મારા પાપાચાર, ભ્રષ્ટાચાર, અપકૃત્યો
દયા કર, ઓ દયા કરનાર ! ઊભો છું અદબ વાળી

મને દે શક્તિ, સદબુદ્ધિ, વિનયદ્રષ્ટિ ખુદા મારા
હું બેકસ, બેઅદબ, લાચાર ઊભો છું અદબ વાળી

પછી બીજે કશે હું માંગવાને જઈ છું શા માટે ?
છે તું દેનાર, હું લેનાર ઊભો છું અદબ વાળી

રહે તારી કૃપાવૃષ્ટિ તો જે પણ રંજગમ વરસે
કરી લેવા અભય સ્વીકાર ઊભો છું અદબ વાળી

નથી આ સ્વાર્થમય સંસારમાં મન લાગતું માંડું
મને બોલાવી લે, તેયાર ઊભો છું અદબ વાળી

લખું તારા હરમમાં બેસીને હમ્દોસના તારી
કરી દે સ્વખ આ સાકર ઊભો છું અદબ વાળી

‘અદીબ’ ! આપે છે તો જે પાછું વાળીને નથી જેતો
એ દાતારને દરબાર ઊભો છું અદબ વાળી

કિરદાર

(ના'ત શરીફ)

‘ફઝલ’ જામનગરી

મરહબા ! પધરામણી થે એહમદે મુખ્તારની,
મુશ્કીલો હલ થે યતીમો, બેકસો લાચારની

યા, મુહમ્મદ મુસ્તફા, યા રહેમતુલ લિલ આલમી
આપ છો બાદે ખુદા તસવીર સૌ ઉપકારની

જાન આપી ઈશકે એહમદમાં બિલાલે બાવફા
ભાવના સમજાવી જગને ઈશકના ઈઝ્ઝારની

પત્થરો વરસાવનારા પર ખુદા રહેમત ઉતાર
આ દુઆ વાણી હતી તાર્દફમાં મુજ સરકારની

મસ્જિદે અકસાથી પહોંચ્યા અર્શેઆઝમ પર નબી
મરહબા ! પળની સફર શું પળ હતી પળવારની

આપનો દુનિયામાં જ્યારે સાચો કે સાની નથી
જોડ દુનિયામાં મળે કયાં આપના કિરદારની

આપની ધીરજની સામે શસ્ત્ર બુઠાં થે ગયા
બોલ બાલા થે ગઈ અખ્લાકની તલવારની

હશ્રમાં કરજો ‘ફઝલ’ પર યા નબી ! ફઝલો કરમ
ચાચના છે આપના અદના પ્રશસ્તિકારની